TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222402

UNIVERSAL
LIBRARY

OUP—880—5-8-74—10,000.

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۸۹۱.۴۳۱۵ Accession No. 41882

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

CHECKED 1965

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وہان دخل وہم کو نہ گذرہے خیال کا
اچھی جگہہ ہی دل کو بھرو ساوصال کا

ہر چیز کو مثال سی ہوتی ہی ایک نمود
کیا ہو بیان ذات یہ اسکے مثال کا

آماذہ غش سے حضرت موسی کو ہوش پھر
نظارہ تمام جو ہوتا جمال کا

گر زخم پوست مال ہی ہی اوسکی تیغ عشق
مین چارہ عمر بہر نکرون اندمال کا

جتنی کہ ماسوا کی نمایش نظر مین ہے
پتلا بنا ہوا ہے یہ وہم وخیال کا

مین جانتا ہون جانتے ہین جیکی بات کو
شرمندہ کیلئے مون بہلا پہر سوال کا

عشاق اسکے رہتے ہین دنیا سی بیخبر
آرام ایک نام ہی اسکے ملال کا

وعدہ ہی ایک دم کا ولادت سے مرگ تک
گر سو برس ہی ہجر تو زمانہ ہی حال کا

سالک شکوہ نطق خموشی ہی اس جگہہ
چپ رہ کہ یہ مقام نہین قیل وقال کا

حامل ہی صفحہ حمد خدائی کریم کا
خامہ نہین ہی پایہ ہی عرش عظیم کا

ہون طالب رضا نہ بہشت و جحیم کا
کھٹکا رہا نہین نہی امید و بیم کا

کیا کیا شرف ہین آدم خاکی نہاد کو
کیا شکر ہو ادا تیری لطف جسیم کا

یون گلشن خلیل ہو جانسوز ہل نار
ایک پھول یہ بھی تہا تری باغ نعیم کا

قابو زبان پہ کیونکہ رہی فرط شوق مین
بیجا نہین ہی دعوئی بیجا کلیم کا

کیا قہر خاصہ کی ہو شکایت کبھی کبھی
دایم سپاس ہی تیری لطف عمیم کا

ہون باغ دہر مین گل تصویر کی طرح
یکسان اثر ہی مجکو سموم و نسیم کا

حادث نہی ذرہ ذرہ جہان کا ولی جہان
آئینہ خانہ ہے تیری ذات قدیم کا

کنعان مین گل کہلای جو تیری نسیم لطف
پرسان ہو کون جامہ یوسف شمیم کا

سمجھی کہ نارسا ہون تیری کنہ ذات مین
اندازہ ہی رسای طبع سلیم کا

تسلیم شیوہ ہون مجھی کیا خلد کیا جحیم
مجھسے نہ پوچھہ تفرقہ امید و بیم کا

کیا آتش خلیل کہ جب تیرا لطف ہو
ایک بال بہی جلای نہ شعلہ جحیم کا

اعجاز ہاتھہ ائی تیری سوز عشق سے
اسپر گواہ ہے ید بیضا کلیم کا

سالک فغان سی برہمی دہر کیونکہ ہو
باندہا ہوا طلسم ہی یہ کس حکیم کا

کیا رشک عشیونکی مجھے پایگاہ کا
زایر ہون استان حبیب الہ کا

ہون مین غلام ایسی فلک بارگاہ کا
جسکے گدا کو رتبہ ملے بادشاہ کا

عمرِ دوام دی گئی اس واسطے کہ خضر
رہبر رہے مدام مدینہ کی راہ کا

اوس در پہ جبہہ سا ہو، کہ اکیسری طرح
ذرّون مین امتیاز نہو مہر و ماہ کا

سمجھا ہوا ہے کنکرۂ عرشِ تو جسے
غافل یہ ایک گوشہ ہی اوسکی کلاہ کا

دین داغ نفعال تیرے ساجدین در
خورشید کو جو داغ دکہائین جباہ کا

ہی حاملان عرش سی رتبہ بڑہا ہوا
خدّام بارگاہ رسالت پناہ کا

ختم رسل شفیع امم سرورِ دوکون
رکھہ پاس حشر مین میری شرمِ گناہ کا

آزار ہی نہ ظلمت گنج لحد مجھے
جلوہ ادہر بہی ایک کرم کی نگاہ کا

اس سی خلاف سالک بیراہہ رو نہ چل
رستہ ہی مستقیم شریعت کی راہ کا

جاتا ہی تیر جس طرف اوسکی نگاہ کا
اوٹہتا ہے شور اودہر ہی خدا کی پناہ کا

ناموس ضبط کہوتی ہی کیون اہی صدا صور
اوس بدگمان کو ہو نہ گمان مجہیراہ کا

پرسان نہو کوئی تو کرین کیا دگر نہ یہان
محتاج حال زار نہین ہے گواہ کا

مزدور مزد پای نہ تعزیر حشر مین
لایا ہون سر پہ بوجہہ اوٹہا کر گناہ کا

افتاد کی نصیب ہوئی عرض راہ مین
مین ناتوان پتا ہون تیری گہر کی راہ کا

کہتی ہو ہم ستائینگے تجکو تمام عمر
باری خیال کہتی ہو تم ہی پناہ کا

نازش ستم پہ اپنی ہوی اور ہی اوذہن
ذکر اوسنے کیون کیا میری حال تباہ کا

کیا تیری زلف دیکہی سیاہی ہوئی سفید
کیون شکوہ سنج ہی میری بخت سیاہ کا

گر کاتب بیسار لکھی جاے حشر تک
دفتر ہو تمام ہمارے گناہ کا

ظالم غضب ہی شوق بڑہانیکی واسطے
آنا اور ایکدم کے لئے گاہ گاہ کا

یون عام حشر مین تیری بیداد کا گلا
ثابت قصور یہ بہی ہوا داد خواہ کا

وہ سرد مہریان تیری نظر و نمین مین بہری
پانی بہی مانگتا نہین مارا نگاہ کا ؟

سالک صنمکدہ سی نکالی گئے کہین
حضرت ارادہ رکہتے ہو کیون خانقاہ کا

سینہ مین خون ہوا دل حسرت پناہ کا
چہریان چہور رہا ہی خیال اوس نگاہ کا

ظالم نہ پوچہہ حال میری دستگاہ کا
دست دعا مین پایہ ہی عرش الہ کا

روز جزا یہ تیرگی شام غم نہ چہائی
کرنا ہی کچہہ بیان مجہی روز سیاہ کا

دیکہو تو ایک دامن تر مین سما گیا
پہر موج خیز نام ہے بحر گناہ کا

جب دل نہو تو صبر و سکون خاک کام دین
افسر نہو تو پانون سجے کیا سپاہ کا

وہان تک نہ پہنچی پہرتی ہی گزری تمام عمر
قسمت مین اپنے پہر ہی گویا کہ راہ کا

ممکن ہی اوسکی آگے شہادت خلاف دے
آخر زبان گواہ کی ہے لب گواہ کا

گہڑیان کٹی ہین کچہہ شب ہجران سی پوچہہ لو
یہان عمر مین حساب نہین سال و ماہ کا

صحراے عشق بہی کوئی ہو کا مقام ہے
کوسون یہان پتا نہین ملتا پناہ کا

مین مرنہ جاون فرط خوشی سی شب وصال
تم شام ہی سی ذکر کرو صبحگاہ کا

کہا کردہ میری سر کی قسم سالک اسے کیا

جسکو شکست عہد ہو گوشہ کلاہ کا

جنون مین اسقدر قائل ہونمین تو حید یزدانکا
کہ نقطہ لا کی صورت چاک ہی میری گریبانکا

جنونِ عشق آپنا آئینہ ہی حسن خوبان کا
ظہور صنعت حق چاک ہی میری گریبان کا

یہی پوشیدگی مخلوق سی دونونمین حال صل ہے
محل ہی ایک ہی ای خضر مرگ آب حیوان کا

نئی یہ چھیڑ ہی صیاد کو حسرت بڑہانیکی
کہ پر توڑی میری ہی زد کر کچھ چھیڑ گلستان کا

کٹی سو روز محشر شام تک کیلے جانی کیا گذرے
ابھی آیا نہین ہی دوگھڑی ہی روز ہجران کا

غبار ناتوان عاشق نخستہ سی او نکو
نزاکت نی چھڑانا کر دیا دشوار دامان کا

اثر جذب مشام پیراہنی کا ہی یہ ورنہ
شمیم یوسفی کو ستہ تا تہا نہ کنعان کا

تیری غم مین جنون نی ظاہر و باطن کیا یکسان
دل صد چاک سی بدتر ہی عالم جیب و دامان کا

بیابان تلاش یار مین ہون گرم رو یہان تک
کف پا کو میری صد منہ نہین خار مغیلان کا

فلک نی تاک کر سنگ حوادث مجھپہ برسائے
الہی ہو وی کالا مونہہ شب مہتاب ہجران کا

ہوا سجھو مجھی اب پایمال گردش دوران
دکہا لو آج کل مین نگ تم ہی چشم فتان کا

نہین پہنچا گلی تک ہی ہماری خنجر قاتل
ابھی سی دوش پر سر بنگیا کیون بار احسان کا

یہ شہرت حسن کی ہی نام سنتی ہی ہوا ای
پتا پوچھا نہ مجھنی نے سہ برنی کوئی جانان کا

وہ نخوت سی نہین سنتی کسیکی اور مجھی دیکھو
سمجھتا ہون نہین جاتا ہی ہان تک شور افغانکا

کہین منزل پہ تہری ناقہ پر محمل نہ تہیریگا
یہی عالم ہی گر مجنون کی جذب شوق پنہانکا

سر رہ جاکی ہر رہرو کے سالک پانو پڑتا ہون

بتا دیگا اگر کوئی تو رستہ کوئے جانان کا

چاک جگر و دل کا جب شکوہ بجا ہوتا
یوسف کا زلیخا نے دامن تبھی سیا ہوتا

مہتا ہون ستم اوسکی احسان ہی دیتا
گر مین نہ وفا کرتا کیا جانئے کیا ہوتا

تم اور عدو دونون یکجا جو دو قالب ہو
مین تم سی اگر ملتا وہ کیونکہ جدا ہوتا

محرومی طالع سے ہوگا نہ یہ دن روز
مین تمکو دکھا دیتا گر روز جزا ہوتا

یہان ترک وفا مشکل تم کیونکہ ستم چھوڑو
جو کچھہ نہوا مجھسی وہ آپ سی کیا ہوتا

ای کاش تم آجاتی اغیار ہی کو لیکر
کچھہ عمر تو گھٹ جاتی گو رنج زیادہ ہوتا

کرتے ہین چارکہین یون ملکی قیامتین
گویا کہ ہی فردا کا اب عہد وفا ہوتا

دھوکی مین نہ رہنا تھا یکبار نکہنا تھا
کچھہ لب پہ گلا لاتی کچھہ دل مین کہا ہوتا

ہوتی ہی شب وصل جب یار تو مین دلسے
ناچار یہ کہتا ہون وہ آتی تو کیا ہوتا

میخانہ سی می سالک پیتی ہوئے گھر جانا
بازار ہی یہ حضرت کچھہ پاس کیا ہوتا

عشق اور جامہ اس آدم زاد کا
شکر ہی صانع تیری ایجاد کا

شوق او نکو بڑھ گیا بیداد کا
رنگ بگڑا عالم ایجاد کا

ہم جہان مین مورد آفات ہین
اب گرا جاتا ہی گھر صیاد کا

عمر کٹنی ہجر مین دشوار تھی
کام تو آسان بنا فرہاد کا

ہی شب وصل عدو میری بدی
تمنی موقع خوب پایا یاد کا

بہر دیا جتنا تیری تصویر مین — رنگ اوتنا ہی اڑا بہزاد کا
حشر مین دیکھی نبی نے ہم صورتے — غل بڑا ہا فریاد سے فریاد کا
کیا بتا کر اوسنے پہل پایا ہے — کوئی طالب روضۂ شداد کا
ہی خزان ہی کسقدر خانہ خراب — گہر کیا دل مین میری صیاد کا
قتل ہوکر موت پر آئی یہ موت — ہاتھہ سی دامن چھڑا جلاد کا

حال سالک پوچھتی ہو کیا کہ وہ
ایک بگڑا ہے جہان آباد کا

لطف مین وہان ڈھنگ ہی ایجاد کا — کام دی ای خامشی فریاد کا
کیونکہ لے تصویر اوسکی دیکھیے — ہاتھہ قابو مین نہین بہزاد کا
عمر بھر رکہتا ہی پابند کمین — صید خود ایک دام ہی صیاد کا
دعوی باطل کی پرسش ہوگئی — کون پرسان حسرت شداد کا
دور تک اپنی نگاہین ہین رسا — پردہ حائل گر نہو ایجاد کا
کون یہان قید تعلق مین نہین — پانگل ہے سرو سے آزاد کا
دل مین جب آئی کہ اوسنی سن لیا — نارسا کیون نام ہے فریاد کا
آپ ہی گردش ہے محور چرخ — چانہا ایسی سی کیا امداد کا
دیکھیے کثرت سی وحدت کو تو ہے — ایک جلوہ موجد و ایجاد کا
کوہکن نے عمر بھر کاٹا پہاڑ — مین ہون جو یا چرخ کی بنیاد کا

بچگیا تیر نگاہ یار سے
واقعی آئینہ ہی فولاد کا

بھولتا ہی دین و دنیا آدمی
خاصہ ہی یتیون کی یاد کا

پہلی نفخ صور سی آجاو یہان
شک نہو تمکو میری فریاد کا

ضربت تیشہ تھی پتھر کی لکیر
نام مٹتا ہی نہین فرہاد کا

خود اڑا جاتا ہون سالک ضعف سے
آہ مین طوفان ہی قوم عاد کا

نالہ جو دل ہی نکالا شرر افشان نکلا
کرۂ نار میری سینہ مین پنہان نکلا

مین نکلتا تیری محفل سی کیلا ای کاش
غم یہ ہی ساتھہ میری غیر کا ارمان نکلا

جذبۂ دل کا اثر دیکھہ کہ کہائی سو تیر
پر کوئی توڑ کے سینہ سی نہ پیکان نکلا

غش شب ہجر مین آیا تو ہوا حشر کو ہوش
حشر کا روز ہی روز شب ہجران نکلا

کام دشمن کا نہ تہا ایسمین جو اٹکا ایچ
اوسکی فرقت مین میرا کیونکہ دم آسان نکلا

دل خلش دوست سے اور جذب ہی حاصل اسکو
پانون سی یہان نکوئی خار مغیلان نکلا

یہ رہا مانع فریاد جہان برہم کن
ضعف کا میری زمانہ پہ احسان نکلا

مین اور اوس نرم مین یون چین سی مٹہوان لیکن
لاغری مین اثر محمل سلیمان نکلا

سینۂ چاک کی ٹانکون ہی مین کام آجاتا
ہای ثابت نہ کوئی تار گریبان نکلا

پیچ مین اوس بت عیار کی آیا افسوس
سالک غمزدہ سیدھا مسلمان نکلا

کچھہ ہو پر اوسکو جانبِ اغیار دیکھنا
ایکبار منع کیجے تو سو بار دیکھنا

خلقِ خدا پہ رحم بھی کرنا ضرور ہے
تم دیکھکر کسیکو خبردار دیکھنا

ہین وہ جہان فریبِ تبسم ہی مجکو شک
پڑتا ہی ایک جہان کو ناچار دیکھنا

ہمسایہ مین وہ آی ہین یا گھر ہی ہی آگ
کچھہ روشنی سی ہی سرِ دیوار دیکھنا

تا ضد مین آکے صول یہن کہتا ہون اسلئے
یہ اور جنس دل کی خریدار دیکھنا

افزون ہی رنجِ عشق سی اندوہِ ترکِ عشق
پرہیز کرکے ہم ہوے بیمار دیکھنا

جاتی رہی تمہاری تو بس ایک دم مین ہوش
میری حواس سالکِ میخوار دیکھنا

باری کچھہ تو اثرِ نالۂ و فریاد ہوا
کہ اوسی غیر بہت مانعِ بیداد ہوا

روز کی جھوٹ سے کیا فایدہ بس بس صیاد
تو نے آزاد کیا اور مین آزاد ہوا

ناتوانی نی شہادت کی خوشی ہی کہو ہی
کہ بھی رنجِ پشیمانیِ جلاد ہوا

نہ کبھی ہاتھہ سی پر آنکھون مین تصویر رہی
اونکی غیبت مین ہی ہشیار نہ بنہار ہوا

ہی ہمیشہ سی اونہین دل کی خرابی منظور
یہ وہ گھر ہی کہ مکین سی ہی خوآباد ہوا

اب تیری جہد مین لاکھون مین وہ گزرے پہلے
ایک ہی قیس ہوا ایک ہی فرہاد ہوا

وہ تکلف ہون سمجھہ مین نہین آتا کوئی
چرخ بدکیش ہوا وہ ستم ایجاد ہوا

آنکھہ جو فان بہا نکلی دمی حق نے
مضطرب رہنی کو پیدا دلِ ناشاد ہوا

مکتبِ عشق مین لینی جو گئی درس فنا
آپ کو بھول گئی ہم تو سبق یاد ہوا

ہمنے پہلی ہی جھان پہرا وہان کہا تہا
صور محشر بہی نہ ہم پہ فریاد ہوا

میری مجبوریون نی کام بگاڑی آخر
کچھہ نہ بن آئی تو مین خوگر بیداد ہوا

شان تمکین ہی بجا اپکی نازش ہی درست
ایک تمہین کو عطا حسن خداداد ہوا

آج سمہنے نظر آتی ہین اسیران قفس
کیا رہا کوئی ستم وین صیاد ہوا

نہین آتے تو نہ کہنا کہ فغان سی سالک
باعث برہمیے عالم ایجاد ہوا

چہوڑ اہی ہاتہہ قاتل گستاخ دست کا
کہتی ہی ہر نگاہ کہ حربہ ہون مست کا

مین کیا سب نہی احوال مین مست تجہسب
ہی ایک جہان خراب شراب است کا

دشمن کو نیند آئی تو وہ جائین خوابمین
فریاد پر مدار ہی یہان بند و بست کا

دین مجکو لیکی جام سی خم تک تو کیا کہون
جو یا اشارہ نگہ نیم مست کا

کس دشمن وفا سی یہ کام آپڑا مجہی
یارب برا ہو اس دل صورت پرست کا

عشق مجاز بہر حقیقی ہے نردبان
رتبہ بلندی میری مضمون پست کا

تاراج غم ہین صبر و سکون کا نہ پوچہہ حال
پہنچا ہی میری فوج کو صدمہ شکست کا

کیا کارگاہ دہر ہی ہو کی کی جای ہی
ہر نیست پر گمان گذرتا ہی ہست کا

پہنچی نہ تیری گرد کو بہی گو سپہر تک
عرصہ سمند وہم کو ہی ایک جست کا

انسان کو قضا سی نہین ہی کہین نجات
کیا یہ بہی ہی خدنگ دسی صاف شست کا

کوثر سی کیا ملیگا تیری تشنہ کام کو
ایک گہونٹ بہی نہین ہی کسی مے پرست کا

ترکیب عنصری سی ہون بیزار اسطرح
گویا ہون قید چار حد سنگ بست کا

کیا کیا قبول کر لئے ناکردگی سی کام
اب پھر کہان سی پائینگی ہم دن الست کا

کس نشہ مین گذرتی ہی کیا جانی اسکی عمر
قائل ہون مین تو سالک بے بادہ مست کا

دیدار عام روز قیامت ضرور تھا
حکمت تہی غش مین جو زنی گوی طور تھا

سب حال سنکے عدہ مروت سے دور تھا
قاصد کی ساتھ ہی انہین آنا ضرور تھا

یعقوب کی نظر مین ہی کنعان سے مصر تک
دل مین سما گیا ہی جو آنکھون مین نور تھا

مین ناتوان نہ چیر کے مجمع کو جا سکا
ہنگام داد داور محشر سے دور تھا

مل مل کے سیل گریہ اندوہ مین بہا
جتنا نظر مین عالم بزم سرور تھا

کیون لوٹے شاخ مژہ میری گر گری کی قاف
شاید کہ چشم تر مین دل ناصبور تھا

واعظ نہ میکدہ مین کبھی آکی مے شراب
ایک ایک قطرہ جام شراب طہور تھا

گو وہ نہ دیکھے رہی اپنی کو بزم مین
مین بھی ستم رسیدہ طبع غیور تھا

تعلیم یاب مدرسۂ عشق کیون نہ رؤسا
پہلی سبق مین جسکے وفا التنور تھا

اچھا کیا جو تمنی جفا کو بڑھا دیا
مجکو بھی امتحان وفا کا ضرور تھا

وہان سی نکل کی کیون نہ تری نی نگہ بند
اوس بزم مین گئی تہی کہ سایہ بھی نور تھا

انصاف ہی نہین تو یہان آکی کیا کیا
مجکو تو روز ہجر بھی روز نشور تھا

سالک نے موت پائی ہی یاد تبا نمین کیا

ہلتے تھے ہونٹ نزع مین چہرہ پہ نور تھا

رہیگا دوش صبا پر ہی جسم زار اپنا
زمین پر نہ بنے گا کہین مزار اپنا

ضرور رحم ہی افتادگان خاک پہ ہی
سمند ناز ذرا روک شہسوار اپنا

اوٹھا کے مجکو سر بزم یہ ستم دیکھو
جتانی بھی ہین دشمن پر افتخار اپنا

یہ فخر کم ہی کہ تو بزم سی اوٹھای مجھے
کرون نہ تذکرہ کسطور بار بار اپنا

پھنسا ہون دام مین آوارگی سی تنگ آکے
ہوا ہون آپ ہی صیاد مین شکار اپنا

ہم اور دیکھہ سکین تیری پاس دشمن کو
خدا کری تیری گہر مین نہو گذار اپنا

زمین پر نظر آجاے ایک اوزر مین
ذرا بھی دل سی نکل جاہی گر غبار اپنا

جفا تمہاری ہی وفا اپنی پھر کمی کیا ہی
وہ اعتبار تمہارا یہ اعتبار اپنا

گلی مین اوس بت سفاک کی چلی ہین وے
خدا کو کرتے ہین سالک نگاہدار اپنا

یون ہی دل غم سے اگر بحر مین خوں گر ہوگا
وصل مین عیش مجھی خاک سیر ہوگا

دو قدم ہی جو چلین اپنے باور آجاے
ورنہ سنتے ہین کہ ہنگامہ محشر ہوگا

کشش شوق لیئی جاتی ہی مجکو ورنہ
سب سمجھتا ہون وہان جا کی جو مجھپر ہوگا

قصہ قیس ہی ایک حرف فسانہ کا میرے
مین یہ سمجھا تہا کہ وہ بھی کوئی دفتر ہوگا

کی ثنا اوسکی کمر کی تو وہ ہنسکر بولی
یہ تمہارا ہی بیان تن لاغر ہوگا

نہین منظور دل آزاری دشمن مجکو
اوسکی دل مین یہ گمان ہی کہ تیر گہر ہوگا

لے چلا شوق جنون میں سوی طفلان مجھکو
ہاتھہ میں اونکی تیری کوچہ کا پتھر ہوگا

ہمپہ ہی حشر پہ روز ہی سالک دیکھیں
کون سی حشر میں دیدار ستمگر ہوگا

یہان ذکر اُسکے طرۂ عنبر شمیم کا
آنا ہی مصر سی سوی کنعان نسیم کا

وہ جلوہ دیکھکر مجھی کتنا رہا ہی ہوش
افسانہ اوس سی پوچھہ ہا ہون کلیم کا

مظلوم عشق ہون مجھی دی ہی مژدۂ بہشت
مذکور کر رقیب سے واعظ جحیم کا

حسرت سی دیکھتا ہون عبث سوی آسمان
موہنہ دیکھنا بھلا نہیں ہوتا لئیم کا

ظالم رضا پسند میں ہم لوگ ورنہ ہے
دست دعا میں کنگرۂ عرش عظیم کا

یہ عشق کا مرض متعدی ہی کسقدر
مجھہ سی زیادہ حال ہی ابتر ندیم کا

چپ ہون کہ اک جہان ہی انصاف میں شریک
شکوہ عبث ہی اوسکی جفای عمیم کا

جب اُسکی زلف دام لطافت ٹھہر چکی
پھر کیونکہ ہو چمن میں اعادہ شمیم کا

آزار اوسکی ہوتی ہین اکثر کرم نما
کہٹکا امید وصل میں ہی مجکو بیم کا

صد نالہای شعلہ فشان کی نہین رہی
مشکل ہی اب جہان میں چلنا نسیم کا

شکوہ کی تاب بہی نہین کچھہ ماجرا نہین
ہر حال میں ہی شکر خدای کریم کا

جو رو سے کے یاد آگئی بیخود ہون وجد میں
واعظ سے ذکر سُنکے عذاب الیم کا

حال جگر خراش کا میری اثر تو دیکھہ
سُن سُن کی پک گیا ہی کلیجا ندیم کا

سالک سی کیا ہو ترک خرابات کی امید

بگڑا ہوا ہی مجھسی زیادہ قدیم کا

اب تو یہ حال اے غم ہجر بتان بنا
جو پوچھنی کو آی خبر نوحہ خوان بنا

دونو کی ایک نمود ہی ہین اور پتا نہین
عاشق کا مدعا ہی تمہارا دہان بنا

اوٹھہ اوٹھہ کی جای جای گیا ٹھہہ ضعف سے
مین رفتہ رفتہ گرد رہ کاروان بنا

تو ایک دن ہی دی جوانان تحسب مجھی
دی میکدہ مین حق تجھی پیر مغان بنا

اس کارگاہ دھر پہ کسکی نظر نہین
اللہ ہی رکھی تو رہی یہہ مکان بنا

چرچے سی میری عشق کی ڈرنی لگی ہین لوگ
چھیڑا جہان یہ ذکر کہ ایک داستان بنا

ہو ہو کی مست ہر کوئی گرتا ہی سر بہ سر بل
مسجود خلق کو در پیر مغان بنا

جی چاہتا ہی اوسکو شب و روز دیکھیے
جسکا کہ جلوہ تش صد خانمان بنا

واعظ ہی نفخ صور رہی ایک کہیل سانس کا
میری نفس کو دیکھہ کہ شور فغان بنا

یوسف بہی ہون تو اب نہین پیرتی دان اے فلک
وہ دن گیے کہ بخت زلیخا جوان بنا

سالک فلک کی نام سی کچھہ کانپتا ہی دل
ورنہ ہم اس زمین کو دین آسمان بنا

صد مہ اوٹھا کہ تارک عشق بتان بنا
آخر کو اپنا آپ ہی مین مہربان بنا

پہلی ستمگری کی لیے آسمان بنا
کچھہ بات رہگئی تہی جو وہ دستان بنا

پہلی تہاری آنے سی تہا یہی رنگ گل
تنی تو گلستان کو دیا گلستان بنا

نکلا نہ شہسوار کوئی بچ کی چرخ سے
اس راہزن نی مار ہی رکہا جہان بنا

ہر دم بنا بنا کے نکر غیر کے گلے
مجکو شب وصال نہ تو بدگمان بنا

مین اور ترک عشق بتان خیر ہی تجھی
تو پند گو کہان سی میرا مہربان بنا

میری سبب سے اوسکو یہ رتبہ ہوا نصیب
میری بدی سی غیر ترا رازدان بنا

ہی کوئی یار مین بہی اگر یہ ہی سمان
پہر کسطرح رقیب کو دارالامان بنا

اپنی نظر سی آپ نہان ہو نہ جاؤن
ای ضعف اسقدر نہ مجھی ناتوان بنا

سعئ بقای نام ہی پستی کی ایک دلیل
نیچا ہی لامکان سی بنا جو مکان بنا

کیا جانی آگ سینی مین کیا ہی لگی ہوئی
آیا جو رک کی دم وہی آتش فشان بنا

وہ حال پوچھتی ہین دن پہر کہان نصیب
میری خموشیون کو الہی بیان بنا

پہر دولت وصال کی سالک امید ہے
نادان کوئی بہی ہی بگڑ کر کہان بنا

ملیگا اجر حسبدن شمع کو طاعت گذاریکا
تو یارب پاس کہنا کچھ ہماری شرمساریکا

سحر ہوتی ہجوم یاس نے انہین میری کہو لین
شب وعدہ رہا ایک جوش سا امیدواریکا

اوبجہا الجھہ دیوانہ سی ای حضرت ناصح
پہر اوسپر سامنی میری ہی عواہو شیاریکا

ذرا اسی ہمت ای فریاد گیتی سوز لازم ہے
عدد قائل نہین ہی ہر کی ناپائداری کا

ہوئی خاک اوس گلی مین عرش تک پہنچا غبار اپنا
ملا اب خاکیمین دعوی ہماری خاکساریکا

کوئی بن اور سنگ کے دکان شہر کہانی تہے
بتایا نام کیون صحرا مین رکہکر قیس خواریکا

بجای سبزہ نشتر زار یہان ہر ایک قدم پر ہے
دیار عشقمین رستہ نہین آسان گذاریکا

پہنچکر لب پہ دل پہونچا گذر کر سب سے گہر ہونچا
مجھی کیا فایدہ ای نالہ تیری شعلہ بار یکا

جہان مین ہون ہان پہ مجھے دیا ہی اختیار اونکو
جہان مین ہون وہ عالم ہی میری بی اختیار یکا

نکالی جا چکی ہین سینکرون ان بات پر سالک
نہ لینا نام اوسکے کوچہ مین مطلب برار یکا

جس راہ سی وہ سرو خرامان نکل گیا
بنکر غبار حشر کا سامان نکل گیا

تہیری تہی خلد و کوچہ جانان مین گفتگو
لب وا ہوی تہی انپے کہ ضوان نکل گیا

مجھ سی ستم رسیدہ کا ہوگا کونسی شریک
قطرہ کا نام صفت مین طوفان نکل گیا

سب چیز کی گئی برکت اس جہان سے
تیرا اثر ہی شورش افغان نکل گیا

اونسی کمان کج نسکی جذب شوق دیکھ
چٹکی سی تیر ترسی پیکان نکل گیا

ہی اندنون مین گردش چشم تبا نکا دور
تیرا زمانہ گردش دوران نکل گیا

سالک یہ دم نکلتی ہی نکلیگا ہجر مین
کیا غیر کا ہی کام کہ آسان نکل گیا

یون اوسپہ حال کہولئی نج وللہ کا
افسانہ کہیے اور کسی خستہ حال کا

پوچھو نہ ماجرا شب ہجر ان کی حال کا
اس رات کا بیان ہی بیان ایک سال کا

دشمن سی بات کرنیکو حیلہ ملا دیا
اوسکو جواب دیتی ہین میری سوال کا

مانا کہ لب سی مہر خموشی اوٹھائین ہم
دیگا جواب کون ہماری سوال کا

جو کچھہ ہی اوسکی بزم مین سب پرتو اسی
الفت نی کردیا اسی عالم مثال کا

کچھہ سر نگون ہون ضعف سے کچھہ ناگواری ہی
موہہ نہ دیکھہ اجھی فلک بے خصال کا

شاید ظہور فتنۂ محشر قریب ہی
چرچا ہی اندنون ہین بہت اوسکے چال کا

لیتی ہو تم ستم سے خبر کس طرح کہون
پرسان نہین جہان مین کوئی میری حال کا

وہ آگئے ہین رخصت اعدا کا وقت ہی
ہنگامہ دیکھنا میری بزم خیال کا

بنتی ہے مجھپہ دیکھیئے کیا اوسکی بزم مین
کرتا ہون ذکر سالک شوریدہ حال کا

بھول کر بھی ادہر نہین آتا
وہ کبھی راہ پر نہین آتا

کسکا جلوہ نظر سی گذرا ہے
کہ مجھی کچھہ نظر نہین آتا

چرخ گردش سی تھک گیا شاید
دن نکلتا نظر نہین آتا

بھہ گیا دل تو غم نہین اسکا
چشم مین کیا جگر نہین آتا

ہون شب وصل اسقدر بیخود
بیم مرگ سحر نہین آتا

کس گلی مین چلا ہون میرے لئے
شوق مین کچھہ نظر نہین آتا

تیرا کوچہ اگر بہشت نہین
جا کی کیون نامہ بر نہین آتا

پھیر دینی جہری تو آتی ہی
لطف صیاد اگر نہین آتا

دلکو کیا جانے کیا ہوا سالک
چین کیون رات بھر نہین آتا

[illegible] پوچھتی ہو چشم تماشائی کا
بڑھگیا شوق بہت تمکو خود آرائی کا

وعدہ سولی ہوی کس حین سی وہ بیٹھی ہین — اور ہنگامہ ہی یہان انجمن آرائی کا
تو بھی گر اب سی خموشی مین نہ نکلی گا ہے — پھر ای آہ نہ اطلاق ہو گویائی کا
کیا خبر تھی کہ ہی تدبیر سی تقدیر کو ضد — کاش ہوتا نہ بھروسا مجھی دانائی کا
آج ای آہ جہان سوز نر کہہ کچھہ باقی — غیر قائل نہین اللہ کی یکتائی کا
میری نالون کو سمجھنا نہ شکایت اپنی — نوحہ صبر ہی ماتم ہی شکیبائی کا
طول دیتا خدا روز جزا کو اتنا — گریبان مجھہ سی نہ ستتا شب تنہائی کا
نکلہ سی گریہ سوا عشق مین ہوتا ہی عزیز — رنج یعقوب کو دیکھا نہین بینائی کا
حسرت مردہ کو دم بھر مین جلا لیتا ہون — آپ کیا مجکو بنی عمر ہی مسیحائی کا
یون اڈھایین وہ مجھی جا کر افتادہ خاک — ناتوانی نے کیا کام توانائی کا
کچھہ ہی قسمت ہو موافق تو دکھا دین سب کچھہ — کارخانہ ہی سب ای غیر یہ بن آئی کا
سجدہ نقش کف پای تبان کی نہین داغ — یہ نوشتہ ہی میری ناصیہ فرسائی کا
دیکھنا اسکو ہی یوسف کی سوا ای یعقوب — گر خدا دی ہی تو کیا لطف بینائی کا
مین ہی خود آپ مین آتا نہین پھر وجد مین — پوچھنا کیا ہی میری گوشہ تنہائی کا

کیون نہ سالک میری حیرت پہ جہان ہو حیران
محو حیرت ہون کسے محو خود آرائی کا

شکوہ کیا غیر کا وہ دل ہی جب اپنا نہوا — جسکے باعث سی میری جان پہ کیا کیا نہوا
آشیانہ مین خس و خار کی رہتی تھی خلش — ایک تنکی کا قفس مین مجھی کھٹکا نہوا

ہوسکا حشر مین کب مجھسی خدا کی آگے
جب تجھی سی تیری بیداد کا شکوا نہوا

کیا وہان شہر سبا سی بہی ہی جانا مشکل
نامہ بر مرغ سلیمان بہی ہوسیرا نہوا

نامہ بر کی تیری کوچہ مین ہی حاتی ہی مشکل
کب گیا یہان سی کبوتر کہ وہ غمقا نہوا

صبح تک جلوۂ عارض سی رہا مین بیہوش
اونسی اس طور ہوا وصل کہ گویا نہوا

نسر واقع سیری طالع مین ہی شاید صیاد
کہ تجھی دیکھہ کے پرواز کا یارا نہوا

نارواہی وہ قیامت ہی بہی ای واعظ
اوسکی رفتار سے جو فتنہ کہ برپا نہوا

کسلیئی حال دل گم شدہ یارب نہ کہلا
غیر کا راز تھا کیا یہ بہی کہ افشا نہوا

نالہ اوسکا شرر افشان ثمرہ اوسکی خو نبار
تو نی چہیڑا تو ہی سالک کو پراچہا نہوا

دشمن میری دعا کا ہجوم فغان ہوا
گوش سو کلان اجابت گران ہوا

ہم پیشگی سی ضد ہوئی کیا چرخ و یار مین
یہ مہربان ہوا تو وہ نامہربان ہوا

ایک بات مونہہ سی نکلی تو سو نالے سا تہہ مین
محشر مین کس سی تیری جفا کا بیان ہوا

دل مین تو ایک حرف دکہای دیا تہا عشق
پہونچا ہی تہا زبان پہ کہ ایک داستان ہوا

وہ نالہ آج ضعف سی لب تک نہ آسکا
جو لاکہہ بار داغ دل سیمتان ہوا

وہ دور تہی تو سب سی رہی مجکو دشمنی
وہ پاس ہین تو میرا عدو ایک جہان ہوا

سچ ہی بگاڑ مین کوئی حربہ نہ کام آئے
نالہ ہی میری سر ہی پہ آتش فشان ہوا

مجکو ہوا افاقہ سنبہالے کا نزع مین
اونکو ستم پر اپنی کمی کا گمان ہوا

وہ صبح ہوتی آی شب وعدہ میری پاس
پیری کی وقت بخت زلیخا جوان ہوا

ایک ایک قطرہ ضبط کیا تیری خوف سے
ایک ایک بحر نکلے ثمرہ سی روان ہوا

ہاتھہ اتبو زیست سے بھی اوٹھانا محال ہے
سالک یہ رنج ہجر سی مین ناتوان ہوا

کیا شکوہ نہ سنے کا میرے دہیان کہن تہا
ناصح یہ سمجھہ لے مجھی گویا کہ نہین تہا

گریہ کا سبب پوچھہ نہ ای شیخ حرم مین
یہ گہر ہی کبھی غیرت بتخانہ چین تہا

یہ گہر کو کیا گریہ نے برباد کہ جس جا
ویرانہ نظر ای تو کہتا ہون یہین تہا

یون عمر گذاری تیری فرقت مین کہ ہر دم
جینی کا گمان تہا بھی مرنیکا یقین تہا

آج اوسکا یہ عالم ہی کہ لب تک نہین آتا
وہ نالہ جو کل خسہ گر چرخ برین تہا

کیا دہونڈہتی ہو سالک وحشی کو ابہی تو
ہنگامۂ طفلان سر بازار یہین تہا

مجھہ جیسی سخت جان پر کیا بس چلی قضا کا
یہان تو نثار ہی اکثر غضب خدا کا

وہی صل مین ہی اونکو رنج فراق دشمن
یون سرنگون ہین گویا اندازہی حیا کا

دم تک بہی اپنی اتبو آتی نہین وہ ڈر سی
دیکہا اثر یہ اپنی فریاد نارسا کا

کرنا پڑا ہے مجکو قاصد کا اپنی ماتم
بہولے سے لکہہ گیا ہون ایک فقرہ عا کا

اوس بیوفا سے ملکر یون منفعل ہوا دل
ہو جیسی آشنا سی نقصان آشنا کا

ہاتہہ آگیا کہین سی ایک مرغ نامہ بر کیا
گویا کہ میری سر پر سایہ پڑا ہما کا

جاتا ہون آگے آگے یہ فرط شوق دیکھو
خود رہنما ہوا ہون مین اپنی رہنما کا

تو جس طرف سی گذری جھکتی مین سر زمین پر
بنتا ہی نقش سجدہ تیری نشان پا کا

پاتی شب جدائی ہمنی نہ عمر تا صبح
جی ہی مین رہگیا سب جو شوق تھا دعا کا

ہی دم کی آمد و شد رفتار اپنی سالک
طی کر رہی ہین رستا بیٹھی ہوی فنا کا

بیموت ہین یہ بت جھوٹ ہے کہنا انکا
دی قیامت کی خبر وعدہ فردا انکا

ہای انجام محبت مین دل آزار نہین
ہای آغاز محبت مین دلاسا انکا

شکل سی جم عیان دل مین نہان کیا کیا کن
نہ بچا ہے نہ بچیگا کوئے مارا انکا

آدمی آپ تماشای جہان بنتا ہی
بہو لکر دیکھنی جاے جو تماشا انکا

جب قدم رکھیے تو پیش امن جہنم کی عذاب
یون نظر کیجے تو فردوس کو چا انکا

انکی باتون مین وہ لذت ہی کہ جو چاہین کہین
چھیڑ کر سنتی ہین سب شکوہ بجا انکا

گو ملین بعد فنا مجھکو بہت سی حورین
نہین ممکن کہ مٹے داغ تمنا انکا

جسکو کہتے ہین قضا ہی نگہ نار انکی
ملک الموت ہے وابستہ ایما انکا

یہان جلی رشک ہان آتش دوزخ مین بھبکے
کہین آرام سے رہتا نہین شیدا انکا

باعث نالہ عشاق ہی چہرہ پہ نقاب
وجہ بے پردگی راز ہے پردا انکا

چال سی فتنہ بپا زلف سی نازل ہو بلا
یہ زمین انکی ہی چرخ ستم آرا انکا

ظلم مین بھی ہی یہ شیرین حرکاتی انکی
کہ نکلتا نہین لب سی کبھی شکوا انکا

ایک عالم ہی حزین پوچھی جس سے احوال
آہ بھر کر کہے مظلوم ہون انکا انکا

حشر مین کوئی اگر ہمسے پوچھی تو ہی جواب
ایک زبان اور بیان رکھتی ہین کیا انکا

ہمسی آوارہ و گمراہ بہت پھرتی ہین
کچھہ سوا شہر سے آباد ہے صحرا انکا

آپ سالک کو رولا کر یہ عدو سی پوچھین
آج کیا حال ہی آنسو نہین تھمتا انکا

قتل قاصد پر گلا کیا اوس جفا کردار کا
خون ناحق روز سو رستا ہی ہان دو چار کا

ربط مجھہ سی ہو گیا تھا عجب وہان جانا چھٹا
لوٹتا ہی خاک پر سایہ تیری دیوار کا

میرا سر کر نقش پا پر آپکے رکھتے ہین بانو
اسکو سمجھو تو ذرا کیھو مو نہہ کبھی اغیار کا

غش سی میری تو نی یہ جانا کہ پردہ کھل گیا
کیا میرا گرنا ہوا گرنا تیری دیوار کا

اور گرمی بزم دشمن مین موی یہ بھی نصیب
لو اثر دیکھا ہماری آہ آتش بار کا

عفو تقصیرات سب سے چاہتا پھرتا ہون مین
دیکھنا ہے آج ہنگامہ تیری رفتار کا

صبح واعظ فی بیان کی روشنی شمع طور
خواب مین تسکو نظر آیا تھا ساعد یار کا

ہو گیا دیوانہ سالک اوس پری کو دیکھکر
ایک ہنگامہ ہی رستہ بند ہے بازار کا

کیونکہ خالی نہ پڑا روز دبستان ہوگا
جبکہ وحشی تیرا سنگ رہ طفلان ہوگا

وصل ہو جای تو نا نوسی امان پای جہان
پھر احسان کرو خلق پر احسان ہوگا

پھیلا جوش جنون کیون میری گھر سی مجکو
کیا خرابی مین سوا اس سی بیابان ہوگا

جوشش زن سینہ مین یہان نالہ و فغان فکر تم — آج دنیا مین عجب فتنہ نمایان ہوگا
مدعا حشر کے ہونی سی ہی تیرا دیدار — وہ بہی ہوگا کوئی جو داد کا خواہان ہوگا
دل وہ کافر ہی کہ مجکو مذیا چین کبہی — بیوفا تو بہی اسے لیکی پشیمان ہوگا
دورۂ چرخ سی ہر شبکو ہی لازم اک دن — روز محشر کہین روز شب ہجران ہوگا

دل صد چاک پہ کیا کیا نہ بنی گی سالک
غیر جب شانہ کش کاکل جانان ہوگا

یہان وقت نزع چہرہ سی کیا کچہہ عیان نہ تہا — حسرت تہی ایک یہی کہ لب پر بیان نہ تہا
یہ اور کون تہا جو تیرا خستہ جان نہ تہا — ایک نقش بیکفن تہی کوئی نوحہ خوان نہ تہا
چڑہ جای چاندنی سر دیوار قصر یون — افسوس کوئی یار مین مین پاسبان نہ تہا
زانو پہ رکہہ لیا کہین تمنی سر رقیب — آسان یہی لاغری مین سر اسکا گران نہ تہا
وعدہ پر اوسکو دیر ہوا دم کی اور یون — ای جان تو بہونچہ رہی یہ گمان نہ تہا
چشم خیال و بزم تصور مین غیر کے — ہم تو کہین نہین تہی مگر تو کہان نہ تہا
صبر و سکون محال مگر ہو چکا تمام — برمین نہ تہی وہ رات کو اور دل تپان نہ تہا
اب کیا امید ہی کہ ہوئی زندگی عزیز — پہلی تو ہجر مین مجہی کچہہ بیم جان نہ تہا
کل کسقدر ہوا مین سبک اونکی بزم مین — بیٹہا ہوا تہا اور عدو پر گران نہ تہا
پیری مین آکی کہل گئین آنکہین سی کچہہ میری — کیونکر کہون شباب کو خواب گران نہ تہا
بیہودہ کہین ہین نالۂ دل فی رسائان — کاشانۂ رقیب تو کچہہ لامکان نہ تہا

کیون بی نشان کہو مجھی بعد از فنا کہ مین
وہ زندہ تہا کہ ضعف سی میرا نشان نہ تہا

ہونکی تہی مجھہ مین خلق عالم فی چند صور
کیا دم کی ساتہہ ازل مین یہ شور فغان تہا

کہتی تو نور دیدۂ یعقوب کیا ہوا
گر مصر تک چراغ رہ کارواں نہ تہا

مجھنا توان کو دیکھہ کی حق نی دیا ہی ضعف
یعنی مجھی تحمل تاب و توان نہ تہا

بحر محیط گریہ نے میری مٹا دیا
گویا کہ اسم و سر کبھی خاکدان نہ تہا

افسوس ہر سالک انصاف خواہ پر
دل مین ہزار زخم تہی تن پر نشان نہ تہا

جسمین نہ بہار آی وہ گلشن ہی اور ہا
کہتی ہین جسی نغمکدہ مسکن ہی اور ہا

ہم داغ نہان سینہ سی کس طرح مٹا دین
ظالم یہ چراغ تہ دامن ہی اور ہا

موقوف نہین مجمع اغیار ہی پر کچھہ
جو پاس تمہاری ہی وہ دشمن ہی اور ہا

عشرت نی دیا مژدہ نومیدی جاوید
ہم سادہ دل اوسکی ہین وہ پرفن ہی اور ہا

گو راز کو دل سی ہی چہپایا مگر افسوس
مذکور سر کوچہ و برزن ہے اور ہا

جس طرح سی ادراک خلایق مین ہی عنقا
یون دیدۂ غمقا مین نشیمن ہی اور ہا

دم بہر کی لئی جان نی لی شوق اسیری
یہ خانہ صیاد یہ گلشن ہے اور ہا

ہم بزم عدو اور سی ہوگا کوی شبکو
کیون آنکہہ ملا اب بہی غلط ظن ہی اور ہا

یون حضرت ناصح ہین ملامت گر وحشت
گویا نہ گریبان ہی نہ دامن ہی اور ہا

آنا تیری کوچہ مین اجل کی ہی نشانی
ہم جی گئی اور شہر مین شیون ہی اور ہا

جب کام اوس سے تو کہین حال بہی اوس سے
گو جان چکی ہین کہ وہ دشمن ہی ہمارا

برسای ہین وہ تیر کہ تیر دن سی بہری خم
کیا تم کو غم خستگی تن ہے ہمارا

اُمت مین ہین کس سرور کونین کی سالک
ہر قصر ارم مین پس مردن ہے ہمارا

کچہہ بہی جو روز حشر بڑہایا نجائیگا
قصہ تمام ہم سے سنایا نجائیگا

سو روز باز پرس اگر ہون تو کیا ہمین
پاس وفا سے حال دکہایا نجائیگا

سیلاب گریہ گہر کا ہی دشمن اگر تو ہو
کیا اوسکی دل مین ہی کہ بنایا نجائیگا

کہا بیٹہی تیری ہجر مین کہا نکی ہم قسم
اب کوئی داغ تازہ بہی کہایا نجائیگا

جانا تو بزم غیر مین ای ضعف سہل ہے
پر کوئی فتنہ مجہہ سی اوٹہایا نجائیگا

دل اضطراب شوق کے طعنے وصال مین
کیا رنج ہجر ہے کہ اوٹہایا نجائیگا

لانا جواب نامہ کا اوس کو چہ سی محال
قاصد ارم مین جاکے پہر آیا نجائیگا

کیجی نہ حسرتون سی گرانبار اسقدر
ورنہ مجہی نظر سے گرایا نجائیگا

خط مین سلام لکہیئی نہ مجکو رقیب کا
یہ حرف رشک بار اوٹہایا نجائیگا

قاتل یہ جان لی ہمہ تن ارزو ہون مین
مارا اگر مجہے تو جلایا نجائیگا

داغ خط دران نہ شعلۂ نار جحیم سے
سوز درون نہین کہ بجہایا نجائیگا

اوس در پہ لاغری سی نہ آیا نظر تو کیا
یہ نقش پیلیون کا مٹایا نجائیگا

جاگے میر انصیب تبی نقصان نہین فلک
یہ فتنہ تو نہین کہ جگایا نجائیگا

ای چرخ کچھہ کمی شب غم مین کہ غیر کا
منصب نہین کہ تجھہ سی کہٹا یا بجا سکا

سالک چراغ پردۂ فانوس کی طرح
سینہ مین داغ دل کو چھپا یا بجا سکا

گر لب پہ حرف مدعا ہو گیا
وہ دل مین میری آبلا ہو گیا

سمجھتی ہین وہ فرض اسکی شکست
میرا دل بہی عہد وفا ہو گیا

کہون کیا نہ دیکھون جو میرا نظر
تغافل شریک حیا ہو گیا

وہ کرتی ہین منکر ستم اور بہی
میرا نالہ شکر جفا ہو گیا

قیامت ہوئی اوسکی رفتار سے
یہ ہنگامہ ہنگامہ زا ہو گیا

بدونیکا کلا اوپہ کیا اعتراض
جو چاہا کیا جو کیا ہو گیا

شب وصل ہونیکی ہی یہ دلیل
شب ہجر سی دن سوا ہو گیا

اثر سب کہچا اوسکی گفتار مین
میرا نالہ بہی نارسا ہو گیا

وہ صورت ہے دلکش کہ اس علم پر
زمانہ تیرا مبتلا ہو گیا

ملا دی جگر کو بہی دل مین خدا
کہ اک شعلہ حق صدا سی سوا ہو گیا

غم و رنج و حرمان و اندوہ کو
میرا سینہ ملک بقا ہو گیا

محبت مین الزام کیا دلکو دون
یہ گمراہ تہا مجکو کیا ہو گیا

ہجوم بلا ہای ہجران مین چھہ
تجہی کیا جو کچھہ ہو گیا ہو گیا

یہ تقوی جوانی مین سالک مگر

بُری وقعمیں پارسا ہوگیا

جذبۂ شوق ہی نجائیگا سہرا اپنا
جا و بس بس نہ بتا جاؤ مجھی گھر اپنا

یہی جنگل ہی یہی پانون یہی راہروی
یہی سودا ہی یہی کوہ یہی سر اپنا

کہو ہی دن عمر کے آئینہ بانی مین عبث
پہلی دل صاف کیا کیون نہ سکندر اپنا

راز دتی نہین ہم دوست یا دشمن ہو
حال کہدتی ہو تم غیر سے کیونکر اپنا

برش تیغ پہ کیا ناز ہے قاتل تجکو
سخت جانی میری ایکبھی لیگی جوہر اپنا

ایک میری ہی پریشانی قسمت لکھکر
نہ کیا کاتب تقدیر نے دفتر اپنا

راز دل گمشدہ کی بسکہ کسی پر نہ کھلا
خود کیا کرتی ہین افسوس ہم اکثر اپنا

رنج کی بات سی آتی ہی کدورت دلپر
آئینہ بہاپ سی ہوتا ہے مکدر اپنا

وہ نہ آتی تو مجھی پر کوئی بجلی گرتی
کچھہ دکھانا تھا اثر آہ مقدر اپنا

یہ بھی عاشق ہی تجھی پر کہین ای دشمن
مثل دشمن کی سی برگشتہ مقدر اپنا

جب وہ چلتے ہین تو ہر نقش قدم کہتا ہے
مونہہ دکھا مجکو نہ ای فتنہ محشر اپنا

واہ کس شان سی سالک کو نکالا تمنے
خوش رہو ہم بھی گئی جاتے ہین بستر اپنا

انسان ہوس پیشہ سی کیا ہو نہین سکتا
مجبور ہی اس سی کہ خدا ہو نہین سکتا

وہ عقدہ میری کام مین تقدیر نے ڈالا
جو ناخن تدبیر سے وا ہو نہین سکتا

دہشت سی کوئی نام ہی لیتا نہین ورنہ
اوس بزم مین کیا ذکر میرا ہو نہین سکتا

کیونکر ہو حریص ستم عشق کی سیری
غم رزق مقدر ہے سوا ہو نہین سکتا

دل کیونکہ خدنگ نگہ ناز سے بچ جاے
یہ تیر قضا کا ہے خطا ہو نہین سکتا

تمکین سے نہ دیکھی جو کبھی آینہ جھک کر
وہ مرتکب شرم و حیا ہو نہین سکتا

ماتم زدہ کی ہاتھ سی گھبرا نہ شب وصل
عادت ہی کہ سینہ سی جدا ہو نہین سکتا

کہنے پہ چلی دل کی عبث یہ بھی نجانا
گمراہ کبھی راہ نما ہو نہین سکتا

ہی چال تیری باعث آشوب خلق
خجلت کے سبب حشر بپا ہو نہین سکتا

یہ درد ہی تیرا ہی کہ ہی جان سی شیرین
ہر درد مین ظالم یہ مزا ہو نہین سکتا

ای طایر جان شکوہ تکلیف قفس کیون
کیا تو قفس تن سے رہا ہو نہین سکتا

غیرت ہی جو محمین تو وہ کہتی ہین سر بزم
پروانہ سے جو کام ہوا ہو نہین سکتا

وہ غمزدہ بنتے ہین میسری نعش پہ لیکن
دل خوش ہی کہ لب نوحہ سرا ہو نہین سکتا

مین اوس نگہ ناز کا محکوم ہون سالک
وابستۂ احکام قضا ہو نہین سکتا

خیال گزرے کبھی کہان کا ارادہ ہو گر ہمین کا
نہ کچھ ٹھکانا میری گمان کا نہ کچھ ٹھکانا میری یقین کا

نہ شوق مکہی حوصلہ کا نہ پاس وعظ ہی اپنی دین کا
جو ذکر کرتا ہی ہیں کا سنا نہ جگر کا کہیں کہین کا

خراب کی ہی تبان نی خلقت ہمین سے پاتی ہین تجربت
سپہر گردش من کر نہ جرات کہ دور یا ہے اب زمین کا

شہید ہونیکی یہ تمنا نہ دلسی نکلیگی دیکھہ لینا
اٹھای خنجر وہ ہاتھہ مین کیا بار سنبھلی جب آستین کا

ہزار نالی زبان پہ لاتا ہزار محشر ابھی دکھاتا
شب جدائی اگر نہ آتا خیال اوس چشم سرمگین کا

نشانِ پای عدو نے مارا کہ تیری در پر نہیں گوارا
جھکی جو سجدہ کو سر ہمارا تو مین لکھا ہو جبین کا

کہو مطالب سب اپنے جی کی یہ شرط کیجی کہ ہان نہ کیجے
کہو نہین پھر اور کیطرح سے مجھی سی سنتا نہین نہین کا

جو پوچھی مجھسا ہی کوئی بدظن کہو نہ احوال وصل دشمن
یہ مین نے مانا کہ تم ہو پرفن علاج کیا چشم شرمگین کا

ملیگی محشر مین داد کیا ای مطلب مین ہو نہین ادھورا
بیان پہلی ہی کیون کیا تھا تمہاری گیسو ہی عنبرین کا

بیان لطف عدو جفا ہی یہ تمسخ بار کہدیا ہے
پھر ایکی سنتا نہین رہا ہے ہمین بھی ضبط آہ آتشین کا

عجب ہے سالک بھی رند مشرب کہ چھوٹ پیٹھا ہی ملتفین سب
نہ ناتا ہی کیسکا مذہب سے ہی یہ پابند نہ دین کا

مونہہ نہ کہلوانہ تجاہل سی یہ کہہ کیا دیکھا
کیا کہین بزم مین دشمن کی جو دیکھا دیکھا

جسنی اوس برق تجلی کو سراپا دیکھا
کہہ سکا ہوش مین اگر نہ کبھی کیا دیکھا

وصل و ہجران ہی زمانہ کی تغیر پہ دلیل
یہ ہی کاشانہ گلستان ہی صحرا دیکھا

آپ ہی کی یہ تصویر کہ بول اوٹھتی ہے
نقش مانی کو بھی ہمنے تو نہ گویا دیکھا

عشق وہ شی ہی کہ الکن کو بناتا ہی کلیم
تجھسی نقصان نہ کچھ ای لکنت موسی دیکھا

یون بھی کرتا ہی دم نزع عیادت کوئی
تم بھی اچھی ہو کہ بیمار کو اچھا دیکھا

بخت سوجاتی ہین برسون مین اگر نیند آئی
دیکھنی کو نہ کبھی خواب زلیخا دیکھا

بس یہی عشق ہی تمسی کہ شب وصل کا حال
ہمنی دشمن کو سنا کر بھی تیکیسا دیکھا

رو کتا ہون مگر آنسو نہین تھمتے اتنک
تیری بیمار کا احوال کچھہ ایسا دیکھا

غم دا ژدون فلک سی نہین ملتا کچھہ بھی
غیر نے کیونکہ بھرا جام متنا دیکھا

جان کھونے کے بہت کام تہ دلسی کیئے
دشمن جان کوئی اپنا سا نہ اپنا دیکھا

دیکھتی ہین میری حیرت کو وہ حیران ہوکر
صورت آئینہ بنکر یہ تماشا دیکھا

جاتے ہین توبہ کو مسجد مین خدا خیر کری
رستہ مین در میخانہ اگر وا دیکھا

وہی رونا ہی وہی گریہ ہی سالک تجکو
تندرستی مین بھی ہمنے تو نہ اچھا دیکھا

دل محبت مکان ہی گویا
آرزو کا جہان ہی گویا

خاک مین مل چکی ہم اور اوسکو
آج تک بھی گمان ہی گویا

میری آزار دہی کو وہ شوخ
دوسرا آسمان ہی گویا

کھولدی مونہہ خموشی پیرہن نے
آج ہی امتحان ہی گویا

پا فون آگے نہ اوٹھے وہ سکے
اوس گلی کا نشان ہی گویا

تیری تصویر کیون بول اوٹھے
اسمین عاشق کی جان ہی گویا

تیرا چپ چپ یہ بیٹھنا سالک
ایک طرح کا بیان ہی گویا

میرا ہوشیانہ اور اوٹھا جلا ہوا
بجھ گئی ہے آگ تو بجلی کو کیا ہوا

مارا جو مجکو دوست فی دشمن کو دونید
مین کیون کہون کہ مفت مین میرا بھلا ہوا

ہنگام قتل دیکھہ تڑپتا ہوا نچھوڑ
ای تیغ یار دم سی ہون تیری لگا ہوا

شور نشور سنکے عبث گور سی اوٹھا
سمجھا تہا مین کہ یہ کوئی فتنہ بپا ہوا

عاشق ہین اوسپہ رشک سی کہتی ہین تو نہ مل
معلوم ناصحون کا مجھے مدعا ہوا

کیا سیر ہو بتا دی کوی بتکدہ کی راہ
جاتا ہون راہ کعبی کی مین پوچھتا ہوا

سالک کو وحدسا ہی عذاب جحیم مین
یاد آگیا کوی ستم اوسکا کہ کیا ہوا

جسقدر ضبط کیا اور بہے رونا آیا
یہ طبیعت نہین اپنی کوی دریا آیا

کام کیا جذب تمنای زلیخا آیا
کاروان ہی چہ یوسف ہی پہ ہوتا آیا

کوچہ یار مین اگر نہین جاتا کوی
یہ وہ جای کہ یہان جو کوی آیا آیا

رات کیا جائیے کس طرح گذاری ہمنے
اپنی وعدہ پہ شب وعدہ تو اچھا آیا

آگئی آج وہ اغیار کے بہکانے مین
نہین معلوم بڑا وقت یہ کسکا آیا

کشش شوق نے مجبور کیا سی سو بار
مین تو وہان جانیکی ہر بار قسم کہا آیا

ہاتھہ دونو نہوی سینہ سی ایکبای جدا
مین چمن مین دل ناشاد کو بہلا آیا

وہان سی یہ شکل بنای سوی آیا قاصد
مین نی جانا مجھی پیغام قضا کا آیا

ہمنی در پردہ بہی کی تیری بڑای پہ کبہی
شکر کہکر بہی لب پر کوی شکوا آیا

وعدۂ وصل پہ قسمین تو نہ کہا عہد شکن
یاد آیا مجھے بس اور تو آیا آیا

کہہ اوٹھا آج کہ اوس بت کو خدا لای کہین
شکر سی لب پہ میری نام خدا کا آیا

فتنی قدمون سی لگی رہتی ہین گویا ہر دم
آپ کیا آی کہ ایک مجمع اعدا آیا

اشک آنکھون مین بہری لب پہ عفاں دامن چاک
جو تماشی کو گیا وہان سی تماشا آیا

گریہ کو ضبط کیا رکتے سکی نالے آہ
تگری ہو ہو کی میری مونہہ کو کلیجا آیا

جسنی دیکھا بھی فریاد کنان وہان سالک
رحم کیسا وہ برا مجکو ہی کہتا آیا

مجکو مستِ شراب ہونا تہا
محتسب کو کباب ہونا تہا

کی رسائی مگر کہان تاثیر
نالہ کو آفتاب ہونا تہا

خون دل بہ گیا تو کیا آخر
چشم کو کامیاب ہونا تہا

وہم تر دامنی کیا کیون شیخ
غرق موج شراب ہونا تہا

اب نہ ترک ادب ہو بس صباحب
ہو لیا جو عقاب ہونا تہا

دل کی ناسور کو ٹپکنی مین
میری چشم پر آب ہونا تہا

یہ بہی تقدیر کا لکہا سالک
نامہ بر کو جواب ہونا تہا

رشک کلام باعث یاس خبر ہوا
پیدا بصد تلاش جواب نامہ بر ہوا

خط مین رقم جو عالم مرگان تر ہوا
طوفان کا گمان اونہین فقرہ پر ہوا

ہی دوش بار فرق و کمر ہی وبال دوش
یہ ناتوانیون سی نگون اپنا سر ہوا

ڈالا ہی کشمکش مین مجہی شوق و ترسنے
نادم بلا کے مین تجہی ای نامہ بر ہوا

خلقت کو یہ گمان ہی کہ خلوت عدو سی ہے
پردہ کو تم اوٹہاو کہ یہ پردہ در ہوا

حال تباہ آینہ ہے تیری حسن کا
بیہوش دیکہتے ہی مجہی چارہ گر ہوا

وہ ہی سمجھ گئی کہ شب وصل ہو چکی
رنگ شکستہ اپنا دلیل سحر ہوا

سالک کو کر گیا ہو نہ وہ شوخ پا تمال
ہنگامہ گرم کیا یہ سر رہگذر ہوا

ہی اوس سی ملتی ہی اندیشہ جان جانیکا
وگرنہ تھا مجھی کیا شوق دل لگانیکا

نہ لامکان سی گری نخل سدرہ پر بجلی
مجھی خیال ہی وہان آشیان بنانیکا

ہماری گہر مین قدم رکھی کیونکہ وہ ہمیر
جسی خیال مین ہی قصد ہو نہ آنیکا

وہ نور جس سے نظر ای بن تیری دیکھے
ہماری آنکھ مین ہرگز نہین سمانیکا

کہانسی لای تم ایک خم بہرا ہوا سالک
تباہ قفل تو توڑا نہین خزانیکا

شور نشور خواب عدم سی جگا گیا
کسکا خرام ناز یہ فتنہ اوٹھا گیا

ضبط فغان ہی راز کا پردہ اوٹھا گیا
میری خموشیون سی وہ مطلب کہے پا گیا

اک پل رمیری سر سی جو اوڑکر ہما گیا
نخوت سیاہ سایہ فگن ہو کی چھا گیا

تھوڑی ہی دن ہوی تھی کہ اندوہ ہجر آ
یہان تک بڑہا کی عمر کی مدت گھٹا گیا

صیادنی کہا تھا تجھی چھوڑ دینگے ہم
بازو کو آج توڑ گیا جی چڑا گیا

عاشق مزاجی اپنی یہ کچھ اونکا حسن وہ
گذرا نظر سی جلوہ کہ دل مین سما گیا

کہتا ہی جوش یاس دعا سی حصول کیا
تقدیر کا لگا رتو جے پر نبا گیا

اوسکی نگاہ تہی کوئی آفت تھی قہر تھا
کیا تھا الہی سینہ مین اک تیر سا گیا

پہلا سا نور چشم بصیرت مین اب کہان
دل کیا گیا کہ ساغر گیتی نما گیا

کیفیت جواب نہ پوچھو کہ نامہ بر
بدلے جواب کے بھی صورت دکھا گیا

ساقی فی کیا دکھا دئی خالی خم و سبو
پیمانہ حیات ہی گویا بھرا گیا

دود و فغان ہی باعث آسائش جہان
اب آسمان سی خوف نزول بلا گیا

اہل دیار عشق کی اولٹی سمجھ تو دیکھہ
جاتا ہی جبکہ دل تو یہ کہتی ہین آگیا

اب دیکھئی زمین پہ ہون کیا افتین بپا
انداز چرخ پیر تمہارے اوڑ آگیا

سالک نکل کی میکدیسی آگئی کدہر
ساغر کو پھینکو ہاتھہ سے بازار آگیا

گمان مجھپر ہی اوسکو داد خواہی سی شکایت کا
قیامت ہوگیا حیثمین مری آنا قیامت کا

وہ ایک جلوہ دکھا کر چلدئی کبکی مگر اب تک
نظر فی سامنی رکھا ہی نقشہ اونکی صورت کا

عجب کیا پھیل دی گر خس و خاشاک عیسان کو
ہوا ہی موج زن دریا مرے اشک ندامت کا

پسند اللہ کو کیا جانی کیا آجاے ای زاہد
مجھی شرم گنہ تجکو تکبر ہی عبادت کا

ہم اونکو دیکھکر ہوتی ہین یہانتک محو نظارہ
بھری محفل مین بھی ہمکو مزا تنہائی خلوت کا

اوتر جای گلی پر رکتی ہی یون خنجر قاتل
اثر ہی یہ ہماری جذبہ شوق شہادت کا

عدم سی کیون چلی آتی خراب آباد دنیا مین
ازل مین گرد کہا دی نوشتہ ہمکو قسمت کا

اسی سی تیرگی بخت سیہ کی ہوگئی روشن
کہ یہ باعث ہوا ہے ظلمت شبہاے فرقت کا

نیا یا ہی کرم کو بھی غضب دشمن کی قسمت نے
ستم کرتی ہین وہ جب جب شروع تا ہی محبت کا

زمانہ رفتہ رفتہ آگیا چشم تصور مین — مزا جاتا رہا سارا ہمارے کنج غربت کا

لہو پانی کیا رو رو کے تمنی ایک کیون سالک
شقی ہو کہین گریہ سی لکھا اپنی قسمت کا

غمی بہاری ہی رہا قبر مین بھی دل میرا — نہ کہلا بار پہنچکر سر منزل میرا
تمنی کس طرح کہلی عقدہ مشکل میرا — کچھ سر انگشت خایستہ نہین دل میرا
دل بسمل مین نظر آتا نہین ایک مدت سے — کہون کس مونہہ سی کہ کہتی نہین تم دل میرا
جانکر کشتہ چلی وہ میری شامت دیکھو — آپ کہتا ہون کہ جاتا ہی یہ قاتل میرا
مین کرون نالہ اور آفت نہو برپا کیا خوب — دیکھہ لین آپ ابھی دعوی باطل میرا
کس ستمگر سے ہی امید حصول مطلب — نہین اندیشہ تحصیل مین حاصل میرا
کیون نہ اغیار کی گردن پہ ہو چلتا خنجر — یہ بھی کیا حلق ہی ای خنجر قاتل میرا
سب خبردار ہوئی رنج قفس سی صیاد — شور سن سن کی گلستان مین غلط دل میرا
نیند اوڑنی سی بڑہا لطف شب وصل عدو — ہای پہنچا ہی کہان شور سلاسل میرا
کیون میری گریہ کارونا ہی تجھی ای ناصح — چشم خونبار ہی میری جگر و دل میرا

زورق انداز ہون اوس بحر مین سالک جسمین
نام ہرگز نہین لیتا لب ساحل میرا

چرخ کو دہم سکون ہی پس مردن کیسا — خاک مین گہر کو ملایا ہی تو مدفن کیسا
یہ بھی تیر نگہ ناز کی تاثیر ہے کیا — پر گیا آپ کی دروازہ مین روزن کیسا

بھڑک اوٹھا ہی کوئی داغ نہان کیا دلمین
آج جل بجھی کوئی یہ خانہ ہی روشن کیسا

شردہ نزع میرا غیر سی شبکو سنکر
صبح کو پوچھتی ہین آج ہی شیون کیسا

ہمسی مجروح دل افگار کہان دیکھی ہین
حیرتی بنکے رہا دیدہ سوزن کیسا

زخم دی دیکی نمک سیر دل ہی چھڑکا جسنے
پھر ہی اوس سی گلہ خستگی تن کیسا

سخت جانیکا ہمین ہی ہی نہایت دعوا
دیکھین قاتل کی ہی شمسیر کا آہن کیسا

ایک ہم ہین کہ جسی دوست بنایا نہ بنا
ایک دنیا سی ملا رستا ہی دشمن کیسا

جنسی بی پردہ ملا تو نہ کبھی رشک قمر
داغ لیجائین گی دل مین پس مردن کیسا

ہم نہ کہتی تھی کہ باز آؤ ستمسی اب بھی
اب ہی یہ شکوۂ آہ شرر افگن کیسا

بات کی اس سی کہ سونالہ سوزان کھنچے
سالک تفتہ درون ہی ہی جلائین کیسا

یہ کیا لطف شور فغان رہگیا
زمین رہگئی آسمان رہگیا

ابہی نامہ بر کو روانہ کیا
ابہی کہہ رہا ہون کہان رہگیا

تیری لطف نے کی یہانتک تکمی
جو پہلی یقین تہا گمان رہگیا

ملی خاک مین یون کہ مشہور ہے
مٹی یون کہ مٹنا نشان رہگیا

وہی گردشین ہین وہی حال ہے
ستم کونسا آسمان رہگیا

رہی آشنائی فقط نام کی
وہ نام آشنای زبان رہگیا

مین واماندہ اور کہہ رہا ہے جرس
رہا جو پس کاروان رہگیا

میرا نالہ برق جہانسوز ہی
اگر یون ہی آتش فشان رہیگا

بہت دور پنجہن نگاہین دے
وہ پردے مین اب بھی نہان رہیگا

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD

یہ کاہل ہون سالک غم ہجر سے
وہین کار ہا مین جہان رہیگا

یہ نالہ شبکو جبپر شعلہ زن تھا
سحر دیکھا تو وہ بیت الحزن تھا

جواب اوس سی لیا کل مدعا کا
ہمارا ہی یہ اعجاز سخن تھا

شب وعدہ ٹرپ کر رہنی کاٹی
یہی پیمان ای پیمان شکن تھا

او کھیرون دم مین شارستان خسرو
جو یون ہی مرگیا وہ کوہکن تھا

کبھی رہتی تھے ہم بھی اوس گلی مین
کبھی جنت بھی آدم کا وطن تھا

کرو نگا تنگ اگر اکبے وہ آہ
کہین کے لوگ یہان چرخ کہن تھا

نہ پوچھو رخصت جانان کی ساعت
شب اندوہ تھی روز محن تھا

کہان تم اور کہان اغیار سچ ہے
نہ غصہ ہو یہ میرا سوی ظن تھا

نہ مرتا کس طرح فرہاد سالک
فلک پہنے لباس پیرزن تھا

کب عکس پذیر رخ دلبر نہین ہوتا
طالع مین کب آینہ سکندر نہین ہوتا

مرنی مین بھی مختار نہین عاشق مہجور
سم بھی تو ضرورت پہ میسر نہین ہوتا

سو بار کیا ہی دل بیتاب نی جھوٹا
آجاتی ہین جب وہ تو یہ مضطر نہین ہوتا

کیا شی ہی محبت ہی کہ کُل کرتی ہی خبر کو
آنسو کب ان آنکھون مین سمندر نہین ہوتا

کہلاتی ہو کیون وعدہ فراموش جہان مین
آجاؤ کہ مین آپ مین اکثر نہین ہوتا

کیا دوست کہ یوسف کے زمانہ سی ہی ثابت
دنیا مین برادر بہی برادر نہین ہوتا

ای بحر گنہ جوش سی کیا فایدہ حاصل
ایک تار بہی دامن کا میرے تر نہین ہوتا

میخانۂ توحید کی سرمست ہین جو لوگ
وہان رتبی ہین جس بزم مین ساغر نہین ہوتا

کہا مین نہ غم ہجر اگر ہم تو کرین کیا
معدوم کبہی رزق مقدر نہین ہوتا

گویا کہ وہ ہوتی ہی نہین انجمن آرا
جس بزم مین ہنگامۂ محشر نہین ہوتا

جب کام پڑا ہی مجہی تسلیم و رضا سے
پہر چرخ ستمگر بہی ستمگر نہین ہوتا

سالک کوئی تدبیر محبت مین بنی کیا
تقدیر کا لکہا ہے تو اکثر نہین ہوتا

سر غیر اور ہاتھ قاتل کا
کیون نہ سل ہون شک بسمل کا

ماجرا اس سے جان بے دل کا
کہ تلاشی ہون زہر قاتل کا

مین سکتمش نہون تو حال کہلے
غیر کے ادعای باطل کا

غرق ہونیکو جانتا ہون نجات
ورنہ لینا ہی سہل ساحل کا

دیدۂ حسرت رہا ہی ہے
حلقہ حلقہ میری سلاسل کا

تیغ پہنچی وہان نزاکت سے
دم یہان کہچ رہا ہی بسمل کا

راہ گم کردہ ہون چلون تنہا
بعد ہوتا ہی مجہی منزل کا

جسپہ گرنیکو ہی وہ برق نگاہ
وہی خرمن ہی مرے حاصل کا

طبع دقت پسند ہی اونکی
جو میرا کام ہی سو مشکل کا

تیز چلتی ہی سخت جانونپر
دم نہ چڑہ جای تیغ قاتل کا

ضعف مین خط لکہون وای شوق
تو مددگار ہوا نا مل کا

جسطرف جاے ناقہ لیلی
چشم مجنون گذر ہی محمل کا

کیون انا الحق سر نہی سر مالک
کون پرسان ہی حق و باطل کا

مجہپر احسان ہی جیے بد دل کا
ہاتہہ اوچہا پڑا نہ قاتل کا

مانع شور نالہ ہے ناصح
خاموشی ہی جواب جاہل کا

غیر سے بیوفا تیرا کہلنا
ہوگیا عقدہ میری مشکل کا

مرچکا تجہپہ کیون ہون طالب مرگ
رنج تحصیل ہون ہے حاصل کا

غیر پر کیون حوالہ کرتے ہو
تمسی کہتا ہون ما جرا دل کا

قیس ہی کی ہی کثرت انظار
کہل گیا آج پردہ محمل کا

نظر آتا ہی سب کچہہ اور ہی ہیچ
محو حیرت ہون نقش باطل کا

شہدا کی لئے ہی عمر ابد
دم شمشیر دم ہی بسمل کا

ہوچکی حشر ہی کہ باقی ہی
ایک ارمان ہے یہ میری دل کا

اشنا بحر عشق مین ہون اور
قصد ہی مثل موج ساحل کا

میرا چلنا ہی ضعف مین چلنا
ناتوانان پای در گل کا

بیٹھی چلتے ہین ہر دان عدم
ہر نفس مین ہی لطف منزل کا

نالہ آہن گداز ہے میرا
در جنون مین نہین سلاسل کا

کہتی ہین ہر کمال کو ہی زوال
مجکو رونا ہی ہی کامل کا

رہگیا قیس دشت مین سالک
ساتھ تہا یہ ہی ایک منزل کا

عمر بہر تیری گلی سے نہین باہر ہونا
خاک ہونا مگر اس خاک مین ملکر ہونا

کہیل ہر بات مین ہی فتنہ محشر ہونا
اور ابہی سیکہتے ہین آپ ستمگر ہونا

اوسنی جانا شب ہجران کی بیان کو مضمون
ہوگیا قہر میری حق مین سخنور ہونا

تم اگر دیر یہ جگہہ دو تو زمانہ آجاے
کسکو منظور نہین آج سکندر ہونا

میری کوچہ سی گذر جای عدو دیکہون تو
یہ ہی سمجہا ہی مگر دل مین تیری گہر ہونا

تیری بیمار غم ہجر کا احوال ہی یہ
کہ تصور مین عدو کی نہین بدتر نہین ہونا

عجز ہی تہا کہ سلیمان کو بڑہایا یہان تک
ورنہ ایک مور کا مشکل ہی مسخر ہونا

ہمسی پوچہا ہی اگر داور محشر احوال
چاہیی شرکی روز مقرر ہونا

تجہسی پیرہم یہ کیونکر کوئی شیدا ہوجاے
ظالم آسان نہین برگشتہ مقدر ہونا

نامہ شہپر کی جگہہ کام دی ای ہمت شوق
چاہیی قوت بازوے کبوتر ہونا

عشق کس دشت خطرناک مین لایا کہ جہان
اپنی رہبر کا مجہی چاہیی رہبر ہونا

آپ آجائین مجھی چین ہو گا یہ دن کبھی
لطف دشواری حسرت کی برابر ہونا

صبر سی سہل گذر جائین گی دن ہجر ان کے
سر الک انسان کو لازم نہین مضطر ہونا

ہزار وعدہ کری ہین تمنی کبھی سیکو وفا نکرنا
چلو اوسی پر جو غیر کہدین کہین ہمارا کہا نکرنا

اگر نہ ستی ہون ہاتھ میری تو صبر آجائے جیسے میری
ستم ہی اوسکا خموش رہنا غضب ہے سنکر سنا نکرنا

خوشی ہی انکو جلاتا ہون مگر مین کہنی کو بات اپنی
کہون یہ اونسی بعد مردن تم آکی ماتم میرا نکرنا

وہ جانین عشق وہوس کب تک حیات دونون کی ہے بیمت
بتیگی اس سی تیری آنی کہ غارت اوسکو خدا نکرنا

سبب فصل کا ہی کہ عادت ہمارے ہین درد والم کی خوگر
یہی سمجھنا دوا ہمارے کہ چارہ سازو دوا نکرنا

اگر ہی آنا تو اب ہی آؤ نہ سنگ اگر وہ کچھ کرین ہم
کہ جسکو سنکر کہی نہ یا کیا جواو سنی جو تہا نکرنا

یہ ایک مے کی ہی توقع مٹا نہ دینا الہی اسکو
اگر ہی منظور پاس اوسکا ظہور رند خرا نکرنا

ہمین تجہ مرنا ہی آخر اکدن تمہارے سر کی قسم ہی تم کو
ستای جانا تمہین قسم ہی کمی نکرنا خطا نکرنا

بنا رہی ہین فلک کو دشمن وہ منقلب ہی کری جو چاہے
اوٹہی ہوی ہین جو ہاتہ اپنی تصور اسکو دعا نکرنا

کہین عدو کی مرے سان کیا ملی ہو اوس سے ملو د لیکن
جتای دیتی ہین اسلئی ہم کہ ہمسی اگر گلا نکرنا

لبون پہ رہنا کہ جب تک امید مدار اوسکی ہی نکلو اتے
کری نہ وعدہ وفا اگر وہ تو مجہسی اے جان وفا نکرنا

ہمین ہوا اپنا سا حال دشمن ملی نہ دوزخ بلا اوسے
نہ نکلی جب تک یہ حسرت اپنی الہی محشر بپا نکرنا

حیا کا پردہ ہی در نہ تم ہو ہوی پشیمان جنگ دشمن
یہین ہو فکر مصالحت مین تو ہمسی ملکر حیا نکرنا

سہینگے جو کچہہ پڑینگی ہم پر بلا مین پہنستی ہو کیسی تم

اگر ہی منظور خیر سالک تو ہو ذکر اونسی میں انکرنا

دم دیکی تیرا عاشق ناشاد رہگیا
جو راب بہی کوئی ای ستم ایجاد رہگیا

مٹ جاتا گا خیال ارم ایک روز مین
تیری گلی مین آکے جو شداد رہگیا

تاب و توان کی ساتھہ ہی جاتا تو خوب تہا
بیتاب رہنی کو دل ناشاد رہگیا

خوبی دروغ مصلحت آمیز کی ہی سب
بدنام ایک تیشۂ فرہاد رہگیا

ای کاش ہوتا کہ وہی ہی بات ہم
جو لطف بزم یار مجہے یاد رہگیا

دم بہر کو آگیا ہے خیال وفا اوسے
کیون چلتے چلتے خنجر جلاد رہگیا

ای نالہ یا سہال ستم ہم تو ہو گئے
تو دمونڈستا ہی چرخ کی بنیاد رہگیا

سالک وہ اہل دل ہین کرینگی فاضرور
وعدہ کیا ہوا جو کوئی یاد رہگیا

نہ پوچہو کہ نظرون سی گزرا ہی کیا کیا
ان انکہون نی کیا جانی دیکہا ہی کیا کیا

شب وصل کہتے نہین حال دشمن
وہ بی پردہ ہین اور پردہ ہی کیا کیا

خوشی سی نہ کچہہ کہہ سکون گا قسم لو
اگر پوچہے گا تمنا ہی کیا کیا

زبان تہک گئی جسکی شکر جا مین
وفا کا میری اوسکو شکوا ہی کیا کیا

رہین یون ہی گر وصل کی گفتگو مین
شب ہجر ہی عشرت افزا ہی کیا کیا

میری جان اٹکی ہوی ہے کسی مین
اجل کا الہی تقاضا ہی کیا کیا

کہان تک کہی جاون تمرا احوال
جو تم سن چکی ہو تو بیجا ہی کیا کیا

تماشا گہ دہر مین سیر کیسے
تماشا بنی خود تماشا ہی کیا کیا

ہزارون تمنائین اور ایک دل ہے
چمن سے میری دیکھہ او گتاہی کیا کیا

بہت کاسہ سر گئے ہمسے رندی
مگر سر مین اب تک بہی سودا ہی کیا کیا

خبر کیا ہی اسرار قدرت کی سالک
کہ پوشیدہ کیا کیا ہی پیدا ہی کیا کیا

سودا جو ستانی کا ہی سر مین رہیگا
تا حشر فلک آپ بہی چکر مین رہیگا

ایک زلزلہ ہر وقت جب اس گہر مین رہیگا
وہ کیونکہ ہمارے دل مضطر مین رہیگا

کہتی ہین فلک کی ہی فنا حشر کو نالہ
کیا تو بہی اسی گنبد دوار مین رہیگا

جاویگا تصور تیری مژگان کا نہ دل سے
یہ بال ہمیشہ میری ساغر مین رہیگا

کہتا ہی شب وعدہ یہ مجہسے دل بیتاب
کانٹا کوئی اوس گل کی عوض مین رہیگا

دیکہیگا میرا گریہ جو طوفان گذشتہ
کشتی کی طرح آپ بہی چکر مین رہیگا

پامال کیا ہمکو نہ تو نے تو ہوا کیا
مر کر بہی دم اپنا تیری ٹہوکر مین رہیگا

عاشق کو تو ہنگامہ ہی درکار کہین ہو
جاویگا تیری درسی تو محشر مین رہیگا

قاتل مجہی کیون قتل کیا جرم وفا پر
اس خون کا دعوا تیری خنجر مین رہیگا

ای پیر مغان مجکو نہ بیہوش سمجہنا
قطرہ کوئی جب تک خم و ساغر مین رہیگا

یاد آئگی سالک مے آشفتہ مزاجی
چرچا میری مرجانیکا اکثر مین رہیگا

غیر یون اوس سی میری بعد گلا کرتا تہا
وہ ستم سہنی مین کیا جانی کیا کرتا تہا

طول شب طول ہی ای کاتب تقدیر مگر
آج تک تیرا نوشتہ ہی لکہا کرتا تہا

شکوہ سنج آپ کیا ہجر تبو تکا دیکر
ورنہ راضی تہی ہم اوسمین جو خدا کرتا تہا

کیا کہون کچہہ دل وابستہ کا احوال تبو جہہ
شبکو وا کوئی تیری بند قبا کرتا تہا

کیا عجب گر نرہی بات مین پہلی تاثیر
بہولکر آج عدو ذکر میرا کرتا تہا

وہی مین ہون وہی بیچارگی و مظلومی
تیری حسرت عبث ای روز جزا کرتا تہا

مین کرون شکوہ تو غیر اوتکو سنای فقہی
تا وہ سمجہین کہ یہ پہلی ہی ہوا کرتا تہا

بہہ سی ہی پوچہتی ہین در سے اوٹہا کر ہی
کس تجاہل سی کہ یہان کون رہا کرتا تہا

کم نہین زندگی خضر سی تجہہ نام نکو
کیون سکندر ہوس آب بقا کرتا تہا

مقتل اس صنف مین یون مجہی ہی رنگین لیکن
قتل کی نام سی کچہہ خون بڑہا کرتا تہا

نہین اکبار ہی اب سنی کی طاقت دلمین
پہلی سو بار تیرا نام لیا کرتا تہا

غیر کی بخشش لب پر نگران ہی وہ شوخ
جو میرا قصہ غم روز سنا کرتا تہا

خوگر ظلم ہوا ہون تو بظاہر ہے کرم
ورنہ کچہہ چرخ سی بڑہکر وہ جفا کرتا تہا

دیکہنی جاون اونہین انجمن غیر مین کیا
وہی جلوہ ہی جو آنکہون مین ہوا کرتا تہا

ہوگئی ترک مین اب میری زبان بند تو کیا
پہلی مین یاس سی کس روز دعا کرتا تہا

جان یون سہل وہی فرہادنی عاشق ہوکر
پہلی اقبال ہی اللہ عطا کرتا تہا

تہا وہ سہا لک کہ در کسبہ پر ایک بیچارہ

سر جھکائے ہوئے روتا تھا دعا کرتا تھا

بتوں کی بزم کہ کوئی نہیں جہان اپنا
خدا کو کر کی چلا ہوں نگاہبان اپنا

پسند ہجر میں کیوں ہی زیان جان اپنا
کہ ہم عدو کو بناتی ہیں رازدان اپنا

جو ہمصفیر سنیں کچھ بھی سرگزشت میری
کوئی چمن میں بنائے نہ آشیان اپنا

یہ ضبط راز ہی یا رعب حسن ہی کیا ہی
وہ پوچھیں اور نہو مجھسی کچھ بیان اپنا

زمین کوچۂ جانان ہی آستان بلا
زرا سمجھ کی بنا گھر قریب وہان اپنا

حقیقت اپنی ہوں بھولا ہوا کہ مدت سے
میری نظر میں نہیں جسم ناتوان اپنا

ندامت اوسکو ہو کیا سکے اپنی جور و ستم
جو بار بار کری فخر سی بیان اپنا

گری ہیں چشم خلایق ہی خاک ہو کر ہم
ستم سی تم نی کیا کس طرح جہان اپنا

یہ نہ سپہر نہوں سدرہ اگر اپنے
تو کیا بتائیں کہ منظر نبی کہان اپنا

رقیب کہلے اگر زہر جاننا عاشق
تم ایک شب تو کرو ہمکو میہمان اپنا

لگائی مٹی ہو بستر مگر کہیں سالک
سمجھ لیا در دلدار کو مکان اپنا

جوش ہی دلسی لبوں تک نالۂ پرشور کا
پھر میری سینہ میں ماتم ہی دل مغفور کا

کیا بیان ہو اوس شبستان سراسر نور کا
چھپ گیا جسمیں چراغ صبحگاہی طور کا

شرم سی گردن نہیں خم بار عصیان دیکھئے
بوجھ بڑتا ہی تو جھک جاتا ہی سر مزدور کا

خوگر اندوہ ہجران ہوں شب عشرت مجھے
غم سی بہلانا پڑا ہی خاطر مسرور کا

چادر گل قبر پر ہی پھول بستر پر نہین
ہی شب مہتاب مین عالم چراغ گور کا

ٹپکیا جو خون خسم آنکھون کی طرح بہنی لگا
مل سکی دل مین نہ کیا اولین ناسور کا

می ملا لون کچھ سیاہی دڈر نیکی واسطے
وصف لکھنا ہی کسیکی نرگس مخمور کا

تاری آتے ہین نظر روز سیاہ ہجر مین
تیرہ روزی رنگ لائی ہی شب دیجور کا

ہاتھہ آجای جو مجکو تیرگی ظلمات کی
چاند سمجھون اوسکو مین اپنی شب دیجور کا

کوئی جانان سی نکل کر اسطرح آتی ہین ہم
جسطرح کوئی ہمکا آئی کہین سی دور کا

خود نہین آتی دکہاتی ہین عدد کو دور سے
وہ خبازہ جارہا ہی سالک مہجور کا

کام آگیا جنون ہی عشاق خستہ تن کا
ہر زخم پر ہی پہاہا اپنی ہی پیرہن کا

باعث ہی لاکہ غم کا موجب ہے صد محن کا
ہی قہر یا درینا لطف اوسکی انجمن کا

تیغون پہ تیغ کہائی تیرون پہ تیر برسے
اب امتیاز کیا ہی زخم نو و کہن کا

کیا ہو غم اسیری نظر وطن ہی گلستان
بجہہ ہی قفس مین پوچہو عالم چمن چمن کا

خوش خوش وہ سن رہی ہین تنگی دل کا شکوہ
گویا کہ کہہ رہا ہون وصف اونکی ہی دہن کا

اب جا بجا سی شق ہی سنگ مزار اپنا
آخر ہوا نہ ہمسی ضبط آہ شعلہ زن کا

نکلا ہون جسطرح سی ہی دل پہ نقش ورنہ
غربت مین یاد آنا دشوار تہا وطن کا

جوش جنون ہی یارب یا فرط ضعف ہے یہ
جو تار رہ گیا ہی ایک بار ہی بدن کا

مطلب ہی مدعا ہی گویا میرا نکلنا
ہون انجمن مین تیری محسود انجمن کا

بیکاریٔ جنون مین ہو شغل ہی بلا سے
رتبہ گھٹا کے میرا لو کام کو کون کا

کوی تبان مین جا مایون بار بار کیا ہی
اپنی جگہہ پہ سالک تہہری نا کہہ مون کا

یون بہی ہوتی ہین خوار کیا کہنا
ای دل ہرزہ کار کیا کہنا

بزم دشمن کا سن رہے ہو حال
پہر بہی آنکہین ہین چار کیا کہنا

دیکہے سو طرح کے مجہے آزار
ہین وہ بیمار دار کیا کہنا

ہوے جہان غیر وہ کب کے
مین ہون اور انتظار کیا کہنا

شوق بیکار وصال مین بہی رہا
واہ اے اضطرار کیں کہنا

ای وفا خو لگا ردی اونکے
ستم آموز گار کیا کہنا

آسمان کتنی دور ہے اے آہ
تو ہے عنقا شکار کیا کہنا

کر لئے سینکڑون ہی اپنی سے
چشم بیمار یار کیا کہنا

مجکو اغوا ے غیر سے مارا
اب ہوے شرمسار کیا کہنا

تجہپہ مر کر بہی ہم نہین مرتے
جیتی روزگار کیا کہنا

روز محشر کی صبح اول ہے
ای شب انتظار کیا کہنا

ہاتہہ جب تک نہ رکے قاتل کا
لب پہ ہے بار بار کیا کہنا

قطع امید زندگانی کی
واہ شمشیر یار کیا کہنا!

ضبط اوس بزم مین کیے نالے
صبر پر اختیار کیا کہنا

بنگیا نامہ ایک دفتر شوق
پھر بھی ہے اختصار کیا کہنا

مین اگر کو ہکن نہون تو اسے
بول اوٹھے کوہسار کیا کہنا

دم مین اوس کو سی نکلی دم مین گئے
سالک ہرزہ کار کیا کہنا

کیا پوچھتی ہو حال شب انتظار کا
وعدہ اور آپ جیسی تغافل شعار کا

آہ زمانہ سوز کو مانع ہی یون وہ شوخ
گویا شریک ظلم مین ہی روزگار کا

ہی خود شکستہ عہد سی نفرت اونہین مگر
دل توڑنا پسند ہی امیدوار کا

شوق تم ہی یہ کہ میری دیکھتی ہین راہ
مجھ سی زیادہ اونکو ہی رنج انتظار کا

نقش رقیب پر رہ بہانی لگی سرشک
آنسو کہین تمہی ہی میری چشم زار کا

تم ہی کہو کہ کیونکہ سہون طعنہ ہای غیر
یہ بھی ستم ہی کیا فلک بے شعار کا

کہتا ہون بر ملا یہ سنون کان کہولکر
نالہ نہین ہی آج میری اختیار کا

کیون آنکھ کھولتی کہ جہان دیدنی نہین
پر کیا کرین کہ سامنی جلوہ ہی یار کا

دشمن سی کہنی بہ گیا ہای راز دل
پھر پوچھتی ہو حال میری مضطرار کا

گو ابتدای عشق مین سو حشر ہو چکے
کھٹکا مگر ہنوز ہے انجام کار کا

میری خموشیون پہ کسی نے نظر نہ کی
گویا چراغ روز ہون مین رہگذار کا

دکان میفروش پہ سالک پڑا رہا
اچھا گذر گیا رمضان بادہ خوار کا

بیہوش و بیخود اپنی طرح کو نرالا تھا
آج اوسکی بزم ناز مین جو کوئی تنہا نہ تھا

محشر مین اوسکو دیکھکی یون خلق ہی موش
گویا کہ کوئی طالب روز جزا نہ تھا

تدبیر کیونکہ عقدۂ تقدیر کہولتی
ناخن نہ تھا عدو کا وہ بند قبا نہ تھا

کیا محتسب کو رند لگا لاے راہ پر
یون میکدہ کبھی مرے خیال مین بھلا نہ تھا

تم غیر کے ہوی تو رہا کیا جہان مین
گویا ہماری واسطے کچھ ہی بنا نہ تھا

بیٹھی ہوی تھی ضبط کئے گریہ اوربا
تم آگئے وگرنہ یہان کچھ رہا نہ تھا

کیون میری خوار یون ہی ہوئین اگلی بار تین
کہٹنا میرا جو باعث نشو و نما نہ تھا

کرتا نہین ہی کیا دل بے مدعا ثبوت
کیونکر کہون کہ ساغر گیتی نما نہ تھا

فرہاد مر کے عشق کو رسوا لگا گیا
کچھ خودکشی طریقۂ اہل وفا نہ تھا

یوسف ہو تم تو میرے گرفتار ہو رہو
ورنہ کہین گی لوگ کہ دعوی بجا نہ تھا

سالک جفاے یار کی ہر دم شکایتین
بیصبر تیری واسطے روز جزا تھا

تنہا چین رات کو بھی بسر یا نہ تھا
تجکو تو پاس عہد کا اپنی ذرا تھا

گویا کہ ایک خراش جبین کا بہانہ تھا
دست جنون سی کم بھی دست دعا تھا

واعظ نی آج قابل حرف القلم کیا
مین شکوہ سنج کارکنان قضا تھا

شوق جواب مین یونہین قاصد کو خط دیا
لکھا ہنوز ہمنے کوئی مدعا تھا

اب دل کہان کرم بھی کرو تم تو قہر ہے
وہ دن گئے کہ تجکو جفا کا گلا تھا

ہم حشر مین چلی گئی بحوف اسطرح
گویا یہ فتنہ اوسکا اوٹھایا ہوا تھا

غم کہانیکی رہی نہین جب سے تو مر گئے
گویا کہ یہ تھا یہ رزق مقدر سوا تھا

کیون غیر کے کہی پہ گئی خیر ہی تہین
مین شکوہ سی کبہی نہوا شنا تھا

جو فتنہ آسمان سی گرا مجہپہ اگرا
جو تیر اس کمان سی چہوٹا خطا تھا

سالک یہ قدرت اونکو ہی ایجاد ظلم مین
وہ رنج دیتے ہین جو ازل مین ملا تھا

توڑا ی بت بیمہر مجہی پر ہی جفا کا
دنیا مین کوئی اور ہی بندہ ہی خدا کا

چہوڑا نہ گران جان محبت نی تیری دم
سو بار پہرا خون مین پر تیر قضا کا

رکہتی ہین یہ بت شرم کی پردہ مین تغافل
الہام کی رکہتا ہی صفت لفظ حیا کا

ہی پہلوی چپ مین تو مجہپہ کیون نہوا دیتی
کیا عشق مین شکوہ دل اندوہ فزا کا

پہولون مین بسا لاتی ہی اس نرم سی کیا ہے
دیکہا نہ کبہی تار بہی دامان صبا کا

لاای اثر شوق اوسی یون میری گہر مین
دروازی ہی سی ہاتہہ مین ہو بند قبا کا

آجائگی یہان موت سحر ہوتی ہی ہوتے
پائینگے شب غم مین نہم وقت دعا کا

اوس بت کی برابر نہ سنونگا نسنونگا
زاہد تجہی کچہہ خیر ہے لے نام خدا کا

سر پیٹ لیا جب تیری کوچہ مین نہ پہنچا
قدمون کی عوض ہاتہہ چلا رانہا کا

کیا روز کہ فرقت مین نہ بنجائی شب مرگ
کیا شب کی درازی مین نہو روز جزا کا

پوچہو جو زمین کی تو کہی عرش کی سالک

دیکھا تو عجب رنگ ہی اوس مرد خدا کا

پردہ ابھی اوٹھہ جای اگر غیر خدا کا
ہر سمت بپا شور ہو موسی صعقا کا

بخشین تیری عاشق جو اثر آہ رسا کا
موسی کے لئی اور سہارا ہو عصا کا

جل جای اگر اوسکی ضعیفونکی فغان سے
شہپر ہو قوی اور ہی مرغان ہوا کا

بڑہتے نہین اس راہ مین جان دیکی اگر عمر
کیون زندہ جاوید لقب ہی شہدا کا

سوتی ہوی چونکے نہ کبھی راہ عدم کے
گو چار طرف شور ہی آواز درا کا

ہی ایک ضیا دیدہ توحید نگر مین
ہوتا نہین یہ آینہ محتاج جلا کا

اندوہ علاتی سی چھٹے عشق مین تیرے
اس دردنی بخشا ہی اثر ہمکو دوا کا

بھولین جو تیری راہ تو پھر کون بتائے
یہان نقش قدم تک بھی نہین انکا پتا کا

تعلیم ہی خاص ایک ہی دن کے لئے منظور
کیون موسی عمران کو ہو دیدار خدا کا

سالک بھی تعلیم ہو لام والف ہی
ہون قاعدہ آموز دبستان فنا کا

آوارہ ہون اوس وادی پرخوف و خطر کا
ہی ڈر سی نہان جسمین نشان راہگذر کا

دم بھر مین بگاڑا مجھے دشمن کو بنایا
ایک شعبدہ ہی فلک شعبدہ گر کا

دشمن کی شب وصل ہی اور اپنی شب ہجر
منظور مجھی شام سی ہونا ہی سحر کا

ناچار ہوا وادی محشر کو روانہ
جس فتنہ کو پایا نہین ستیہ میری گہر کا

کچھ ضعف ہی کچھ سر مین خیال بیخودی ہی
دشوار ہی بالین سی اوٹھانا مجھی سر کا

گھبرای ہوی تیز چلی جاتی ہو سالک
ہم سے بھی تو فرماو ارادہ ہی کدہر کا

خوبان ظلم دوست کو مین نی برا کہا
تم کیون خفا ہوی تمہین للہ کیا کہا

ہم کہتی ہین کہا نگیا ہمنے کیا کہا
وہ کہتی ہین کتاب تہی یا مدعا کہا

فریاد کیا سنی گا میری حشر مین کوئی
دنیا مین جب سنا نہ کسی نی میرا کہا

وہ سوختہ جگر ہون کہ جنے تمام عمر
باد سموم کو بھی شمال و صبا کہا

کیا کیا سزا ملی ہی مجھی وصل کی غوص
مین نی شب فراق کو روز جزا کہا

سالک کے کچھہ حواس بہکانی ہوی کہ آج
بندہ کو بندہ اور خدا کو خدا کہا

تیری آنکی ہو پھر کیا مجھی امید کہ مین
آپ مین بھی اگر آیا تو بہ مشکل آیا

آج بازار مین ڈر سی نہین جاتا کوئی
مژدہ شوق شہادت کہ وہ قاتل آیا

غرق دریای محبت ہوی جب کشتی عمر
کان مین آئی یہ آواز کہ ساحل آیا

دیکھنا مجکو کہ وہان تک نہین پہنچا قاصد
کہہ رہا ہون کہ وہ پھر کر کسی منزل آیا

وحشت قیس یہی ہی تو مقرر سالک
چین لیلے کو پس پردہ محمل آیا

کیا کہا ہی مین نی حال دل جو ہو کبریا بلاغ
آپ کہتی ہین غم ایام کا دفتر کہلا

کبھی کیا ناتوانی مانع پرواز ہے
ورنہ دروازہ قفس کا رکھا اکثر کہلا

روزن در سی جو جہانکا آگیا دشمن نظر
حال اوس بت کا کہلا ہمیں تو کیا پھر کہلا

دیکھتی ہی پھر کہین چاک گریبانکی بہار
پھر نصیحت پر تیرا مونہہ انی نصیحت کے کہلا

اوس سی اور بوسہ کی خواہش اپنی صدی بات کرا
وہ اگر دی تجھی سالک تیری مونہہ پر کہلا

یہ بھی عہد وفا سے پھر جاتا
دل ہمارا تیری زبان نہوا

گاہ نالہ سنا گہے فریاد
راز جو سینہ مین نہان نہوا

ڈر گیا کچھ خدا سی جو سالک
عازم کوچہ بتان نہوا

کیا مین اظہار مدعا کرتا
ٹوٹتی ہاتھہ اگر دعا کرتا

میرا افسانہ لوگ سنتی ہین
ایک تو ہی نہین سنا کرتا

خوگر جور ہون تم سی ہمن جو نہین
لطف کرتے تو مین گلا کرتا

عشق اور ان تو نسی ہان سالک
اپنی حق مین نہین بھلا کرتا

غضب ہمپر اور لطف اغیار
زمانہ ادہر کا اودہر ہو گیا

ہوی نکی خوش اسلوب سالک کا حال
کہ رو مال اشکو نمین تر ہو گیا

ہماری گریہ سے کس جا بہا نہین دریا
سپہر چشمہ طوفان ہے اور زمین دریا

فغان و گریہ کا ماخذ بنا ہی دل سالک
نہان یہین کرہ نار ہے یہین دریا

وہ دن گئے وہ وقت گیا وہ محل گیا
اب کیون ستم اوٹھائین زمانہ بدل گیا

جرعہ مے سی مجھی پر مغان شاد کیا
لاکھہ میخانہ سی ایک شہر کو آباد کیا

ولہ

ردیف الباء

اسقدر سیلاب گریہ نی کیا سی گھر خراب
دشت کیا ہی دشت الفت سے ہی ہو ون تر خراب

مین کہان صیاد کیسا دام کیا شی ہی مگر
تو کرے کی طاقت پرواز بال و پر خراب

گام زن دلکی ہدایت پر ہوا ہون عشقمین
اس طریق صعب مین ہی ہی ملا رہبر خراب

ہی سوا اونسی نگاہ ناز اونکی فتنہ ساز
سیر اختر حرخلی گردش سی ہی ٹر ہکر خراب

تیرگی بخش دل روشن کدورت غم کی ہی
میری آئینہ کو کرتی ہی یہ خاکستر خراب

وحشت دل فی نہ دم لینی دیا ایجاب مجھ
پھر رہا ہون چار سوئی عرصۂ محشر خراب

رتبہ اسکا سا غر گیتی نما سی کم نہ تہا
مضطرب جب کر ہوا لیکن دل مضطر خراب

منزل مقصود تک پہنچا نہ کوی عشقمین
مجھہ سی پہلی ہو چکی اس راہ مین اکثر خراب

یار و دشمن مین الہی دید کا ہی واسطہ
صورت زخم جگر ہو وہ سگاف در خراب

سالک بیمار کا اب معالج ہی طبیب
حال مین فی اوس سے پوچھا تہا کہا اتنر خراب

یون جان دی کہ جسکی نہی داستان ہی اب
مرنا ہمارا نام کا تیری نشان ہی اب

اپنی ستم کشی کا مجھی امتحان ہی اب
درکار ایک اور نیا آسمان ہی اب

الفت مین کیا تغیر احوال ہو گیا
جو پہلی بات تہی وہ بہو پر فغان ہی اب

طالب نہین ہین اوج کا پستی ہی منظور تجھی
مین لاغر ہین طعن عدو کب اوٹھا سکا
افلاک کو غبار پس کاروان کہون
سینہ ہجوم راز سے اپنا ابل گیا
کہہ یا وہ دور دور کا جانا تو ضعف نے
واماندگی پہ میری کسینی نظر نہ کی
دیر و حرم مین جا کی کوئی جہا نکتا نہین
افشای راز جبرم انا الحق سزا ہوا

منظور تجھی بعد بھی آسمان ہی اب
ہلکی سی بات دوست کے دل پر گران ہی اب
خلق خدا عدم کیطرف کو روان ہی اب
دل سی ہی جو چہا مین مونہہ سے عیان ہی اب
آماج تیر نالہ فقط آسمان ہی اب
ہمراہ ایک گرد پس کاروان ہی اب
عالم اوسیکا معتکف آستان ہی اب
اس خوف سی ہی بند ہماری زبان ہی اب

شمشیر ہاتھہ مین لئی پھرتی ہین اور وہ
ہر ایک سی پوچھتی ہین کہ سالک کہان ہی اب

اب کیا کرین وہ خط کا میری بھیجکر جواب
ہم کہہ کی ماہوی محو جمال دوست
ہو اضطراب شوق کو تسکین اونسی کیا
مین اور سر نگون رہون یون انتظار مین
حاجت نہین ہی تجکو حجاب و نقاب کی
کچھہ عرض مدعا کی خرابی پہ چھیڑیے
حاضر جوابیون کا نہ کچھہ اونکی حال پوچھہ

یہان زندگی ہی بجلی ہی نامہ بر جواب
اب کیا نہین دیا ہی ہوا دنی اگر جواب
جو شام کے سوال کا دی تا سحر جواب
تا صد گرا چکا ہے سر رہگذر جواب
یہان دیجکی ہی پہلی ہی اپنی نظر جواب
کہتی ہین دینگے غیر سی ہم پوچھکر جواب
مین نی کیا سوال کہ پایا اوسپر جواب

مضمون خط یار نپوچھو کہ شرم سے
دروازہ ہی پہ پھینک گیا نامہ بر جواب

وہ کوچہ اور بہشت بھلا کیونکہ ہو سکے
آدم کی وقت کا یہ پرانا سا گھر جواب

آئین گئے یا نہ آئین کی دو حرف ہین یہی
قاصد کو دی چکونہ کہین مختصر جواب

کیون عرض مدعا پہ ہوی گرم مستقیم
دیتی ہین آدمی کو زرا دیکھکر جواب

نالے بھی کھینچی آہ بھی کی رہی بھی مگر
تیری ستم کا ہو نہ سکا فتنہ گر جواب

قاصد کے تکری کر چکی سالک وہ خط کہ تھا
اب راہ تکتی نامہ کہا تکا کہ ہر جواب

کیا اس جور پر مین ناتوان کب
مجھی طاقت بقدر امتحان کب

وہ آئے مجھ پہ ہو کر مہربان کب
پھر امیرے موافق آسمان کب

کیا شکوہ یہ دھوکا کہا کے افسوس
کہ دشمن سی ہوی وہ سرگران کب

اوسکی چال مین آئی قیامت
ابھی لایا ہون مین لب پہ فغان کب

جو ہوتا جذب کامل اے زلیخا
تو منزل پر تھٹرتا کاروان کب

وہ آئین غیر ہی کو لیکے لیکن
مجھی آتی ہے مرگ ناگہان کب

کرو ضد سی نہ تم اغیار پر لطف
ہوا ہی چرخ مجھپر مہربان کب

تماشای جہان مین دیکھتا کیا
تھا تھا آنکھہ سی اشک روان کب

جسی دیتے ہین دنیا کی فری خضر
اوسی دیتی ہین عمر جاودان کب

ستم سے تیری ظالم سرنگون ہین
گرا سر پر ہمارے آسمان کب

کہلا دشمن پہ کیونکر حال میرا — وہ سنے آی میری داستان کب
وہ محشر مین سنین گے کیا کسیکی — ٹھہرنے دینگی اونکو شوخیان کب

کرو تم شوق سے سننے کا اقرار
کہ سالک سی ہوا غم کا بیان کب

لیکی اوڑ جانیکی طاقت گرنبائی عندلیب — غل سی گھر صیاد کا سر پر اوڑھائی عندلیب
گر خزان کو فصل گل من بھولجائی عندلیب — خار کیون انپی چمن مین بچھائی عندلیب
بیوفائی رنگ گل کی سب نظر آجائیگی — خاکپای یار کا سرمہ لگائی عندلیب
خانہ صیادی کو پھونکتی ایک آہ مین — قید ہوتی گر قفس مین ہم بھائی عندلیب
حالان عرش تک پہنچا خزان انکا شور — آسمان کی پار گذری نالہائی عندلیب
زندگی کیونکر ہو یہ صیاد کی مٹھی نہین — ایک فشار گور ہی گویا برائی عندلیب
گر حصول لذت الفت کی رکھے آرزو — پھول تربت پر میری اگر چڑھائی عندلیب
وہ چمن مین بزم آراہون تو دیکھون کس طرح — شمع پر پروانہ جای گل پہ جائی عندلیب
آشیانہ کی نبانی سی چمن مین فایدہ — پہلی دل مین باغبان کی گھر بنائی عندلیب

بس کہ اس اشباع سی نفرت ہی بدلا جبر کو
سالک اب کب تک کھچے جاوین ہای عندلیب

ہی عمر بہر قفس مین تیری جای عندلیب — سو بار گر چمن سی خزان جای عندلیب
اوس شرمسک گل کو روز جو دیکھہ آی عندلیب — فصل خزان سی کچھہ بہی نگہرای عندلیب

کھینچا ہی سوی باغ نسیم بہار نے
موج ہوا ہی سلسلہ پای غدلیب

صیاد ہشیان کی تلی آسمان پہ برق
آفت مین گہر گیا ہی سراپای عندلیب

ہی گفتگو ثبات جہان مین چمن تو کیا
سبھی ہی جمعین کیا مجھی سبھای عندلیب

نی باغبان کو موت نہ صیاد کو اجل
پوری ہوی نہ کوی تمنای عندلیب

یہان مفلسی مین گہر کاہی سالک چراغ گل
عاشق جو گل کی ہی تو ادہر ای عندلیب

واعظ ملیگی خلد مین کب اسقدر شراب
پانی کی بدلی پیتی ہین ای بیخبر شراب

آمد مین اوسکی مست ہوی کچھہ خبر نہین
ساقی ہی کون جام کہان اور کدہ شراب

اوس قلزم گناہ مین ڈوبا ہوا ہون مین
جسمین ہی ایک موجہ دامان تر شراب

مستی مین اوسکو لگ گئی لو اور غیر کی
دنیی شب وصال نہ تہی اسقدر شراب

اقرار وصل اور وہ مست غرور ناز
آیا ہی پکی تو کہین ای نامہ بر شراب

مین ایک بار آنکہہ چرا کر جو پیگیا
لایا نہ زخم دہونیکو پھر چارہ گر شراب

سالک ملی جو بزم مین اوسکی تو لطف ہے
ورنہ پیا ہی کرتے ہین ہم اپنی گہر شراب

کچھہ بھی کہکے نہ کہوائی آپ
بس زبان میری نہ کہلوائی آپ

دوش پر اور نہ بھاری ہوجاے
میری سر کی نہ قسم کہائی آپ

بزم ناز اوسکی ہی ای حضرت دل
پانو اپنی بہی نہ پھیلائی آپ

غیر کے شکوی نہ پوچھو شب وصل
پہلی مردے نہ اوکھڑائی آپ

لوگ جاتے تمہارا عاشق
مین اگر آون تو شرمائی آپ

کچھہ پتا میرا بتا دیجیگا
کچھہ خبر میری اگر پائی آپ

ساتھہ میرے نہ کوئی چیز اوٹھے
مجکو محفل سے نہ اٹھوائی آپ

جاتے جاتے کہین اغیار کی گھر
کاش رستے ہی مین ملجائی آپ

ایکدم اوسکو بہلا کر سالک
جی کسی طرح تو بہلائی آپ

کیون رشک حور کہنی سی آنی خفا ہین آپ
بندی اگر نہین تو کسکے خدا ہین آپ

سنتی ہین اسطرحی بیان مجھسی غیر کا
گویا کہ اوسکی نام ہی نا آشنا ہین آپ

آرائشون کے حیلہ سی فرصت نہین کبھی
یہ وہ بلا ہی زلف کہ خود مبتلا ہین آپ

یہ بحر عشق اور ہر ایک موج طمطمہ خیز
کشتی شکستہ حضرت دل ناخدا ہین آپ

تاثیر میری گرمی شوق نہان کی ہی
خود وصل مین جو کہوتی بند قبا ہین آپ

کہتی ہین کس ادا سی وہ آئینہ دیکھکر
شہرت جہان مین جسکی ہی نام خدا ہین آپ

سالک چلی ہو کوچہ سفاک کی طرف
کیا زندگی سے اپنی نہایت خفا ہین آپ

سن لین جو کبھی میری فغان آپ
شرمندہ ہو مجھسی آسمان آپ

مسجد سی ہی پاس میکدہ شیخ
بہکی ہوی جاتی ہین کہان آپ

ہی روز جزا مین پرسش جور — کر لیجے نہ پہلے کچھ بیان آپ
گردش ہی میری خط کو منظور — گردش مین نہین ہی آسمان آپ
یہ شوق بیان مدعا ہے — ہلتی ہے دہن مین کچھ زبان آپ

اس ضعف مین وہانکا غرم سالک
دیکھو وہ گلی کہان کھسان آپ

یارب ہی جسقدر کہ مجھی آرزوی دوست — وہ دن نہ ہو نصیب ہمین کہ کہون روبروی دوست
ہی ایک بیچراغ سا کاشانہ تیرہے — کیونکر ارم سی دی کوئی تشبیہ کوئی دوست
مجھہ پا شکستہ کو ہی نہانا ضرور ہے — ای رہروان بادیہ جستجوی دوست
پھر جان لیگی غیرت ہم بزمی رقیب — پھر لیچلی کشاکش دل مجکو سوی دوست
کافر ہون گر سنا ہو کہ واعظ نے کیا کہا — یہان دل سی بزم وعظ مین تہی گفتگوی دوست
محتاج پیرہن ہوی یعقوب کیلئے — میری طرح مشام مین کہتی تہی بوی دوست
ای چارہ گر نہ ڈر میری تغیر حال سے — مین کیا کرون بدلتی ہی دم دم مین خوی دوست
گر صبر جا چکا ہی تو طاقت بہی جا چکی — پھرتی ہی دلمین اور بہی آرزوی دوست
بگڑا نہ کچھہ رقیب کا بنکر خوشامدی — لیکن خراب ہوگئی طبع نکوئی دوست
سبکے جدا ہین حکایات جور و ظلم — سو عاشق اور ایک دل کینہ جوی دوست

صحرا و شہر و دیر و حرم ایک کر دیئے
سالک ہی اب ہی حوصلہ جستجوی دوست

یادی واعظ مجھی بہی استان کوی دوست
کرچکا تعریف خلد اب سن بیان کوی دوست

میری قسمت مین ہی ہان آوارہ ہونا جا بجا
میری پیشانی پہ لکھا ہی نشان کوی دوست

ہی ہجوم خلق سی بیرون در انا محال
تنگ آجائین کیونکر ساکنان کوی دوست

خاک اوڑاتا جاونگا مجکو جنون عشق ہے
خوف کیا اندہا نہین گر پاسبان کوی دوست

ای صبا صدمہ سی پائی مور کی جو ہیں نشان
رہگیا ہون وہ غبار ناتوان کوی دوست

جا بجا ہی نقش سجدہ کا زمین پر آشکار
سر کی بل چلتی ہین رستہ رہروان کوی دوست

یہ زمین ہوگی نہ ایسا آسمان قاصد مہان
کیا بتاون اور مین تجکو نشان کوی دوست

فرش میری قاصدو کی سر مین ہان سالک تمام
خاک پر چلتی نہین ہین سالکان کوی دوست

دہونڈکیا ملا نہ تیرا دن تمام رات
رکہا نہ مین نی دوش سی بستر تمام رات

ایک جان رہگئی ہی ہماری بساط مین
وہ بہی رہی سی آج لبون پر تمام رات

ہم جبین خوش تہی اگ لگی پر خبر نہی
وہ شعلہ رو عدو کی رہا گہر تمام رات

تمکو تو وعدہ کرکے نہ آنا ہی ایک بات
وہ کیا کری گزرتی ہو جسپر تمام رات

تا دن کو جستجو ہو طفلان شہر کو
وحشت مین ایک جا کئی تہر تمام رات

غالم نپوچہہ مجسے شب انتظار کا
گذری ہی روز مرگ سی بدتر تمام رات

کہتے ہین دیکہنا کہین سالک پہر گیا
آئی ہی بانگ نالہ برابر تمام رات

آنسو بہای ہجر مین ای چشم تر بہت
تو نی ملای خاکمین گنج گہر بہت

احسان ہین تیغ ناز کی مجھہ خستہ پر بہت
ٹکڑی ہوا جگر تو ملی ہین جگر بہت

ہین دل مین درد و حسرت و ارمان جدا جدا
اس ایک گہر کی ہمنی نیای ہین کہر بہت

گھبلر نہ چارہ گر مری تغیر حال سے
اللہ نے دیا ہی دوا مین اثر بہت

ہوگی شب فراق شب روز حشر کیا
سبکو دعا کا شوق ہی وقت سحر بہت

اب غیر کی خیال مین جانا سمجھہ کے تم
جانی لگی ہے دور ہماری نظر بہت

اتنا بہی دور کہنچ نہ ای آہ آپ کو
تجھہ سی تو بات مین ہی عدو کی اثر بہت

رکہنا سمجھہ کے دل مین ہماری تمام کو یاں
ٹوٹی ہوی پڑی ہین یہان نیشتر بہت

چھپ چھپ کے میری رونی کی سن بے خبر کہین
ہنستے رہی وہ آج بہی دیکہکر بہت

دیکہا تیری غضب سی تغیر نہ غیر کو
تیر نگاہ کا ہے ہمین پر اثر بہت

کہایا ایک کوچہ جانان ہوا تو کیا
ہمکو بہری بہری نظر آتی ہین گہر بہت

تو رنج اوٹہای کیون پی کین میری واسطے
دشمن ہین تجہسی ای فلک کینہ ور بہت

عیش شب وصال دم صبح مٹ گیا
ہی عمر بہر کی عیش کو غم لمحہ بہر بہت

تیغ نگاہ کا وہ بہروسا نہین رہا
شمسیر تو رکہتے ہو زیب کمر بہت

اگر تری فراق مین خود رفتہ ہی رہے
تہوڑی دنون مین ہمنی اوٹہای سفر بہت

پہنسی ہی ہمنی رنج قفس کو سمجہہ لیا
ہر سو پڑی ہوی ہین نچی بال و پر بہت

پہلی خزان ہی نکلنا گئی ہین بہول

پہراندنون مین جاتے ہین سالک اودہر ست

وہان فکر جو رہوش نہین اپنی یہان درست
کیا ہوا گر کہے نہوا امتحان درست

افغان عرش رس میری لب پر پہنچ چکی
اب ترک شیوہ ستم ای آسمان درست

سالک جو کوئی عشق مین مجکو برا کہے
کہتا ہون مونہہ کو اور یہ کہتا ہون ہان درست

سنی جو وصل مین ہجران کی بیقراری رات
تو غیر کی بھی روتا رہا وہ ساری رات

وہان فراسی اوٹھتا ہی تفتہ جانونکی
یہ کسنی کی تیری کوچہ مین اسکبار ی رات

اچھی ہوی ہی اور نہوگی جگر کی چوٹ
کچھہ آج کی نہین ہی یہ ہی عمر بھر کی چوٹ

کچھہ دل کی اضطراب سی ہوتی ہی الٰہی
آتی ہوی نظر نہین آتی نظر کی چوٹ

گفتار یار ہی کوئی جادو ہی سحر ہے
لگتی ہی بات باتمین دلپر اثر کی چوٹ

سالک ہون کب سے یون تو اوہی رگ مین مگر
ابکی بری طرح سی ہی اوبھری جگر کی چوٹ

مخلوق کوئی چیز جہان مین نہین عبث
پیدا کیا بھی کو جہان آفرین عبث

مین اور کثرت ستم و جور کا گلا
تکو صدو کی کہنی پر آیا یقین عبث

سالک کچھہ اونپہ زور ہی گر وعدہ ہو لجائین
صورت بنای بیٹھے ہو اندو ہگین عبث

مجکو یون خاک مین ملانے کا
گردش چشم سرما سا باعث

ہای مین اور یہہ پریشانی
کیا ہی ای کاکل دوتا باعث

آنکہہ سے کیون لہو ٹپکتا ہے
دل مین کچہہ درد سا ہی کیا باعث

کیون میرا ہو گیا ہے یہ احوال
تو ہی بے مہر کچہہ بتا باعث

میری تخریب کے لئے سالک
ہو گئے ہین ہزار ہا باعث

ساقی کی دلمین لطف کی گر کچہہ ہی ای موج
می کا ہر ایک گھونٹ نہ کیا کیا دکہای موج

دریا کی دم کی ساتہہ لگی ہی بقای موج
پانی پر استوار ہی کتنی بنای موج

یون جوش پر ہی بحر معاصی تو کیا عجب
ہر ایک تار دامن ترمین دکہای موج

ہم آشنای بحر محبت ہوی تو ہین
گرداب کی طرحسی نہ چکر مین آی موج

غافل سرابگاہ جہان سی کنارہ کر
جنبش مین ہر گھڑی ہی لب بی صدای موج

یہ بحر عشق ہے تو نہنگ بلا ہیت
گرداب سی نکل کی ہون کیا آشنای موج

گر ڈوبنی کو جائین تیری ناتوان ہجر
خس کی طرح کنارہ ہی پر پہنچ جا موج

بحر فنا سی پار ہو کیا کشتی حیات
گسترده سطح آپ پہ ہین دا ہای موج

تشبیہ دی چکی تیری جبین جبین سی ہم
ڈر ہی کوئی غضب کی نہ بجلی گرای موج

دیکہین ڈبوی کشتی امید کس جگہہ
ہمراہ ہی کنارہ ہی سی ناخدای موج

جس جا رہین بنیکے سالک فراق مین

صحرا بھی ہو تو وسعت سمندر کی آئی موج

طوفان ہی جوش زن جو یہی چشم تر سی آج
ہمتی تو ہاتھ دھو لئی دیوار و در سی آج

یہ تازہ رشک کسکا ہی دل مین بجز عدو
شاید ملی ہین وہ میری پیغام بر سی آج

قسمت کا آب و دانہ ہی صیاد تیری ساتھ
ہان اوڑ گئی ہی طاقت پرواز پر سی آج

فردای حشر کیونکہ بیان ہونگی یہ ستم
ہوتی نہین ہی بات بھی یہان تیر و در سی آج

یہ نور مہر تیرگی شب سے کم نہین
گذرا ہی کسکا جلوہ الہی نظر سی آج

کہنا خدا لگی کہ مقیمان کوی دوست
نکلا ہی مونہ چھپای عدو کسکی گھر سی آج

اس سی تو بیقراری فردا ہی خوب تہی
سالک نبی ہی جان پہ درد جگر سی آج

لب پر فغان شور فشار فرین ہے آج
آجا کہ ضبط راز کی طاقت نہین ہی آج

گھبرا کی لب پر آگئی کیون جوش یاس سے
کیا جای تنگ سینہ مین جان حزین ہی آج

کیون غیر کو بلاتی ہو کیون ہی یہ اہتمام
فریاد کچھ نئی تو ہماری نہین ہی آج

رفتار مین سپہر کی سرعت ہی شام سی
ای دل وہ اپنی وعدہ پر آمن یقین ہے آج

صحرا کی ایک گوشی مین تہک کر رہا ہی بیٹھہ
سالک سا ہرزہ گرد بھی خلوت گزین ہی آج

نقد جان تک بھی دون بھای قدح
ایک بھی گر کوی پلاے قدح

ظرف ساقی کو جانتا ہون اور
ہون طلبگار خم بجای قدح

ترک مے کر چکا و لے اب بھی
ورد رکھتا ہون مین دعای قدح

قدح مے ہو جس طرح لبریز
یون ہی سر مین بھری ہوای قدح

کاش میری ہی خاک ہو جسپر
ہاتھ سی اوسکی چھوٹ جای قدح

جسمین آ جای ایک خم سالک
ایسی وسعت کہان سی لاے قدح

بستر سی ایک جان ہوا تار کی طرح
یہ ضعف سی ہوی تیری بیمار کی طرح

مجھپر گمان شکوہ بیدادکس لئے
جانا ہی مجکو ہی کہین اغیار کی طرح

اوٹھی نہ بزم مین کوئی فتنہ جو ایک دم
پہلو مین بیٹھ جا دل زار کی طرح

رضوان ارم مین جی ہی نہ بہلی تو کیا علاج
جانا کہ سب ہی کو چہ دلدار کی طرح

ای رشک آفتاب چھپایا جو تو نی موہنہ
ہم گر پڑینگے سایہ دیوار کی طرح

وحشت مین پانو پڑتی ہین اوس کوچہ کی طرف
ہم نشہ مین بھی چلتی ہین ہشیار کی طرح

سالک گذار نے نفس چند ہجر مین
آسان نہین ہے مردن دشوار کی طرح

وہ چال ہی رہی ہی صدا مرگ عام کی
ہر ہر قدم پہ کرتی ہین عاشق نثار روح

کب آتی ہین وہ لب پہ ٹھرنی سی فایدہ
اب کسکی منتظر ہے شب انتظار روح

بیزار بات بات مین ہونا جہان سے
عاشق کی جسم زار مین رہتی ہی خوار روح

عاشق بنا کے حق نی مجھی ایک جان دی
پیکر مین میری پھونکتی تھی چند بار روح

ولہ

آئی ہین حسرت دیدار مین کس شوق سی ہم
آج تو مونہہ ہو تیرا روزن دیوار کے رُخ

پٹ پڑی قاتل سفاک کی تلوار تو کیا
خود رکہون شوق شہادت مین گلا دار کے رُخ

کوئی میلا نہین کیون جمع ہی خلقت لیکن
وہ سرِ بام چلی آئی ہین بازار کے رُخ

سیل گریہ سی مٹی گہر کی نشان کچہہ ایسے
کہ میری یاد سی آتی در و دیوار کے رُخ

مر گئے پر کشش عشق نی چہوڑا نہ ہمین
پہر گیا قبر مین مونہہ کوچۂ دلدار کے رُخ

ردیف دال

قتنے جائین گے کہان میری بعد
رومن گے اہل جہان میری بعد

کسکو معلوم نہین عاشق تھا
کیا کرین دوست بیان میری بعد

میرے نالون نے زمین کو اولٹا
نہ ہوا کوئی مکان میرے بعد

دہر مین اتنا پہرا تھا کہ رہا
مدتون شور و فغان میری بعد

وعدہ یہان آنیکا اونکو سالک
یاد آ جائیگا ہان میری بعد

اب انتظار روز جزا ہی فنا کے بعد
کیا دیکہئے گذرتی ہی روز جزا کے بعد

کیا اے نعش پر وہ میری جو بپا ہوا
شور عظیم نالۂ اہل عزا کے بعد

اصحاب اسی طرح سی ہین سالک پس از نبی
جیسے نبی کا رتبہ عالی خدا کے بعد

یہ صفت تجمین نی ہوگئی بد خو ہو کر
آپ ہی مونہہ سی نکلتا ہی تیری تو ہو کر

حال کہتا ہون تو وہ طنز سی کیتی ہین — راست گفتار بنی آپ سخن گو ہوکر
پہلی جو بات تہی اعجاز و کرمت مشہور — اگئی ہی تیری گفتار مین جادو ہوکر
قہر ہی رحم اونکا ہی جگر افگارون پر — کہ دکہانی نہین صورت بھی مہرو ہوکر
جانور کیونکہ بہلا نامہ رسانی کرتا — لیگیا شوق سلیمان اوسی بازو ہوکر
ہم وفادار ہین کرتی ہین شکایت کوئی — گر ستائین وہ ہمین چرخ جفا جو ہوکر
بلہوس کہتی ہین جمعیت خاطر اسکو — تو پریشان نہوا مائل گیسو ہوکر
سر اوٹہانیکی تو کیا تاب غنیمت ہی یہی — کہ سلامت رہی سر رونق زانو ہوکر
دل صد چاک چہپا ایک شکن سی نہ کہی — شانہ اوس لف سی نکلا سر سر مو ہوکر
لاف ہم پائی عارض جانان ہی غلط — رنگ بہی چہرۂ گل سی اوڑی بو ہوکر
حسن صورت ہوا گر کچہہ تو سی حسن سیرت — تیغ کو کاٹ ملا صورت ابرو ہوکر
کہہ سکی کون کہ ہی بی سبب آزار رہی — حشر کی روز بہی وہ چہٹ گئی بدخو ہوکر
حسرت اس ضعف پر اپنی ہی کہ تجہسی فرہاد — عشق نی کام لیا قوت بازو ہوکر

کیون چلا آتا ہی ہر بات پہ رونا سالک
آج اوس کوچہ سی آیا ہے مگر تو ہوکر

تیری فتار سی کیا جانی رہے کیا ہوکر — کچہہ قیامت نہین بیجای جو برپا ہوکر
وہ سراپا ہین اگر حسن تو ہم بہی اونکو — دیکہتی ہین ہمہ تن دیدۂ بینا ہوکر
منحصر تیری ہی در پر نہین عالم ہی وسیع — بیٹہہ رہنا ہی ہمین تو کہین تنہا ہوکر

ہمسی پوچھو تو کہین شان گھٹی جاتی ہی
غیر سے ربط بڑہای کوئی تمسا ہوکر

ظلم کا شوق ہی مرنی نہین دیتی مجکو
طول آزار کو دیتے ہین مسیحا ہوکر

ہمت ای پیر مغان تشنہ لبی کو میری
جی چرانا کہین سائل سی نہ دریا ہوکر

وہان ہی امید شہادت کہ دم ذبح جہان
لب سی تکبیر ہی نکلے دم عیسی ہوکر

چرخ ہر حال مین کرتا ہی مجھی کو پامال
ہی وہ کجباز کہ چلتا نہین سیدہا ہوکر

خلق کو میرے نکلنے کی خوشی سی کیا کیا
مین رہا کوچہ جانان مین تمنا ہوکر

وصل کی رات ہی اور بیم سحر ہی دل مین
عیش بہی تجکو ملای غم فردا ہوکر

ظاہرا طور ہین آغاز محبت مین برے
یون تو جو کچھ کہ ہی قسمت مین رہیگا ہوکر

بیگنہ کش ہین اور بی سبب آزار فلک
کیا کریگا کوئی اس دور مین پیدا ہوکر

اجر بیداری صد سالہ تہی قسمت مین اگر
نیند آگئی مجھی خواب زلیخا ہوکر

میری نالی تیری دل مین اثر کرتی ہین
لب پہ آتی ہین تیری شکوہ بیجا ہوکر

کسکو دل دیتی ہو کیا کرتی ہو دیکھو سالک
ہای نادان نہی جاتی ہو دانا ہوکر

ملی ہی چشم عبرت ضعف سے خوار و زبون ہوکر
نظر آتا ہی زیر خاک جانان سرنگون ہوکر

جلا دل سوز غمسی اوی رہنوز شکوہ نہین ہی تجھی
مگر حسرت سر مرگان نکل آی ہی خون ہوکر

شب عشرت وہ میرا طنز سی شکر جفا کرنا
وہ چپ چپ بیٹہنا اونکا سمجھکر سرنگون ہوکر

ہوی جاتی ہی کچھ صورت دگرگون سنتے ہی
تمہارا ذکر آتا ہی میری آگی فسون ہوکر

پوچھو مجھسی کچھہ اب میری بیقراری کے
وہ بیٹھی ہین بغل مین غیر کی صبر و سکون ہوکر

یہ کہتا ہون کہ حال اپنی کہونگا مختصر لیکن
دم اظہار لب پر آہی جاتا ہی فزون ہوکر

میری گم کردہ راہی ہر قدم پر آشکارا ہے
مجھی ہر جادہ پیش آیا بیابان جنون ہوکر

نہین ہین یہ شراری کوہکن فتنی نکلتی ہین
فلاکے سنگ مین پنہان ہوا بیستون ہوکر

نرد کو حضرت سالک کوئی دس کو چلی جاتی ہے
سنبھل جائین گی آخر آپ ہی خوار و زبون ہوکر

ہی در و دیوار زندان سی میری پیدا بہار
کیا چمن مین آگئی ای بلبل شیدا بہار

اونکو گلگشت گلستان ہمکو صحرا گرد یان
ایک طرح کا رنگ دیتی ہی جا ہر جا بہار

آدمی کیا خاک مین بھی اس ہی آجاتا ہی جوش
پر نہ بدلا حال نا صح کیا خزان اور کیا بہار

دیکھنی مین آئینہ کی مجکو بھی کوشش یک
کیا مزا آتا ہی تمکو دیکھکر تنہا بہار

جتنی اچھی ہین شکایت مندی ہی تیسی ہین بیان
دست تاراج خزان کا کرتی ہی شکوا بہار

ہم تو ایک مدت سی اس عالم کو ہین بھگتی ہوئے
تو فی ہی رنگ ثبات دہر کچھہ دیکھا بہار

ہم گریبان چاک کرتی رہتی ہین ہر فصل مین
کون وحشی ہین کہ جنسی ہوگئی رسوا بہار

خیر سی سالک گذر جای شب وعدہ کہین
اس نہ آنیکی سحر او نکو دکھاونگا بہار

زور چلتا ہی مجھی سی ناتوان و زار پر
تو کریگا کیا ستم ای آسمان اغیار پر

پاسبان ہم سا اگر ہو آستان یار پر
دھوپ کا آنا بھی مشکل ہو در و دیوار پر

جب بنا یا ہی نہین تو فی تو یا رب کسطرح
مہر خاموشی لگا دی ہی دہان یار پر

حال بزم یار سنکر یہان ہوا مین مضطرب
یا الہی کیا بنی ہوگی دہان حضار پر

کل کیا تہا حضرت سالک نے خرقہ رہن می
آج میخانہ مین ایک ساغر پیا دستار پر

کیا کہنی کیون ستم مین ہوا آسمان شیر
ہوتا ہی بس غریب پہ سارا جہان شیر

کہتا ہی کون آتی ہوی تجکو اس جگہہ
ای موت آدمی ہون نہ مین ناتوان شیر

بس چپ ہو سنی کوئی کب تک برا بہلا
کیون ہو گئی ہی آپ کی مجہپر زبان شیر

مجنون کی سمت ناقہ لیلے کو ہانک دے
ٹیہا نہین ہی اوس طرف ای ساربان شیر

کیا مونہہ عدو کا ہی جو کری مجہسی برہ کے بات
تمنی ہی کر رکہا ہی ابسی میری جان شیر

شودان سنکہ عدل سی ظالم شکار ہین
سالک کہولہ ہی ستم کی دکان شیر

نالان نہین کچہ تیری ستم پر
ایسی ہی بنی ہی اپنی دم پر

ہر داغ پر ایک زخم آیا
قاتل کا یہ سکہ ہی درم پر

لو اہل جہان نوید فرحت
مائل ہی دل اپنا اخذ غم پر

کیسی ہی صدا مہیب آجاے
نالہ کا گمان کرین وہ ہم پر

سالک سی یہ تمنی دل مفت
یہان اور بہی جیتی ہین کم پر

دیکھہ لیتے ہین جو دروازہ کی اکثر باہر
تو مجھی ملتہہ سی کہدیتی ہین باہر باہر

نامہ برسامنی آیا نہ میری محبت سے
دیگیا خط میری دربان کو در پر باہر

کوی قاتل کی زمین پانو پکڑ لیتی ہے
خون گرفتہ کوی جاتا نہین اکر باہر

نامہ اوس قاتل بیمہر کو میرا دی اے
گہر سی ہوا پی اگر کوئی کبوتر باہر

تو ہی آ بام پہ تا فتنہ دو بالا ہو جاے
ہی قیامت سی قیامت ہے سر پر باہر

سالک اور تو بہ می کیا ہی جو گہر سی اے
توڑ کر پہنک دیے شیشہ و ساغر باہر

جنون مین دشت گردی ہی میری آشکارا سی ظاہر
کہ سو سو خار مین دامن مین ہر ایک تار سی ظاہر

مصیبت ہی اگر صیاد کو مجھسی ہوی الفت
صدای خوش نہو یارب میری منقار سے ظاہر

پس مردن ہماری قبر ہی شعلہ نکلتی مین
ہوا یہ کثرت مرغان آتش خوار سی ظاہر

حدوث حشر سی انصاف کی امید ہی ورنہ
یہ فتنہ روز ہوتا ہی تیری رفتار سی ظاہر

یہ نور حسن سی جو دہوپ مین روشن نظر آیا
تمہارا جہانکنا ہی روزن دیوار سی ظاہر

نشان سنگہای کوہ کان سر پر نہین **سالک**
کل زخم جنون ہی گوشہ دستار سے ظاہر

پہری ہوی ہی کسیکی نظر الہی خیر
اجل اشارہ کی ہی منتظر الہی خیر

شب وصال کی آی سحر الہی خیر
طیور جہاڑ کے منہی ہین پر الہی خیر

بتون کی شر سی نہ ہمکو کبھی نجات ملی
کٹی ہی کہتی ہوی عمر بہر الہی خیر

آکے دنیا مین رہا مین پی عقبی بی صبر
سچ کہا ہی یہ کسی نی کہ ہی بندا بی صبر

برق بیتاب کہون یا اسی سیماب کہون
دل بہی قسمت سی ملا ہی مجہی اچہا بی صبر

وصل مین شوق سی اور ہجر مین غم سی بیتاب
ہمنی سالک کو تو ہر حال مین دیکہا بی صبر

انکار وصل غیر مین خجلت ہی آشکار
اس جہوٹ سی تمہاری صداقت ہی آشکار

واعظ ملیگی خاک مین جب مل چکیگی ہم
ادنا یہ ایک خوبی جنت ہی آشکار

صدمی اوٹہای فرقت جانان مین ستمگر
چہر پسی رنج بات سی حسرت سی آشکار

گر پوچہی کوئی کیسی ہو کہتا ہون شکری
یون مونہہ بنا کی جس سی شکایت ہی آشکار

سالک جو خاک نشین رہی تو چہپی رہے
منعم کے ہر فضا یہ سی دولت ہے آشکار

وہ بہانہ جو جو سنکر نہ لکہی جواب ہرگز
میری خط کو آسمانی نکہو کتاب ہرگز

نہین فرق عیش و غم مین یہ ہین دونو ایکصورت
تیری شوخیون سی یہان کم نہین اضطراب ہرگز

یہ ہی تیغ اور گلا ہی یہہ زہر ہی وہ ترا ہے
کہین نامہ بر تو آ تے وہ دین جواب ہرگز

غم حشر کیا ہو مجکو غم زندگی بڑہا یہ
کہ عذاب وعدۂ حق نرہا عذاب ہرگز

میری امتحان کو یارب وہ ستم نہ کر رہی ہون
جو دعا مین مانگتا ہون نہون مستجاب ہرگز

مجہی خاک مین ملانا اونہین ایک کہیل سا ہے
نہ سر عنایت اونکو نہ سر عتاب ہرگز

میری تیرہ روزی اوزمین نہین روز حشر کا غم
نظر آئیگا نہ واعظ مجھی آفتاب ہرگز

او نہین مجھسی ہی یہ نفرت کہ اگر نہو نہین سامنے
تو عدو کی بزم مین بھی نہ پیئین شراب ہرگز

تیری چال نی مٹا کر وہ بنای ایک صورت
کہ جہان کو اب نہ ہوگا کوئی انقلاب ہرگز

کوئی ایسی جای جاکر کہو سطح پہر ہے
نہین نامہ بر کو خود ہی طلب جواب ہرگز

نہو حسرت ای زلیخا تیرا خواب سنکی افزون
جو نہ آی خواب مین تو نہ آی خواب ہرگز

کوئی بزم یا مکان ہو مجھی اس سی کیا جہان ہو
میری سا منی ہیون تم کہ نہین حجاب ہرگز

شب غم کٹی ہی سالک ہوئی صبح روز محشر
مگر آج بھی نہ نکلی کہو آفتاب ہرگز

جی بیچ جان بیچ نہ دل نی جگر عزیز
سب سی سوا ہی وصل تیرا فتنہ گر عزیز

آئی خبر جو اوسکی تو جائیگی اپنے جان
اتنو برا برا نپے ہوا نامہ بر عزیز

لیجائین اپنی بی ہنرون پاس التجا
رکھتی ہین لوگ اسلئی کسب ہنر عزیز

رہنی ندی جو دشت دل ہی تو کیا کرون
وہ کون ہی کہ جسکو نہین اپنا گہر عزیز

سالک شب وصال مین نفرت ہی جسقدر
اوس سے زیادہ ہی شب فرقت سحر عزیز

خم لڑہائین سر بازار یہ ہی باک ہنوز
شرم مین رہتی ہین اودہ نہین پاک ہنوز

ملکی ہی خاک مین اندیشہ ہی ایک ہوگا
پہلی ہی ڈہنک سی گرد شمین ہین فلاک ہنوز

مل ملکی رونیکو گیا احباب صاحبدل کی پاس
جاتا ہی دنیا سی بھی جاتا ہوں اوس قاتل کی پاس

چھن چھن کی جلوی حسن کی باہر نکل آئینکی آب
بیٹھی ہی یون ہی اگر تم پردۂ حایل کی پاس

نظارۂ جان بخش سی آزار کو دنیا ہی ملیگی
رخ سی نقاب اوٹھی ہوی بیٹھی ہی مہ کامل کی پاس

ہی دل تو اونکی بزم مین چلنی یہ حیلہ خوب ہے
کہدینگی تمسی کام کیا آی ہین اپنی دل کی پاس

یہ رونق دامن نہین اشک ندامت بعد قتل
بحر تمی مقتول کا محضر ہی خود قاتل کی پاس

ہر گام پر دشت بلا ہر اک قدم میدان حشر
جانا بہت دشوار ہی منزل تو کیا منزل کے پاس

اب فتنہ اوٹھنا ہی کوی اب انجمن برہم ہوی
بیٹھی ہو تم جاکر کہان اغیار نا قابل کی پاس

تحریر کے دون کیا ہوی لواور بہی نسبت بڑی
ہرکارہ تا رابن گیی جاکر رتبہ کامل کی پاس

گذرین گریبان کو اگر ثابت رہی دو چار روز
جا بیٹھا ہون آپ ہی مین ناصح جاہل کی پاس

ہین ناخن تدبیر ہی دقت بڑہانیکی رسی
پہندونکی صورت بنگئی ہر عقدۂ مشکل کی پاس

ہمکو نکالا کیسلیے در پر ہی ذینگی جان آج
بتلا ہی اب تم کہ ہ غلام تیری محفل کی پاس

ہو لیگی محمل نشین ناقہ سی کچہہ آگے رواں
جذب دل مجنون مگر پہنچا نہین محمل کی پاس

تنہا نہ اوسکو چہوڑتی گر چین دنیا کچہہ بہی
اللہ تجسی مانگتی ایک ذرہ دل ہم دل کی پاس

پہنچی تہ بحر فنا جب کشتی عمر رواں
آیا زبان موج پر لو آگئے ساحل کی پاس

قاتل بڑہا چہوڑ کر دشمن کو ایما سیر کا
ای کاش ہوتا نا زہری کہا ہوا بسمل کی پاس

جاتی ہی آہ نارسا گر مرغ کی جانب تو کیا
بجلی نی گر کر کیا کیا ایک کشت بیحاصل کے پاس

وصل تیا نکی غیر سی تم اور سا لک المجا
حسرت بڑہانی ہی اگر سایل گیا سایل کے پاس

مین ہوا زینت مکان قفس
دود افغان ہی بنا سائبان قفس

لو اسیر و کرو بیان چمن
اور مجھی ہو بیان قفس

ضعف سی مین نظر نہین آتا
جان صیاد مجکو جان قفس

تو سمجھتا نہین میری صیاد
مین سمجھتا نہین زبان قفس

لگ گئی لب تک آہ آتش بار
اب خدا ہی نگاہبان قفس

نہین آتی خبر رہائی کی
طالع بد ہی پاسبان قفس

کسکی فریاد نی ہلائی ہے
کسپہ ٹوٹا ہی آسمان قفس

سالک آنی سی ہوتے ہوگا
فایدہ اپنا اور زیان قفس

عالم تمکشی مین یہ میرا ہوا کہ بس
اونکو فلک نی کرکے ملامت کہا کہ بس

بیٹھی ہوی ہین کیا وہ کنار رقیب مین
ہوتا ہی خود بخود یہ مرا دم خفا کہ بس

لکھتا خرابیان میری قسمت مین اور بھی
بولا قلم ہی کاتب تقدیر کا کہ بس

ہم مر گئی تو حسرت وصل بتان رہے
جیتے رہی تو جینی مین یہ غم سہا کہ بس

اس ڈہب ابکی روئی یون نالہ کیجیے
بول اوٹھین ایکبار تو ارض و سما کہ بس

بیٹھی تہی اوس سی کہنی کو ہم ہجر ائی بجر
کچھ ہونٹ ہی ہلی تہی وہ کہنی لگا کہ بس

اتنک بہی ہوش میری ٹہکانی نہین ہوے
سالک کا حال بات کہ بسا سنا کہ بس

کیجی بیان خاک تیرے روبرو ہوس
نکلی ہی کسکی تجھسی بھلا کینہ جو ہوس

کیونکر سما گئی ہین دل تنگ مین خدا
ارمان حسرت آز امید آرزو ہوس

اس جستجو مین ایک نہ خراب ہی
کرنا نہ وصل یار کی ہرگز عدو ہوس

اوس بزم کی ہون دُرد کشو نمین کہ جسمین ہے
مینا امید جام تمنا سبو ہوس

ای آنکھ کور ہو جو تبون پر کبھی پڑے
ایدل دو نیم ہو جو رکھی انکی تو ہوس

دیکھا شب اوسکی بزم مین سالک پہ کیا بنی
کہوتی ہی آدمی کی ضرور آبرو ہوس

قیمت دل کو پوچھو کہے کیا کوئی
دل ہی لینی کا نہ دیکھی جو خریدار کی پاس

بادہ نوشی کو ملے ظرف سفالین اچھے
بنتی ہی مسجد نو خانہ خمار کے پاس

بند کس واسطے آواز ہوے ماتم کی
کہین آ بیٹھی ہین وہ میری عزادار کے پاس

یون تو بیباک بجا ئینگے دو ہر روز وہان
گھر بنا لیتی ہین ہم خانہ اغیار کے پاس

دیکھکر اپنی سی بدتر کو تسلے ہو جاے
ہم شفا پاتی ہین اگر تیری بیمار کے پاس

آشنا ہی سر وحشت زدہ میرا سالک
جتنی تپہر مین پڑی دامن کہسار کی پاس

ملی نہ فرصت جانبخش سی ذرا بھی کبھی نقاب عارض
مگر سمجھتی نہین ابھی تک تم اپنا جلوہ حجاب عارض

نہ دشت امین مین ذکر اسکا نہ طور ہی پر کبھی جمکا
نہو نظر مین جو تیرا جلوہ تو ہر گو دون خطاب عارض

تصور اونکا ہی بجکو ہر دم شبکو تسکین نہ چین دیتا
ہوی ہین اوقات میری بالکل تباہ کاکل خراب عارض

خوشی کی کثرت اگر ہوا و نکو تو بسکی کہ ہین آنسو — زیادہ یہانتک ہین اپنی حد سے نہ ہری عارضمین اے عارض

یہ رنگ رم عدو تو دیکھو کہ لالہ پر دے کئی ہین حائل — نقاب یہانتک وہ گو ہین مشکی ہی غیرت حجاب عارض

الہی میری جگر فگاری قبیب سنکر او نہین شاد ہین — وہ مصلحت ہے سمجھکے آہستن کہا نیکو ماہتاب عارض

نظر فراہی جہان ہی جلوہ تمہارا احسان سب پہ ہوگا — اوٹھا و عارض سے تم جو پردا تو گہنے لگی تاب عارض

یہ نام جسکا قمر رکھا ہی مجھ مین ہی ہی ایک داغ لیکیا ہے — سمجھ تو دیکھو سمجھ رہا ہی فلک اسی کو جواب عارض

کہین الہی شب جدای تمام ہونیکو آگئی ہے — نمود صبح خبر ہو شاید کہ مین نے دیکھا ہی خواب عارض

ہوی یہ حال زبون کی شہرت کہ او شبی محبت سے ہو چھپایا — بنای نگ شکستہ میرا بہت دنو مین نقاب عارض

نہ پوچھو ہم سی کہ کیا سبب ہے سیاہ روزی کا اپنی سالک
چمک ہای بہت دنون سی عدو پہ وہ آفتاب عارض

پند کا ناصح ہی اور مین درد الفت کا مریض — اس زمانہ مین ہی ہر ایک اپنی عادت کا مریض

ہی ازل آورد یہ آزار اپنے عشق کا — چارہ گر دیکھا ہی کوئی اتنی مدت کا مریض

بعد میری کسکے آگے روی جاکر پند گو — ہوگیا بیچارہ آخر ترک عادت کا مریض

محفل اغیار مین جاتی ہو جاؤ رشک کیا — ایک پروانہ ہی وہان سوز محبت کا مریض

عیش ہو یا رنج ہو ہر رنگ مین خاموش ہون
شکر کا عادی نہ مین سالک شکایت کا مریض

مجھ ناتوان پہ حشر مین وہم فغان غلط — مین گفتگو کی تاب کہون یہ گمان غلط

سب آنکھ بند کرکے عدم کو پہنچ گئے — کرتا نہین یہ راہ کبھی کاروان غلط

وہمو کی سے کہنچتا ہی سوی نجد جذب قیس
کرتا ہی یہان کی راہ ہر اک ساربان غلط

تم بہی وہی کہو تو کہین سب بجا درست
مین بہی وہی کہون تو کہی ایکہان غلط

نار جحیم ہی کی فقط ایک مثال دون
تا سمجہو تم نہ شکوۂ سوز نہان غلط

بندی کے حقین آپ ہی جاہین جو کچہ کہین
سیر نجوم و گردش ہفت اسمان غلط

گرمی سی اسکی حسن کی کسکا بگر جلا
تشبیہ مہر و روی نکوی بتان غلط

کیہی اسیر خواہش سنبل کو نی ہوا
دینی مثال کاکل عنبر فشان غلط

سچ ہی کہ آدمی کو غرض آدمی سی ہی
واعظ بیان دلکشی حور جنان غلط

کہکر تمام سالک غمگین کا ماجرا
مینی کہا غلط ہے تو بولی کہ ہان غلط

قصہ پاتا ہے چین بہیان رہکر
رہتی ہے میری گہر بلا محفوظ

سالک آفت ہی عشق اوریون تو
ہر بلا سے رکہے خدا محفوظ

وصل مین تہا لطف گر تہا لحاظ
کہو دیا اے نشہ صہبا لحاظ

لیتے لیتے نام دشمن رہگئے
رہگیا ہے اب تو بس تنہا لحاظ

دہر مین پہیلین میری رسوائیان
سالک اب خدا دین کسکا لحاظ

اوس شعلہ رو کی سامنی مسوت ہے شمع
جلکر بنکونکہ آنکہہ ہی آنسو بہای شمع

وہ آگیا ہی بزم مین یا ہوگئی ہی صبح
کیون گم ہوی ہی بارخدایا ضیای شمع

اوسکا خیال ہی مجھی شمع و چراغ ہی
حاجت نہین مزار پہ کوئی جلای شمع

شبہای تار ہجر مین ڈہونڈون سحر کو مین
کہدو کہ آفتاب کی کوئی دکھای شمع

دلکا بخار روکے نہ ہرگز نکل سکے
آنکہون ہی کیونکہ تش دلکو بجہای شمع

اوسکی فروغ حسن سے آتی ہی بی نمود
پروانہ گر چراغ ہی دہوندی نپای شمع

فرماؤ اپنی عارض روشن کا کچہہ علاج
مانا شب وصال نہ کوئی جلای شمع

اس گرمی سخن سے جلاتا ہی جی فقط
خاموش اگر نہو نہ آرام پاے شمع

سالک جو مستعار دی پروانہ پر اسے
اوسپر نثار بزم مین ہونیکو اے شمع

انصاف کی ہی مرگ سی ای فتنہ گر طمع
پوچہین نہ پوچہین حشر مین ہمکو مگر طمع

انعام کی ہی مجہسی عبث بخیہ گر طمع
رکہتا ہی اور زخم کی تیرا جگر طمع

چندی رہین جو نالہ یہی نارسایان
بجا مانگی ہماری ہمیدا اثر طمع

زاہد نی خواب مین کہین دیکہا ہی باغ خلد
اہل خرد تو کرتی ہین کچہہ دیکہکر طمع

دونو جہان ملتی ہین اونکی عوض مگر
اللہ بڑہگئی ہی میری کسقدر طمع

کرلی فلک سی عشق تقضا سے لگای جی
لیکن رکہی نہ وصل بتانکی بشر طمع

مین نی کہا کہ نیم نگہ دل کا مول ہے
ہنسکر کہا خدا سے ڈرو اسقدر طمع

دشمن ہو درمیان تو نہین وصل بہی قبول
مین اور تجہسی ای فلک کینہ ور طمع

سالک کا نام بی نقط اور وہ بھی بی نقط
گھیرے نہ اوسکو کیونکہ رہے بیشمار طمع

کب تک غم فراق مین انسان اوٹھاے داغ
نعمت تو کچھہ نہین ہی کہ ہر روز کھاے داغ

کہویا برہنگی کو میری سرسی پانو تک
کیا ٹھیک آگئی ہی میری تن پر قباے داغ

مانا کہ مین ہی حشر مین کوثر کو پی گیا
پر کیونکہ جائیگی تپش دیر پاے داغ

بچ جاے جان آتش بے زینہار سی
یارب درون سینہ ہو دوزخ بجاے داغ

ظاہر ہون آہ شعلہ فشان سی تو کیا علاج
مانا کہ جی کی جی ہی مین ہنسی چھپاے داغ

پہاہا دہرون جو مرہم کافور کا کبھی
اوسکو بھی پیرہن ہی سمجھکر جلاے داغ

فی نالہ فی فغان ہی نہ فریاد ہی نہ آہ
اب رہگیا ہی سبکی عوض لب پہ ہاے داغ

مین فی شب فراق مین تاری گنی تمام
تجھسی بھی ایفلک سے گنتی مین آے داغ

ظلمت کدہ سی اپنی ہو باہر کسی طرح
آشوب حشر کو کہین رستہ دکھاے داغ

تجھسی نہ ایک مہر بھی ایچرخ چھپ سکا
ایسی ہزار سینہ مین ہمنی چھپاے داغ

سالک کہلی ہین داغ جگر پر کچھہ اسقدر
پیدا ہوی ہے دیکھہ کی دلکو ہواے داغ

روشن ہماری قبر کا ہی جاودان چراغ
رکھا ہی داغ عشق نی دل مین نہان چراغ

داغ درون سینہ بجھی ہین نہ بجھہ سکین
بجھتا نہین جو ہوتہ دامن نہان چراغ

دیکھو گی صبح لیتی ہے کسطور انتقام
پروانہ کو جلا کی ہی نازش کنان چراغ

اچھا ہی داغ دوریٔ دنیا لگا رہے
بعد فنا لحد مین میسّر کہان چراغ

مجھسا ہی تو بھی تفتہ دروں گر نہین تو کیون
باہر نکل پڑی ہی دہن سی زبان چراغ

روشن بیان کہین میری اوستاد سا پائین
سالک اگر ئی پھرین اہل جہان چراغ

مین عدم سی جو چلا عالم امکان کی طرف
آنکھہ پہلی ہی پڑی کوچۂ جانان کی طرف

وہ میری چاک گریبان کا ملامت گر ہی
یہان نظر پڑتی ہی ناصح کی گریبان کی طرف

گر چلون اور طرف جیسین ارادہ کرکے
پانو پڑتی ہین میری کوچۂ جانان کی طرف

قابل دید ابھی سی ہوی وحشت اپنی
کہتی ہین سیر کو آئینگی وہ زندان کی طرف

آسمان خاک مین شاید کہ ملا کر رویا
نظر آتی ہی گھٹا گور غریبان کی طرف

ڈر گئی دیکھہ کی گھیر پری تنہونکا ہجوم
صبح مونہہ کر کی نہ سوئی شب ہجران کی طرف

وہ چلی بہی گئے اغیار کی جانب سالک
کون آتا ہے میری کلبۂ احزان کی طرف

آب سر شک کیونکہ ہو چشم پر آب صاف
ہی کب غبار سی دل خانہ خراب صاف

کیون بات مونہہ سی صاف نکلتی نہین تہی
قاصد اگر ملا نہین دہان سی جواب صاف

مظلوم بیکنہ کو کوئی پوچہتا نہین
کہدی نہ مجہہ سی داور روز حساب صاف

اچھون مین ایک عیب بہی سالک ضرور ہے
کہتا ہی دیکھہ داغ رخ ماہتاب صاف

دراز اتنی نہوتی جو داستان فراق
تمام حشر کی دن کرتی ہم بیان فراق

ہماری لب سی گیا ہنستے ہنستے نالہ نکل
گئی وصل مین بہی عادت زبان فراق

ہوی نہ اونسی میسر کبہی ہم آغوشی
مٹا نہ دلسی میری داغ جاودان فراق

سنی کسی نی نہ زنہار سن سکی کوئی
زبان پر لاون اگر سوز شش نہان فراق

لب آشنائی شکایت کبہی نہو ہمانگ
کہ ہوگیا ہون بہت کہنہ کاردان فراق

ندیتے رخصت اونکو دیتی سر تک
جیا اب کون نالے کے اثر تک

دعا یہ مانگ کر جاتا ہون گہر سے
نہ آون پہر کے یارب اپنی گہر تک

وہ مشتاق اسیری ہون کہ صیاد
بلایا دام مین مین نے نہ پر تک

وہی ظالم گیا جو رہگذر سے
ہجوم خلق تہا دشمن کے گہر تک

سنا کیون حال وصل غیر مین نے
جیا کیون بازگشت نامہ بر تک

شہادت مین شریک اوسکو ہی کرلون
چلی لیکر جو اوس قاتل کے در تک

یہی طول شب غم ہے تو سالک
قیامت ہمپہ گذریگی سحر تک

چہرکا ہی ایک کان کا زمہ نہ یہان نمک
ہو جائیگا جہان مین اتو گران نمک

پانی سے بدلی خاک پہ مجہہ دنفکار کے
برسای کیا عجب ہی اگر اسمان نمک

حسن ملیح عارض جانان پہ خط کہان
روئیدگی ذرا نہو نکلی جہان نمک

شکل ملیح دوست ہے سالک خیال مین
گفتار سی نکیونکہ ہو میری عیان نمک

ایک عمر سی ہی لب پہ میرے ہای دل
کوئی اگر سنی تو کہون ماجرای دل

کیا ایسی چیز ہی کہ کہین ہم نہ جای دل
جای پر اسطرح کہ کسی پر نہ ای دل

عرش عظیم جسکو سمجھتے تھے سو کہان
مانا کہ داغ دلکو سمجھ لین بجای دل

سب کچھ عیان ہی دیدۂ خونبار سے ترے
پوچھو نہ صورت جگر و ماجرای دل

ناچار صرف دیدۂ خونبار ہو گیا
دلمین جو غم سمای تو برمین سمای دل

سینہ مین ایک کہٹکتے ہی گرد رچہ رہی ہین
ای چشم دجلہ بار کہین بہ نجای دل

آواز بیٹہہ جای تو مجبور و رندہم
کرتی رہین گی بیٹہی ہوی ہای ہای دل

ہم اور اوسکو دیکہہ سکین بزم غیر مین
سالک ابہی تو دیکہئی کیا کیا دکہای دل

اوٹہہ کی درسی تیری کیونکر نہو جانا مشکل
ہمکو ہی اور زمانہ مین ٹہکانا مشکل

مجہسی خود رفتہ کو کیا لذت وصل جانان
وہ جوا مین ہی تو ہی پی کے مین آنا مشکل

صبح سی پہلی شب وصل یاد سان گئے
ساغر می مین ہوا زہر ملانا مشکل

ہاتہہ کیا چرخ ستمگار پہ اوٹہی میرا
ضعف سے دست دعا ہی ہو اوٹہانا مشکل

کہو دیا کرتی ہین عشاق اسی طور سی جان
تمنے پروا نیکے جلجانی کو جانا مشکل

کوچہ یار ہی جنت ہی عدم ہی کیا ہی
آدمی کو ہی وہان جاکے پہرانا مشکل

کیونکہ ممنون نہون مین اپنی گرانجانیکا
اونکو نظرون سی ہوا میرا گرانا مشکل

پہلی ہی تیشہ یہ بولا تہا دم کو بکنی
کوہکن صدمۂ فرقت ہی اوٹہانا مشکل

کس سیاہی سی خدا جانی لکہا کرتی ہین
خط تقدیر جبین سی ہی مٹانا مشکل

کام سالک نکل آتا ہی وہ نادانون سے
جان لیتے ہین جبی مردم دانا مشکل

مایوس و ناامید ہین کیا مدعا سی ہم
کہتی ہین اور کہتی ہین کس التجا سی ہم

آی نہ باز تا بہ قیامت وفا سی ہم
کیجی ستم کینگے نہ ہرگز خدا سی ہم

ہی حسرت پیام تو رشک پیام ہی
خط دیکے پہیر لیتی ہین باد صبا سی ہم

کاش ای سپہر تجہسی ہی کہتی تو سہل تہین
وہ خو آہسین جو رہتی ہین اوس جفا سی ہم

ہی چارہ گر کو لاف مداوای درد عشق
مونہہ پر تو کچہہ ہی کہہ نہین سکتی حیا سی ہم

کہتی رقیب ہی کی طرح سی تو ہانتے
عرض وصال کرتی ہین کیون التجا سی ہم

فرط نشاط وصل سی ڈر ہی کہ مرنجائین
ذکر غم فراق ہی چہیڑین بلا سی ہم

ہو جای گر وصال تبان کی دعا قبول
ساری خدائی مانگ لین سالک خدا سی ہم

آخر تو لائین گی کوئی اُفت فغان سی ہم
حجت تمام کرتی ہین آج آسمان سی ہم

ہین شوق مین دلیل قدم کی نشانسی ہم
آگے بڑہی ہوی ہین بہت کارداں سی ہم

تم آگئے تو ہوش کہان میزبان ہو کون
آج آپ اپنی گہر مین ہین کچہہ میہمان سی ہم

یہ جستجو ہی یار کی خود رفتگی نہین
کیا جانی کتنی دور گئی اہل جہان سی ہم

کیا کیا حکایتین نہین دل مین بھری ہوئین
چپ ہو رہی ہین کثرت عجز بیان سی ہم

بی اختیار راز نہان اونسے کہدیا
مجبور آپ ہو گئے اپنی زبان سی ہم

چپ چپ پڑی ہوی تہی اہی خانقاہ مین
کچھہ کچھہ کہلی ہین بعت پیر مغان سی ہم

یہان بہی زمین پر نہ ٹکی پانوایک جا
گردش مین کم رہی نہ کبہی آسمان سی ہم

یہان جسکی جستجو ہے وہ منزل ہی اور ہے
تتی نہین ہین جان کی خود کاروان سی ہم

سالک خبر نہین کہ پس از مرگ کیا بنی
چہوٹی ہین اپنی زعم مین ہجر تپان سی ہم

یون عیان تجکو دیکہتے ہین ہم
کہ نہان تجکو دیکہتے ہین ہم

نہین وا دیدہ ما سوا در کار
بی نشان تجکو دیکہتے ہین ہم

غیر کی وہان نظر نہین جاتی
اب جہان تجکو دیکہتے ہین ہم

دیدنی کچھہ نہین زمانے مین
جاودان تجکو دیکہتے ہین ہم

جان دینے پہ کیون نہ ہو راضی
جانستان تجکو دیکہتے ہین ہم

یون کرین تجکو پائمال عدو
آسمان تجکو دیکہتے ہین ہم

یون وہ گل گشت کو چلے آئین
گلستان تجکو دیکہتے ہین ہم

آج اپنا کہا سنا ہو معاف
ناگہان تجکو دیکہتے ہین ہم

آرزو گو کہ ایک حرف ہے تو
داستان تجکو دیکہتے ہین ہم

نکرین اب کلیم سے بھی کلام
ہمزبان تجکو دیکھتے ہین ہم

ہم اور اغیار سے گلا تیرا
بدگمان تجکو دیکھتے ہین ہم

اور کرنا ہے چرخ کو دشمن
مہربان تجکو دیکھتے ہین ہم

اوسکا آنا یقین ہی کیا سالک
نگران تجکو دیکھتے ہین ہم

رسم الفت سے نہین آگاہ ہم
ضبط کی جا کھینچتے ہین آہ ہم

سر جھکا کر بند کر لیتے ہین انکھہ
ڈھونڈتے ہین کس گلی کی راہ ہم

دشت الفت کو کئی مٹھی ہن طے
نام کو ہین سالک گمراہ ہم

حسن کی کس شی سے پیدائی نہین
واہین یون انکھین کہ بینائی نہین

عقل کو کامون مین تیری دخل کیا
اپنی دانائی ہے دانائی نہین

ہین تیری بیمار کتنے اہل ظرف
لب پہ دعوائے مسیحائی نہین

تو ہماری ساتھ ہی ہر حال مین
ہمکو خلوت مین ہے تنہائی نہین

کب ہوئین انکھین تصور مین نہ بند
کب تیری صورت نظر آئی نہین

کس جگہہ ملتا نہین تیرا سراغ
دشت مین ہی عرش و پہنائی نہین

نور ذات کبریا ہر شے مین ہے
کس صفت مین جلوہ آرائی نہین

ہم ہین یون گم گشتہ اوسکے راہ مین
عمر بھر اپنی خبر پائے نہین

بند تہین آنکہین تو کچھہ پردہ تہا
کہل گئی آنکہین تو بینائی نہین

چاہئے ہر مو سے حمد کردگار
آدمی محتاج گویائی نہین

قصد سالک کب کیا توحید کا
ٹہوکر اس رستے مین کب کہائی نہین

یاد اوسکی بزم کب آئے نہین
ایک جہان ہی کنج تنہائی نہین

شور افغان سنکے لب پر آگیا
دل مین جس غم نی جگہہ پائی نہین

چارہ گر لذت شناس درد ہون
احتیاج چارہ فرمائے نہین

تہی شکیبائے علاج اضطراب
چارۂ رنج شکیبائے نہین

کارگاہ بے ثبات دہر کیا
آفت جان تماشائے نہین

ہون نہ جب مختار اپنے فعل کے
پہر کسی پر جرم خود رائے نہین

بیخبر ہے حال بد سی میری کون
عشق مین کس سی شناسائی نہین

لائینگے شور فغان سے آج ہم
وہ قیامت جو کبہو آئی نہین

قدر کیا نیرنگ قدرت کی اوسی
آپ جو اپنا تماشائے نہین

ایک ہوتے ہم ہے سالک دہر مین
پر کوئے تدبیر بن آئے نہین

دل جہان سی اوٹہای بیٹہی ہین
سبکو دیکہے دکہائے بیٹہی ہین

چاک دامن یہ کہہ رہا ہے کہ ہم
دل کے ٹکرے اوڑائے بیٹہی ہین

وہ سر بزم حال کیا پوچھین
میرے مطلب کو پائے بیٹھی ہین

اب اجل کیونکہ آئیگی دیکھون
وہ عیادت کو آئے بیٹھی ہین

کرتے ہین یون دعا کہ ہم گویا
ہاتھہ اثر سے اوٹھائے بیٹھی ہین

اگر آتے ہین وہ تو آنے دو
ہم بھی انکہین بچھائے بیٹھی ہین

اوسکے دل مین اثر کرائے گریہ
غیر کیا کچھہ بتائے بیٹھی ہین

اوسکے وعدہ کو جانتے ہین ہم
شام سے زہر کھائے بیٹھی ہین

درہمی وحشت زدونکو خود نہ اوٹھا
یہ کوئے ایک جائے بیٹھی ہین

اتبو لب تک بہی آ نہ اے نالہ
ہم تجہے آزمائے بیٹھی ہین

تم بہی کر جاو پامال کہ ہم
نقش ہستی مٹائے بیٹھی ہین

کسکو دیکہہ آئے حضرت سالک
آج کچہہ موہنہ بنائے بیٹھی ہین

گذاری زندگی کوئے بتان مین
میری گردش مجہی لائی جہان مین

ادہر بجلی ادہر خس آشیان مین
خرابی اپنی مضمر ہے فغان مین

تیری کوچہ کی مجہپر راہ ہے تنگ
کہ آنا ہے نگاہ پاسبان مین

سراپا جان کی صورت ہے مفہوم
رہا کیا اب تمہارے ناتوان مین

سنو اچہی طرح اور پھر نہو رحم
اثر ہے یہ ہماری داستان مین

ازل سے تا ابد ہے ایک ہی سانس
دہرا کیا ہے حیات جاودان مین

دغا دیتا نہ کچھہ دن اور اے صبر
ستم آخر ہے اسکے امتحان مین

کہون خواہش نہ تم سے پر کروں کیا
زبان کو آپ جنبش ہے دہان مین

دل بیتاب سے دم ناک مین ہے
مجھے جانے دو بزم دستان مین

خدا پر کام اپنے چھوڑ سالک
نہ اندیشہ سود و زیان مین

احباب عیادت کو میری آئی ہوئی ہین
پر حال کچھہ ایسا ہی کہ گھبرائی ہوئی ہین

ہم بیٹھی ہین یون منتظر اوس راہگذر مین
گویا کہ اوسی شوخ کی ٹہرائی ہوئی ہین

آنا ہے تو آجاؤ کہ حیلہ نہون آخر
اب تک دل بیتاب کو بہلائی ہوئی ہین

ای غیر نہ جانا کہین اس لطف پر اونکے
مدت سی اسی دہوکے مین ہم آئی ہوئی ہین

یون پوچہتی ہین حال کہ سمجہے نہین گویا
ہم خوب سمجہتی ہین کہ سمجہائی ہوئی ہین

ممکن نہین وہ آنکہہ اوٹہا کر مجھے دیکہین
یون بزم مین بیٹھی ہین کہ شرمائی ہوئی ہین

انکار ہم آغوشی مین اغیار بجا ہے
گل میرے ہی بستر پہ تو کملائی ہوئی ہین

تاثیر ہی افسردہ دلی کی کہ نئے زخم
ہر چند نمک سود ہین مرجہائی ہوئی ہین

جب تھک کے تیری راہ مین بیٹھے تو کھلا حال
جو کہوی گئی ہین وہ تجہی پائی ہوئی ہین

زانو پہ ہی سر بیٹھی ہین دروازہ پہ سالک
کیا محفل جانان سی نکلوائی ہوئی ہین

مریض عشق ہون کب تک دوا کیئے جاؤن
دوا اثر نہین کرتی دعا کیئے جاؤن

ضد اونکو اور ہو کیون التجا کئی جاؤن
عدو کی حق مین کہان تک بھلا کئی جاؤن

شب وصال کا آتا ہی گر خیال کہی
تو چاہتا ہون یہی تذکرا کیے جاؤن

قیامت آئی نہ جب تک تم سامنے آئے
کہ مین فغان سی قیامت بپا کئی جاؤن

ادہر وہ ناز کہ پوچھین نہ بات ہی سنکر
ادہر یہ عجز کہ مین التجا کئی جاؤن

شکیب و تاب ہے تو ان مجکو دیکھی ہین جو آپ
تمہین کہو کہ کہان تک وفا کئی جاؤن

ہجوم نالہ و افغان سی لب فگار ہوے
یہ شکر تو نہین جسکو ادا کیے جاؤن

جوان تمہون سی خدا اپکی پیر دنی لکو
تو دل مین ہی کہ خدا ہی خدا کئی جاؤن

پہر بھی وہ تو خموشی بہی کارگر ہوگی
اثر نہین ہی تو پہر کیون بجا کئی جاؤن

میری فسانیکو کافی اگر ہو روز جزا
بیان دا در روز جزا کیے جاؤن

بلا سی کیون نہ درازی شب فراق کو ہو
بیان قصہ زلف دوتا کئی جاؤن

اگر رقیب کے کہنی سی تم نہ دو آزار
سپاس لذت جور و جفا کئی جاؤن

خدا کری کہ سمجھ جائین یہ کنایہ وہ
ابہی تو چرخ برین کا گلا کئی جاؤن

سنی نہین ہی مگر تمنے بیوفائی عمر
تمہین کہو کہ کہانتک وفا کئی جاؤن

نقاب چہرہ سی الٹو کہین کہ مین کب تک
شکایت نگہ نارسا کیے جاؤن

یہ کیا ضرور ہی ہو جای آج وصل تہان
خدا کبہی تو سنے گا دعا کیے جاؤن

کہین سی زہر ہی لاؤ تو سالک بیخبر ہو
مریض عشق ہون کب تک دوا کیے جاؤن

دام دلکی وہ اسطی رکھتی ہین دلبر ہاتھہ مین
یون تو موتی ہین لکیرین ایک سی ہر ہاتھہ مین

دیکھنا شوق شہادت مین اوزنسی کیہون
آپ سی اکثر لئی پھرتی ہین خنجر ہاتھہ مین

برق ہی سیماب ہی ایک شعلۂ جوالہ ہے
سچ تو ہی دلکو ہماری لین وہ کیونکر ہاتھہ مین

چاہئی اتنا تو چشم مست ساقی کا اثر
ہاتھہ سی اوسکی لیا جائی نہ ساغر ہاتھہ مین

رنگ اصلی ہاتھہ کا رنگ حنا پر چھا گیا
سبھی وہ زنگ حنا ٹھہرا نہ دم بھر ہاتھہ مین

ہمنی مانا بی سر و سامان رہی ہم عمر بھر
تیری کیا جاتا گا چرخ ستمگر ہاتھہ مین

سالک وحشت زدہ جنگل سی کیا پھر آگیا
شہر کے لڑکے لئی پھرتی ہین پتھر ہاتھہ مین

ترک کیفیت دنیا ہمین منظور نہین
ورنہ ایکدم مین پہنچتی ہین عدم دور نہین

پوچھتے ہو کہ بھی غیر کے گھر دیکھا تھا
جان کی خوف سی کہدیتی ہین مجبور نہین

رخصت ایکدم کی سیر ان قفس کو صیاد
کہ اب آجاتی ہین اتنا تو چمن دور نہین

غیر سی کام ہی تخریب جہان سے کیا کام
لوگ کیون ڈرتی ہین نالہی میرا صور نہین

بدگمان مرگ سی ہی چارۂ حرمان مطلب
ہوس خلد نہین آرزوی حور نہین

چارہ گر اتو یہ حالت میری پہنچی ہی کہ بس
وصل جانان بہی علاج دل مہجور نہین

دیکھنا صبح شب وصل بہی ہی کیا ہی بلا
مین تو مین شمع کی بہی مونہہ پہ زدا لور نہین

پای جاتی ہین بری داغ جگر کی اطوار
گرچہ اتنک یہی کہتی ہین کہ ناسور نہین

کیا کہون حالت بیتابی امید جواب
کوی جانان مین چلا جاون یہ مقدور نہین

کبھی کہتا ہون کہ قاصد کو کیا قتل اوسنے
کبھی کہتا ہون کہ ایسا کہین دستور نہین

آج جاتی ہین ہم اوس بزم مین سالک کہ جہان
رحم کا ذکر وفا کا کہین مذکور نہین

ہم ہی جو نالہ ای فلک کینہ جو کرین
تو ہی بتا کہ تیری کہان جستجو کرین

آجای دل مبادکسی ظلم دوست پر
پہلے ستم کشی کی فلک ہی سی خو کرین

کب دیکھنی قفس سی رہای نصیب ہو
کیا آمد بہار کی ہم آرزو کرین

کچھہ تو رہے نمود ہی اب ضعف دیکھنا
گر حشر مین خدا کے مجھے روبرو کرین

جس خاکپر کسی سی گری ہو کہین شراب
وہ خاک صرف کوزہ وجام وسبو کرین

یہان مثل گل ثبات ہی یکروزہ ای نسیم
باغ جہان مین کیا ہون رنگ و بو کرین

ہمکو ستم کشی کی عوض مین بہشت ہی
کیونکر نہ شکر جور وجفای عدو کرین

ممکن ہی خون نہ ٹپکی رقیبون کی آنکہ سے
زخم دل وجگر کی جو ہم گفتگو کرین

یاد شت یاوہ کوچہ ٹہکانے یہی ہین دو
سالک ہم اور تیری کہان جستجو کرین

ہوا ہون جادہ پیما جب سے مین دشت مغیلان مین
کہ ای مجنون نشان پانہ تہا تیرا بیابان مین

غضب کے ہین شکاری ان بتون کی چشم فتان مین
نظر آتی ہین زخمی سینکڑون کی دین وایمان مین

نہ وہ آئی ندای شب جدہ مگر یارب
ہماری نید لیکر سوی اوسکی پانو دامان مین

سبکدوشی نہ بعد قتل بہی ہمکو ملی قاتل
کہ پاتے ہین زیادہ بوجھہ سر سی تیری احسان مین

یہ حیرت چھا گئی آتی ہی اوسکی اہل محفل پر
کہ سب مین اور پھر گویا نہین کوئی شبستان مین

گناہ تہمت معشوق اچھا ایک بہانا تھا
رہی ہمراہ یوسف ہی زلیخا کیون نہ زندان مین

جنون عشق ہی مجکو خجل کیا ہون ندامت سے
گریبان ہی نہین ناصح کہ مونہہ ڈالون گریبان مین

میری شوراب گریہ کو چھڑکدی زخم پر قاتل
نمک تیز اسقدر ہوگا کہان تیری نمکدان مین

ہماری ناتوانی جامع اضداد ہے گویا
گران ہین پست کے دل پر سبک ہین چشم دربان مین

جو اچھی ہین وطن سی ہی نکلکر رتبہی ہین اچھے
وہی باہر ہی قدر بوی گل جو ہی گلستان مین

نہین تھا نقش کوئی نام گر عالم فریب اوسمین
تو کیا تہا پہر نگین خاتم دست سلیمان مین

سر شک افشانیون نی جوش وحشت کا مزا کھویا
کسی جا خاک اوڑانیکو نہین ملتی بیابان مین

بیان عارض دلدار مین کب چین اتا ہے
کوئی رخنہ نہ جب تک ڈالئی مصحف درخشان مین

بلند اختر بخت زلیخا کی سمجھ اوسکو
نہین یہ حضرت یوسف کا گرنا چاہ کنعان مین

غنیمت ہی جو ہو کر فتنہ محشر ہی رہ جاے
خدا جانی بہار ہی کیا ہی اوس چشم فتان مین

نبائین آدمی اس خاک سی جب حال ظاہر ہو
کہ کیا کیا حسرتین مٹی ہوئی ہین کونی جانان مین

میری ہمراہ وہ گل پیرہن ہی گر نہین سالک
تو مین کیا خاک اوڑانیکی لئی جاؤن گلستان مین

اوسپر پہنچی تیری در پر اودہرای شبستان مین
نہ ٹہیرے لاغری سی ہم کبہی چشم گہبان مین

چھڑایا ابکی یہ فصل خزان نی جی گلستان مین
چمن کیسا نہ باندہون آشیانا باغ رضوان مین

ظہور صبح محشر تک نہ لے کروٹ ہی وہ کشتہ
سلای جسکو تو ای تیغ قاتل اپنی دامان مین

ملا کیا جذب الفت ملگئی گویا خضر تجکو
کہین جاتین پہنچ جاتی ہین لیکن کوئی جانان مین

سماے بزم مین کیونکر تیری عشاق کا مجمع
زیادہ اوس سے در پردہ ہی جو کثرت ہی شبستان مین

نہ دیکہا تیرا جلوہ ہی جو دنیا مین تو کیا دیکہا
رہا ایک کورما در زاد گویا مشہر قستان مین

اگر جذب لیخا الفت یعقوب سی کم تہا
کوئی مین گرگی یوسف کیون اوٹہی آنکہان مین

زبان پر آی دل کی بہید سب مضمون بنتے
پشیمان ہین ہم اپنا نام لکہکر اپنی دیوان مین

ادہر روتی بہی دیکہا اودہر شمن مین جانی
مگر ہی چشمہ حیوان کا پانی چشم گریان مین

یہ عقدہ کہل گیا ہمپر کوئی حسرت نہ نکلیگی
کہ ارمان دل مین ہین اور دل ہے اوس لف پریشان مین

ٹہہادیگا بجہادیگا یہ گریہ گہر کوئی دم مین
ہم اوس کشتی مین بیٹہی ہین جواب آتی ہی طوفان مین

نکرانکا رخرق عادت پیر مغان زاہد
تصرف ہی کہ یون چلتا ہی ساغر زم زمدان مین

تصور سامنی رکہتا ہی وہ تصویر کا عالم
کہ ایک صورت نظر آتی ہی میری چشم حیران مین

بسر کینو نکر کردن طول شب فرقت یہ کہتا ہے
ازل سی تا ابد دو روز ہین ایام ہجران مین

قیامت کا بیان تو کرچکا ہم سن چکی واعظ
بہت کہیل ایسی ہی کی کہیلتی ہین کوئی جانان مین

تعجب ہے دعاے مرگ یون مقبول ہوجاے
مگر تہی آرزوی غیر شامل اپنی ارمان مین

جہکی جاتی ہی کیون ساتہہ انکہہ کی گردن شب وعدہ
دبی جاتی ہو تم تو آپ ہی کچہہ اپنی احسان مین

اگر لی آون لب پر ہی تو بہی مدعی کیونکر
نہان ہی اور ہی کچہہ راز اپنی راز پنہان مین

کیا پہر رفتگان کی غم کو تازہ مرگ سالک نے
بہروسا زندگی کا کیا ہی کیا رکہا ہی انسان مین

یون تو ناچیز خاکسار ہون مین
تیری دل مین ہون وہ غبار ہون مین

اختر آسمان وناصح وغیرہ
کس کس آفت سے اب دوچار ہون مین

میری لوح مزار لرزان ہے
بعد مردن بھی بیقرار ہون مین

میری پی زہد تو ریائی ہے
سچ ہے زاہد گناہگار ہون مین

جنبش نبض سے لرزتا ہون
چارہ کر اسقدر نزار ہون مین

کوئی دم نالہ سے نہین خالی
غم مین سبکا شریک کار ہون مین

ضعف سے گو نظر نہین آتا
نالہ سے سالک آشکار ہون مین

ای کائنات سیر کو تجھسا چمن کہان
پر تجکو مہلت مژہ بر ہم زدن کہان

مین ہی سیہ کلیم ہون کیا پوچھتی ہو تم
برق ستم گرا نگا چرخ کہن کہان

وہان ایک کھیل برہمی روزگار ہی
وہ انجمن آئین تو پھر انجمن کہان

خود رفتگی مین بادیہ پیما ہوا ہون مین
مجھسی نہ پوچھیو کہ ہی بیت الحزن کہان

رکھنی تہی ایک چٹکی دل مین خراش کی
تیشہ کی زخم مین ہنر اکو سکن کہان

دلکو کسی شکن مین چھپایا تو کیا ہوا
ظالم چھپیگی زلف شکن در شکن کہان

آوارگان بادیہ جستجوے یار
اب اس تلاش مین ہین کہ ہی اہرمن کہان

منظور رعب حسن کا ہی امتحان اوسے
یون بات پوچھتا تہا وہ بیدادفن کہان

لیکر خیال غیر نہ آؤ خیال مین
دل مین سمیگی یہ انجمن کہان

ہر داغ پر ہی داغ تو ہر زخم پر ہی زخم
تیرے داغ تازہ و زخم کہن کہان

ہو رشک ہمکناری دشمن تو دل کہے
آ تا فشار اوردہ نازک بدن کہان

لالہ بھی داغ کہا کی نکلتا ہی خاک سی
مرقد مین چین سا لک خونین کفن کہان

تم جیسے اچہا کہو لازم ہی مین اچہا کہون
غیر کی حقمین یہ کیا کہتے ہو سکو کیا کہون

جان ہی جای پر نہی اب جی ہی کہنا کہون
میری کہنی کو بھی گنجایش نہو ایسا کہون

شکوہ کب اپنی زبان سی ہو کہ ہو سکتا ہین
مین زبان غیر سی ہی آپ کو بیجا کہون

سر لکا ہی اونکی قدمونسی حیران ہون
اپنی سجدہ یکا نشان یا اونکا نقش پا کہون

باطن او نکاوہ کہ ہر دم دل پہ دزدیدہ نگاہ
گفتگو مین ہی یہ آتا ہی کہ بی پروا کہون

غور سی دیکہون اگر اپنی جنون عشق کو
مجکو سودا ہی کہ پہر صحرا کو مین صحرا کہون

راہ پر آیا نہ اس سی بھی دل بیراہہ رو
داغ ہجران کو چراغ راہ نا بینا کہون

وسعت آباد دل مشتاق وصل یار کو
آرزو کا ایک جہان امید کی دنیا کہون

امتحان تک دیکہی منتی ہی کیا کہہ جایگا
لطف مین جسکی ستم ہو پہر ستم کو کیا کہون

پستی طالع نے اس عالم کو اب پہنچا دیا
چاہی تحت الثری کو عالم بالا کہون

رحم کہا کردہ نہین سنتی کسیکی بات کو
کیون کرون فریاد و زاری راز کیون دلکا کہون

مر گیا مین اور نہ دیکہی اونکی ہی شام فراق
عمر اپنی نیمروز عشرت اعدا کہون

ہجر مین جس طور گذری یون ہی گذری جائیگی
وی کو امروز اور فردا کو پس فردا کہون

ہون موحد ماسوا پر کب پڑی میری نظر
غیر کو ساتھا ونکی گرد یکھون تو مین تنہا کہون

ہیچ ہون سالک مگر ہون وہ حقیقت آشنا
ذرہ کو مہر درخشان قطرہ کو دریا کہون

لہو کا رنگ میری چشم تر مین خاک نہین
کہ دل مین حال نہین اور جگر مین خاک نہین

تمہاری جی مین ہی باقی غبار کچھ اب بھی
دم آج عاشق شوریدہ سر مین خاک نہین

ہماری گریہ نی وحشت کی آبرو کھوئی
کہین اڑانی کو آتی نظر مین خاک نہین

قفس کو کیونکہ نہ دارالامان کہون اپنا
کہ تا بہ طاقت پرواز پر مین خاک نہین

عدو کی سامنی کیا خط کا مانگتا تھا جواب
تمیز عقل سمجھ نامہ بر مین خاک نہین

شگاف ڈالی ہین سیلاب نے یہانتک
کہ فرق اب میری دیوار و در مین خاک نہین

اوڑائی خاک یہانتک جنون الفت مین
کہ لوگ کہتے ہین سالک کے گھر مین خاک نہین

طلب وصل پہ کہتے ہو تبکرار نہین
خوش ہون دونفیون مین اثبات ہی انکار نہین

خاک پر میرے طرحی جو پڑا رہتا ہے
تجھ پہ عاشق تو ترا سایہ دیوار نہین

کیون نہ لون زہر بھی دیجائین اگر وہ مجکو
جیسی بیزار ہون کچھ اونسی تو بیزار نہین

اس زمانہ مین تو مر کر بھی غنیمت ہی نجات
مرض الموت سی بھی بہت کری آزار نہین

کر کی آرایش حسن آپ چلی کیون بیباک
خانہ غیر تماشا گہ بازار نہین

سو گئی پانو بھی کیا تیری طرحی اے نخوت
یہ دریا رہے اور طاقت رفتار نہین

تجھی دشمن کی ہی گردش پہ مدار شب و روز
ہان فلک صبح شب ہجر کے آثار نہین

کچھ خریدار سی بہی زیب ہی لی یا حسن
جنس تنہا سبب گرمی بازار نہین

یہان و فا ترک ہو وہان ظلم پہ کیونکر ہو نون
مجکو جو سہل نہین کیا او نہین دشوار نہین

مین تو معراج سمجھتا ہون پہنچنا لیکن
وہان چلا ہون کہ فرشتے کو جہان بار نہین

گر قناعت مین کوئی دو نو جہان دی سالک
تو کہون رہنے ہی دیجے مجھی درکار نہین

فی گرد سامنی نہ جرس کی صدا کہین
مین کارواں سی دور کہین کارہا کہین

تہوڑی سی رہگئی ہی میری عمر ہجر مین
ای صبر چند روز ذرا دغا کہین

ظلمت بقدر سایہ بڑہی اور بخت مین
ہوتی ہی یہان سعادت خال ہما کہین

کرنے پڑے ہین یار کی مرضی پہ کاروبار
ای آہ لب پر آکے نہوا رسا کہین

لکہکر تمہارا نام یہ بیخود ہوا ہون مین
اپنا بہی نام خط مین نہ لینی لکہا کہین

پرسش کا خوف ہی تو اوٹہانا نہ ایک گام
بیٹہی رہو کہ حشر نہو دی بپا کہین

کیون چپ ہوی وہ شمع کی شب وصل میرحال
اونکو خیال حد سے گیا کہین

ای شمع کاٹتے ہین زبان تیری کیلئے
مذکور بزم یار مین میرا کیا کہین

او ٹہتے کسی طرح سی نہین ہین دہانے وہ
ای گریہ تو ہی گہر کو عدو کی ٹہا کہین

سن سنکے رات بہر میری فریاد کو کہا
دیتا نہین ہی موت بہی اسکو خدا کہین

سو فار کیونکہ دل ہی تیری تیر کا ہدف
قاتل ہوا ہے گوشت سے ناخن جدا کہین

سالک اوسی عشق و ہوس مین ہی پشیان
کر پہچتانا پھر عدو بد دعا کہین

مجکو کیا تار جو باقی میری داماں مین نہین
سر تمہارا تو خجالت سی گریبان مین نہین

کچھ تغیر میری احوال پریشان مین نہین
ایسی عالم مین ہون جو عالم امکان مین نہین

یون ہین آمادہ زمانہ کی دل آزاری پر
آپ گویا کہ کسیکے دل نالان مین نہین

متبدل ہو کے نگاہ تغافل محشر بنجاے
وہ اشارہ کہ تیری نرگس فتان مین نہین

آتش افروز ہین داغ خفقان کتنے ہو
شعلہ گویا کہ چراغ تہ داماں مین نہین

لاف دیوانگی اور غیر مگر خیر ہے یہ
پھول پتہر کی جگہہ دامن طفلان مین نہین

صبح محشر ہی دکھاتی نہین جو یار مجھے
روز بد ہی تو نصیب شب ہجران مین نہین

دیکھہ تو توڑ کے سینہ کو ہے نکلا ارمان
کونسی حسرت تو تیری تیر کی پیکان مین نہین

یہان تیری عشق مین ظاہر سی ہی باطن کی
دل مین جو چاک ہین وہ چاک گریبان مین نہین

یہ بھی ہی طالع بد [illegible]

رشک ہی سب مین [illegible]

تو حضرت ہم جو سنا ہو سالک
وہ بھی جہان کہ مین کوچہ جانان مین نہین

مجکو گردش میری نالون کی بیابان مین نہین
پانو اوبھی ہوی کب چاک گریبان مین نہین

پھر تو کہیی کہ اثر نالہ و افغان مین نہین
جان لو خیر اوسی کی جو شبستان مین نہین

کاش گذری تو بھی روز قیامت نکے
پر گزرنکی گہڑی یہان شب ہجران مین نہین

آج داغط کوی دعوی ثبات اجرام
صور گویا کہ میری نالہ وافغان مین نہین

وحشت عشق کو ثابت قدمی بہی ضرور
قیس کا نقش قدم تک بہی بیابان مین نہین

ہوگیا دوق فزای خلش یاد مژہ
کون کہتا ہی کہ لذت تیری پیکان مین نہین

کیون میری پیرہن چاک سی نفرت ہی تمہین
آپ کی پا نو میری گوشۂ دامان مین نہین

سچ تو ہی رہگزر سیل مین ٹہیری کوی کیا
اب تصور ہی تیرا دیدۂ گریان مین نہین

صبح ہونی دو شب وصل یہ خبر ہی یہ زبر
کاٹنی عمر مجہے حسرت وارمان مین نہین

جوش وحشت نی میری دہر کو جاہل سمجہا
ایک مدت سی کوی طفل دبستان مین نہین

وہم ہم خلوتی غیر غلط ہی لیکن
کیون مجہی چین تیری سایۂ ایوان مین نہین

جوش نومیدی یعقوب بیکہون تو کہون
آج جو مصر مین ہنگامہ ہی کنعان مین نہین

اب تک جای تو اوسکا جگر و دل کو جلاے
کیونکہ مانون اثر آہ شرر افشان مین نہین

عشرت غیر تماشا میری ویرانی کہیل
واقعی نفع وضرر طینت خوبان مین نہین

دشت وحشت مین اوڑی پہرتی ہین اکرام سی ہم
جو صفت ضعف مین ہی تخت سلیمان مین نہین

جسکا ہر لفظ نہ وہ شوخ کنایہ سمجہے
شعر ایسا کوئی سالک میرے دیوان مین نہین

جو خواب مین تجکو دیکہہ پاین
یوسف کو خیال مین نہ لاین

گرتی ہین فلک سے جو بلائین
کیا ہو میرا گہر اگر نہ پاین

آجائیگا فرق ناز کے مین — محفل سی مجھے نہ اب اٹھائین
ہو تم بہی ستم شریک اوسکے — مین چرخ کی سہہ چکا جفائین
اعجاز ہی تیرا یہہ بہی ای عشق — سینے مین یہ حسرتین سمائین
ڈرتا ہون مین اپنی لاغری سی — ایسا نہو جی سے وہ گرائین

ہی بند در قبول سالک
پھر آئین زبان پہ کیون دعائین

جانا عدو کے بلہوسی کو برا نہین — کیا تم گناہگار کو دیتی سزا نہین
دشمن فلک نے مین پہ بہکانا زرا نہین — گویا ہماری واسطی کچہہ بہی نبا نہین
ہر دل عزیز یون ہی رہی تم جو چند روز — ملنی کا آشنا سی کوئی آشنا نہین
کہنی چلے ہین اوس سی ہم افسانۂ فراق — جو حرف حرف سنکی کہی کچہہ سنا نہین
پہرتی ہین داد خواہ تیری حشر مین خراب — تو پوچہتا نہین تو کوئی پوچہتا نہین
وہ عیش غیر کو ہی کہ جسکو نہین زوال — ہمکو ملا وہ درد کہ جسکی دوا نہین

سالک کسی نہین ہی میری حال کی خبر
وہ کونسی جگہہ ہی کہ نالہ گیا نہین

کیون میری نامہ کا جواب نہین — آسمانی کوئی کتاب نہین
پردہ رخ سے اوٹھا کہ قصہ طور — میرے ابرام کا جواب نہین
کیون ہون امیدوار روز جزا — ہم کسی جاسے کامیاب نہین

تم چلے ہو عدو کے پاس ضرور
فتنۂ حشر ہمرکاب نہین

ترک عادت بھی ایک عداوت ہے
مجکو تسکین ہے اضطراب نہین

ظلم دیکھو کہ شکوہ کرتے ہوے
اس وفا پر مجھے حجاب نہین

مجھسے دو چار ہی پہ صرف ہوا
کہ کبھی غیر پر عتاب نہین

کچھہ رسائی نگاہ کی ہی ضرور
پردۂ نہ فلک حجاب نہین

گھیر لیگے زمین کو سیل شرشک
یہ سمندر ہے کچھہ سراب نہین

جان لون کیونکہ زیست سی بدتر
مرگ بھگتا ہوا عذاب نہین

سب ہین اوس بزم مین مگر سالک
تو ہی اے خانمان خراب نہین

برق بنکر تیری مہجور جیا کرتی ہین
تپش دل کی تڑپنے سی دوا کرتی ہین

کاروانان قضا دیکھئی کیا کرتے ہین
روز ہم روز جزا روز جزا کرتے ہین

شکر کیجے مگر افسردہ سی ہوکر کیجے
تا وہ صورت ہی سی جانی کہ گلا کرتے ہین

نہین ڈرتے میری فریاد سی تم جانتی ہو
شعرا حشر زبانی ہی پیا کرتے ہین

شرم کی بات ہی دشمن سی مدد کی خواہش
کیون نظر جانب افلاک کیا کرتے ہین

یاس ہی وصل تبان سی کہ چلی ہم کعبہ
چارہ کچھہ بن نہین آتا تو دعا کرتے ہین

دیکھکر مجکو جو غصہ سی اوٹھی وہ سر بزم
سب نی جانا میری تعظیم سلو کرتے ہین

یار کا وصل تو کیا گر نہو قسمت سیدھی
سہل سے کام بہی دشوار ہوا کرتے ہین

جائی آپ ابھی صبح شب وصل مگر
دیکھتی جائی ہمکو بھی کہ کیا کرتے ہین

کٹ گئی عمر یونہین حضرت ناصح افسوس
ہم سنا کرتی ہین اور آپ کہا کرتے ہین

یہان وہ ازار پسندی ہی کہ ہس قسمت پر
چرخ سی ہم گلہ بخت رسا کرتے ہین

غور سی دیکھہ کہ معدوم ہین ہستی کی نقوش
پرو دلکش ہین کہ آنکھون مین رہا کرتے ہین

کیا ملی بیدار فیاض سے دیکھین ہمکو
آج اندازہ تسلیم و رضا کرتے ہین

جبکو تقدیر نی دی روشنی نیر بخت
شمع کو وقف رہ باد صبا کرتے ہین

نور و ظلمت کی ہی کیا اہل بصیرت کو تمیز
سایہ طور مین بیہوش رہا کرتے ہین

تہ ہر حرف لکھا کرتے ہین سو دفتر صدق
دار پر چڑہ کے جو اظہار خطا کرتے ہین

دلمین ہم رکھتی ہین عشق نبوی کو سالک
دیکھہ کعبہ مین مدینہ کی دعا کرتے ہین

عشق ہی غیر سی چہتی تیری انداز نہین
ہی وہ نازاد سکو جو مجھپر بھی تجھی ناز نہین

یہ وفا نہی وہ ظلم آپ کی سب جان گئے
جسکو ہم راز سمجھتے ہین وہ اب راز نہین

بزم اغیار مین پروانہ کو دیکھا تمنے
یہ نہ دیکھا کہ کوئی عاشق جانباز نہین

جان لب ہون کہہ بیخبا مجھی کیونکر یہ نقین
تم مسیحا نہین مین قائل اعجاز نہین

ناتوانی کی ہی یہ شان نہ ڈر نا صیاد
دل سی اڑتی جو میری خواہش پرواز نہین

یہ بھی دو وقت کٹی اوسط ایام فراق
ابد انجام نہین یہان ازل آغاز نہین

آنکھہ نیچی نکرو غیر سی ملنا ہی غلط
تم بجا کہتے ہو مجکو کہ نظر باز نہین

شب غم زمزمہ سنجان سحر کیون ہین خموش
گر میرا نغمۂ سیہ سرمۂ آواز نہین

جو نمائی سی کبھی ہی وہ نظر مین اپنی
تیری تصویر کو کچھ حاجت پرداز نہین

شب بسر کرنی ہی اوٹھہ بیٹھہ کی سالک تجھکو
اور مسجد مین در میکدہ گر باز نہین

یہ انقلاب اوس نگہ فتنہ زا کی ہین
ہر کام مین قدر کے کرشمہ قضا کی ہین

بیٹھی ہوی تہی آپ ہی ہم شرمسار سے
کیون خوش وہ بزم غیر مین اوٹھا کی ہین

برتی شب وصال کی برتاو غیر سے
باتون مین اونکی ڈنگ کیسی التجا کی ہین

اب فلسفی کو خرق فلک مین ہی عذر کیا
گر یہی رنگ شورش آہ رسا کی ہین

کافی ہی ایک میری وفا سبکے واسطے
مانا کہ لاکھہ شیوہ تمہاری جفا کی ہین

مجھسے نہ پوچھو حال میرا اور سے پوچھہ لو
جو دوست آپ جیسی رقیب آشنا کی ہین

سالک یہ صبر تجھہ پہ جفا ختم ہوگئی
ہمنی بھی دیکھی لاکھون ہی بندی خدا کی ہین

اونسی ظالم کا امتحان اور مین
یہ ستم تیرے آسمان اور مین

کبھی کھتا ہون اب وہ آتے ہین
کبھی کھتا ہون وہ کھان اور مین

بیقراری دلا رہے ہے یاد
ہامی تیری شوخیان اور مین

نہین سنتا کوئی کیسکی جھان
غم ہجران کی داستان اور مین

آخر آہی گئی فغان لب پر
ضبط راز غم نہان اور مین

چرخ بھولا ہوا ہے کیا گردش — یار کے گھر مین مہمان اور مین
کچھہ کہے جاؤ کچھہ سنے جاؤ — تمسے دو چار بدگمان اور مین
وہ گلی اور رات بھر پھرنا — دور باش نگاہبان اور مین
فکر و شوار سے مطالب مین — ایک بیچارہ راز دان اور مین
آئیے ورنہ دیکھہ لیجے گا — ہر جگہہ آپ کا بیان اور مین

پوچھہ سالک نہ گھر میرا مجھسے
رات دن ہے دربان اور مین

لذت نیش غم پنہان مگر کہتے نہین — زخم پر جو خواہش زخم دگر کہتے نہین
قتل عاشق مین اگر تم کچھہ خطر کہتی نہین — یہان بھی رکھتی ہین وہ سر جسکی خبر کہتی نہین
غیر نی کہہ کہہ کی اوس سی یون بگاڑ دیا میرا — وہی نالے روز کی ہین جو اثر کہتی نہین
خانہ برد و شی ہماری پوچھتی ہمسی نہ کچھہ — گھر کہان ہم آپ کی دلمین بھی گھر کہتی نہین
وعدہ پر اٹکی رکھتی ہین توقع اونسی ہم — جز نزاکت سی قدم بیرون در رکھتی نہین
صبح ہوتی ہی تو ہم سو یاس سی کرتی ہین شام — شام ہوتی ہی تو امید سحر رکھتی نہین
جنسی اوٹھہ سکتا نہین فرہاد صدمہ ہجر کا — ایک حیلہ پردہ مرا منحصر رکھتی نہین
دیدہ تر نے کیا واعظ کی اگی لاجواب — کسطرح کہدین کہ ہم دامان تر رکھتی نہین
کہہ رہی ہین ماجرای اشک خونین اونسی ہم — دل مین جو ٹوٹی ہوی سو مینشتر رکھتی نہین
لی چکی خلق خدا سی نقد ایمان اور صبر — کچھہ گرہ مین یہ بتان عشوہ گر رکھتی نہین

رکھتی رہین وہ راز ہم جو کہہ نہین سکتی ہین
رکھتی ہین وہ درد جسکا چارہ گر کہتی نہین

تیرہ بختون کو شمار سال و ماہ عمر کیا
دن وہ کہتی ہین کہ جو شام و سحر کہتی نہین

کان تک پہنچا نہ سالک بیخبر دی مین ذکر غیر
ہم سنین کسکی خبر اپنی خبر رکھتے نہین

لاغری سی نظر آتا کہین نخچیر نہین
تیر بہکی تو کماندار کی تقصیر نہین

نالہ رکنی کی خبون مین کوئی تدبیر نہین
پانون کی طرح زبان بستہ زنجیر نہین

اعتبار نگہ ناز سے کیا کیا اونکو
قتل کرتی ہین اور ہاتھہ مین شمشیر نہین

ظلم جو اونسی رہین آپ بتا دون اونکو
اس سی بہتر کوئی مرجانیکی تدبیر نہین

دل کی دو حرف ہین اور وہ بھی خدا لیکھن
چاہتی مجمع احباب کو تقدیر نہین

وہ تیری بات کہ خاطر پہ زمانیکی ہی نقش
یہ میرا نالہ کہ ایک تجکو بھی تاثیر نہین

خاک ہونی ہی میری خوش ہین الٰہی کیون آج
اگئی ہاتھہ کچھہ اغیار کی اکسیر نہین

دعوی تفتہ دلی پر ہی دلیل روشن
یہ میری بات مین گرمی مرے تقریر نہین

گریہ ہجر مین مسکین کا سنبھالا کیونکر
کہ سماتی میری آنکھون مین وہ تصویر نہین

خون ناحق ہی کسیکا اونہین کیا مدنظر
آج خالی صفت برش شمشیر نہین

اور ڈلواتی میری چہرہ کا فوراً رنگ اڑا
اب کسی صدمہ سی ممکن جسی تغیر نہین

عیش مانگون تو کہے عیش کو مانگی جاؤ
موت مانگون تو کہی موت کی تاخیر نہین

ایک کاشانہ دل ٹوٹ کی وہ بھی نہ بنا
اور دنیا مین مجھی حسرت تعمیر نہین

حال اچھا نہیں بیمار کا تیری سچ ہے
ابکی دم ہو کا نہیں حیلہ نہیں تزویر نہیں

عمر بھر یار رکھا ہجر فی تیری ایسا
کہ میری نعش کو اب ذلت تشہیر نہیں

شوق سنے کا بڑھاتا ہوں یہی کہہ کہہ کر
تم سمجھ جاؤ کہ اپسی میری تقریر نہیں

اوسکی کو چہ میں جو سالک نے کہی کچھ نالے
سنکے بولا کہ یہ میں ہوں فلک پیر نہیں

یہ نہیں ممکن کہ افزایش نہو تاثیر میں
گر ملا دوں خاک پائی یار کو اکسیر میں

اک جہان کی خط لکھی لیکن اوٹھا ایک حرف
روشنی آئی نہ خط کاتب تقدیر میں

رہرو ملک عدم کی ساتھ چلنا ہی محال
چلتی چلتی دم نہیں باقی تیری شمشیر میں

کار فرہاد کو بھی بھاتا کوئی تجھ سا اگر
ہم ڈبو دیتی تجھی فرہاد جوی شیر میں

قابل تعذیر ٹھہرا ہے وہاں جرم وفا
بیگناہی ہوگئی ثابت میری تقصیر میں

تو قیامت تک نہ آئیگی تو کیا آئینگے وہ
ای اجل کیا فایدہ سمجھی ہی اس تاخیر میں

نارسائی میں بھی کہتی ہی قیامت کا اثر
بہر کیا ہی صورتی آہ بی تاثیر نہیں

اوس شکار افگن کی ہی برق تجلی کا اثر
جسقدر ہی جوش حیرت دیدہ تصویر میں

ملگئی دو گز زمین کیا اوس گلی میں دفن کو
آگیا سارا جہان گویا میری تسخیر میں

بزم کا بگڑا ہوا نقشہ نظر میں ہی ہنوز
دیکھتا ہوں غیر کی صورت تیری تصویر میں

دل بہکا نی ہو اگر میرا تو کیوں نالہ کروں
عرش کا رکھا ہی قایم ایک اس تعمیر میں

ہوگیں شاید کہ ساری حسرتیں دل میں شہید
بوی خون آتی ہی میری نالہ شبگیر میں

لگئے قہر عدم کو جب گلی تک آگئی — دہار ہی بحر فنا کی کیا تیری شمشیر مین
کودکان شہر کا دشت مین شکوہ کیا کرین — سنگ فتنہ ہین بہری دامان چرخ پیر مین

کیون پھر کہ جای نہ انسان سبق ہی سیکھا لک آدمی
چکیان عاشق کی دلکی ہین کلام میر مین

ہمکو کیا پروا اگر برش نہین شمشیر مین — ذبح کو کافی ہی قاتل کی صدا نخچیر مین
کاٹنی تہی عمر دفع چرخ کی تدبیر مین — صرف کی ہمت عبث فرہاد جوئی شیر مین
مُردہ ای وحشت کہ روز افزون ہی میری لاغری — پانوہ سکتا نہین میرا کسی زنجیر مین
رات کی چلنے مین کیا ہی کاروان سالار حرف — ہین کئی خورشید میری نالۂ شبگیر مین
لوگ آتی ہین خوشی سی قتل ہونیکی لئے — آبداری اشک شادی کی ہی اوس شمشیر مین
کس فری سی کہاتی ہین لذت سناشان غلش — گرچہ ہی الماس کا پیکان تمہاری تیر مین
تیرہ بختی مین کیا ہی میری ایک فرسیاہ — آج تک ہی در دست کاتب تقدیر مین
یہ بھی ہوگا ای ستم ایجاد تجھسا ہی کبھی — شوخیان اب تک جوانکی ہین چرخ پیر مین
رشکساری عمر بہر اوس ہی نظر آتی نہین — حلقہ زلف بتان ہی کیا میری زنجیر مین
مجکو دو دو تیر اوٹھا کر پہنکتی ہے بار بار — گفتگو کیا ہی میری فریاد کی تاثیر مین
دیکھنا برگشتہ بختی ماتہہ آجاے اگر — سودۂ الماس کی تاثیر ہو اکسیر مین
خود چہری پہری ہی تمنی خود شکار افگن ہوتم — دیکھہ لو صورت ہی کلکی دیدۂ نخچیر مین
آتے ہین لخت جگر آنکہون مین میر شبہ سے — صورت مرکان جا ملتی ہی تمہاری تیر مین

دیکھتی ہی سرزد و کرتی ہین جانبازان عشق
صورت محراب ہی قاتل تیری شمشیر مین

چھوٹنا قید خیال عشق ہی سالک محال
یہ صدا پنہان ہی میری پانو کی زنجیر مین

عشق مین کیونکہ کٹی عمر ذرا یاد نہین
یہ محبت ہی تھون کی کہ خدا یاد نہین

عشرت وصل نی سب تلخ و مکافات کہوی
جو کہا یاد نہین ہے جو سنا یاد نہین

مدتون جنکو جیا ہجر مین تیری ہمنے
کوئی اونمین سی شب وصل گلا یاد نہین

یہ وہی وادی الفت ہی کہ دیکھا سو بار
پھر یہ کہتا ہے میرا راہنما یاد نہین

اتفاقا جو شب وعدہ وہ مل جاتی ہین
یاد رکھتی ہین تو کہتی ہین ذرا یاد نہین

جورنی تیری بھلای ہین سب اگلی مصدے
چرخ بدکیش کی بھی کوی جفا یاد نہین

تو ملا کیا کہ خضر ملگئے قاصد لیکن
کیا لکھون فرط مسرت سی بتا یاد نہین

دیکھنا بیخودی عشق کہ دل کو کہو کر
کچھ گرا آے کہین اسکی سوا یاد نہین

تجکو دیدار دکھانا بھی اگر ہو منظور
کیا مجھے آیت موسی صعقا یاد نہین

رہتی ہین تازہ مصیبت مین گرفتار ایسے
ہمکو آئی ہوی دم بھر کی بلا یاد نہین

ایکدن یون ہی قیامت بھی گذر جائیگی
ہم کہینگے کہ کیا فتنہ اوٹھا یاد نہین

پیش آتا ہی جو کچھ عشق مین سب سے معلوم
کس طرح کہئی کہ قسمت کا لکھا یاد نہین

پھر پنہسا چاہتی ہو عشق تان مین سالک
پہلی غم کہانے کا حضرت کو ذرا یاد نہین

غیر کی گھر کو گیا خیر نہین
چلی آتی ہی قضا خیر نہین

کوئی فتنہ نرہا خیر نہین
اب ہوا حشر بپا خیر نہین

فتنہ چرخ کو پھر چھیڑا ہی
آبکی ای آہ رسا خیر نہین

نرہا ضبط فغان جب مجکو
دہر مین شہر اوٹہا خیر نہین

تجھپر ای نرخ میری جان نثار
اونی گھبر کی کہا خیر نہین

کوچہ قاتل سفاک سی لوگ
آتی ہین رو بقضا خیر نہین

صاف تہا دل تو نہا کچھ بھی محاب
اب وہ کرتی ہین حیا خیر نہین

پھر قیامت کی چلی آتی ہی رات
وعدہ پھر اونسی کیا خیر نہین

کہین پھر ہی ہم اغوش وصل
خود بخود دوم ہی خفا خیر نہین

زلف سی تم بہی خبردار رہو
سر پر آئی ہی بلا خیر نہین

کل تو قسمت سی بچی ہی مگر
آج پھر درد اوٹہا خیر نہین

غم ہجر اور بڑہیگا ابکی
وہ محبت سی ملا خیر نہین

جان کیا جانیئی کیونکر نکلی
زہر ہمکو نہ ملا خیر نہین

گرمی عشق عدو کا شک ہی
واہین وہان بند قبا خیر نہین

آفت آئی کوئی پھر سالک پر
سر ہی زانو پہ دہر اخیر نہین

جلوہ حسن تو ہی گرمی بازار کہان
آج یوسف بہی اگر ہون تو خریدار کہان

کب سلیمان در دوست کو آتی ہی اجل
یعنے ملتا ہی فرشتون کو یہان بار کہان

یار و دشمن مین نہون مرکی ہی پردا یکتاش
لیکن اوٹہتی ہی میری خاک سی دیوار کہان

جو قیامت کا ہوا غلط سی بیان سب بجا
اوسنی دیکہا ہی تیرا فتنہ رفتار کہان

نہین بیکار نظر تیرے تماشائی کی
ہوسکے تفرقہ کافر و دیندار کہان

بیخودی اپنی قیامت کی خبر لائیگی
ہمسی بیہوش ہوا کرتے ہین ہشیار کہان

آسمان توٹ پڑا ہے کہ قفس ہی صیاد
جائے اب نالۂ مرغان گرفتار کہان

ہوگئے سدرہ اشک جگر کے ٹکڑے
ورنہ ضبط اور میرا دیدۂ خونبار کہان

تن مجروح دکہاتا ہون جبی کہتا ہے
وہ نزاکت سی اوٹہا سکتے ہین تلوار کہان

حشر مین بہی وہی جلوہ ہی جو تہا ہر نفس مین
اب ہر یگی میری کیفیت دیدار کہان

مئی توحید کا ہر قطرہ ہی سالک دریا
ظرف بہی ہو تو ملے ساغر سرشار کہان

بہت صبر اس جفا پر ای ستم ایجاد کرتے ہین
کبہی دل ہی مین ہم تجہسی کہ اب فریاد کرتے ہین

بہلائی بیٹہے ہین جبکے ہم دین و دنیا کو
کبہی کہتا نہین کوئی وہ تمکو یاد کرتے ہین

نہین تہمتی جب افسو سکتے ہین تو اثر ہوگا
دل ناشاد کو ہم اسطرح سی شاد کرتے ہین

پڑی ہین راہ مین اوس شہسوار ناز کی اکثر
ہم اپنی خاک اپنی ہاتہہ سی برباد کرتے ہین

کچہہ ایسا بڑہگیا شوق اسیری اذن دو ہمکو
کہ خود کوشش کمین مین ہم تیری صیاد کرتے ہین

دم آخری ہی اک لگ ہی ہی موقی ہمکو
قیامت ہی کہ اب بہی وہ عدو کو یاد کرتے ہین

تلوّن سی تبوں کی کشور دلکی خرابی ہے
کبھی ویران کرتی ہین کبھی آباد کرتے ہین

کہان جاتی ہین عاشق کو نکلوا دیجی کوچہ سے
یہ وہ بندی نہین ہین جنکو لوگ آزاد کرتے ہین

کہان ہم اور سالک پہلی ہنگامی محبت کے
اب ایک گوشی مین بیٹھی ہین خدا کو یاد کرتے ہین

مین کیا کہ اونکو شوق میری امتحانکی ہین
سامان مگر خرابی کون و مکان کی ہین

بیتاب کسقدر ہی ہمارے بگاڑ مین
گویا کہ ہم بنائے ہوئے آسمان کی ہین

ای خضر اونکو الفت خوبان ندی خدا
ماری ہوئی جو زندگی جاودان کی ہین

مشکل ہی اپنی منزل مقصود تک نمود
ذرہ بھی ہم تو گرد پس کارروان کی ہین

اچھا کہین تو آپ کہین جائین غیر کو
اچھی بری نظر مین ہماری جہان کی ہین

داغون مین رنگ و بو می و شاہدسی ہی جدا
دامن مین اپنی پھول یہ کس گلستان کی ہین

ہنس ہنسکے کر رہی ہین بیان وہ رقیب سے
شکوہ بھی کس طرح سی ہماری زبان کی ہین

اچھی تو ہو چکے تیری زخمی مگر ہنوز
کچھ کچھ گہاو دل مین لذت نوک سنان کی ہین

ایام گودکی و زمان شباب و شیب
یہ تین ٹھیکہ تو سن عمر روان کی ہین

اونکو خبر کہان ہی کوئی آسی کوئی جاے
کوچہ سی ہم نکالے ہوئی پاسبان کی ہین

آجاؤ یہان نصیب جاگین گی رات بھر
خوگر وہ ایک عمر سی خواب گران کی ہین

پہلی عدم کو جائین گی ہو کر مزار سے
رہرو جو تیری کوچہ جنت نشان کی ہین

قاتل کیا شہید یہ کس بیگناہ کو
دروازی سب کھلی ہوی باغ جنان کی ہین

مسجود عرش تک تو بنالون پہ کیا کرون
پاتی بلند اس سی تیری کستان کی ہین

کچھہ جرم بڑہ گیا کرہ زمہریر کا
ٹہنڈی تیری زبانہین جو آسمان کی ہین

مٹ کر بہی میل گریہ سی رفعت ملی اسے
دہوکے مکان پر اپنی بہی لامکان کی ہین

جس جا گیا نئی کوئی آفت بپا ہوئی
قصے ہزار سالک بی خانمان کی ہین

نالہ ہی کر کی جلا دون نہ انہین خاک کرون
کب یہ فرصت ہی کہ ہین شکوہ افلاک کرون

وصل مین ہی تو رہا شوق سی مضطر کمبخت
ہجر مین خاک علاج اس غمناک کرون

حسرتین بگہین دل مین میری خون ہو ہو کر
ہمت ای گریہ کہ سینہ کو ذرا پاک کرون

آشیانے پہ گرای برق کہین گر کب تک
نفس سردسی پاس خس و خاشاک کرون

گر نہین گریہ مین تاثیر دبو دے مجکو
اور پہر کیا تجہے ای دیدہ نمناک کرون

دہو چکا جان ہی سی ہاتہہ تو پہر کیا ناصح
اب تو جو کام کرون چاہئی بیباک کرون

کلبلاتی ہین میری ہاتہہ نر کہون کوئی تا
فصل گل آئی ہی آرایش پوشاک کرون

وہ نہ آئین تو گلا کاٹ کی مرجاون مین
آج چلکر کہین اس قصہ کو ہی پاک کرون

خوف بیدادسی پہر کوئی نہ چاہی تجکو
کہہ کی ظالم تجہی دنیا مین تیری دہاک کرون

مجہسی دیوانی کی سمجہانیکو آئے ناصح
آج حضرت کی گریبان ہی کو چاک کرون

بیوفائی سی وہ راضی ہین جو فاسی ناحق
مین بہی تقلید رقیبان ہوسناک کرون

سچ ہی صحرا مین نوا سنج جنون کا کیا کام
خاک اوڑانی بہی نہ آتی ہو تو کیا ناک کرون

تم رہو بے سبب آزار یونہیں اوروں کی تئیں
اور گردش میں میں ہمرا ہی افلاک کروں

دل میں ہی اور وہ دکھائی نہیں دیتا سالک
جب یہ کہتا نہیں ہو تو کیا دعوی ادراک کروں

غلط نہیں ہی کہ دل ہی مکان یار نہیں
اگر نظر ہو تو کس جا نشان یار نہیں

یقین دلائیں ہمیں جسقدر محبت ہے
ہماری بس میں دل بدگمان یار نہیں

رکینگی ہم درجنت پہ کیونکہ رضوان سے
وہ اوسکا در نہیں یہ پاسبان یار نہیں

وہ ہمکلام عدو سی ہی میں یہ کہتا ہوں
زبان یہی نہ ہی جب وہ ہان یار نہیں

بیان واعظ نادان کوئی سنی کب تک
کہ پند و وعظ ہی کچھ داستان یار نہیں

رقیب پہر نہ سکی دو قدم ہی ساتھ اپنے
کہ دشت عشق سرا بوستان یار نہیں

ادبجہ ادبجہ کی کہیں حال حشر میں ہم کیوں
بیان کاکل عنبر فشان یار نہیں

وہ کاوش مژہ ہمچو خنجش ابرو لی
جو زخم خوردہ تیر کمان یار نہیں

یہ ضبط دیکھکہ عمر اوسکی یاد میں گزری
مگر زبان تک آیا بیان یار نہیں

نہ دلکی راے ہو صائب اپنی فکر رسا
ملا وہ دوست کہ جو راز دان یار نہیں

غش اپنے بزم تصور پہ ہیں کہ کہ بیٹھے
وہ شب نہیں ہی کہ ہم میہمان یار نہیں

بگاڑ غیر سی اوسکا سنا ہی سالک نی
کہ شکوہ ہاے غم جاودان یار نہیں

یہ صورت ای شکار افگن تیری نخچیر کہتی ہیں
سر ہر زخم چشم انتظار تیر کہتی ہیں

وہی ای کو ہمن امید جوی شیر کہتی ہین
نظر کے سامنی جویار کی تصویر کہتی ہین

ازل سی چاک کرتی ہین کہ ہم دامن کے تارو ہین
ہلارون ریشہ ہای خامہ تقدیر کہتی ہین

زہی ای سوز غم مشعل فروز داغ ہوجانا
عدم کو جاتی ہین در پیش ہم شبگیر کہتی ہین

ہماری دلسی پوچھو تم قدر انداز یان اپنی
کہ سینی مین نہان ٹوٹی ہوئی سو تیر کہتی ہین

تڑپ کر جان دی ہی یون شہید ناز نی تیری
کہ حیرت حلقہ ہای جوہر شمشیر کہتی ہین

سراپا قید وحشت مین کیا فکر رہائی نے
کہ دائم ہاتہ مین ہم پانون کی زنجیر کہتی ہین

یہ شہرت ہی کہ آتی ہین وہ دلکی داغ گنکی کو
ہم اونکی آنی سی پہلی ہی سینہ چیر کہتی ہین

کہا ہی بار ہا ہمنی گلہ اب کیون ہی نالونکا
سنا ہی بار ہا تمنی کہ یہ تاثیر رکہتے ہین

ادای شکر اوس نادک فگن کا ہمکو آسان ہے
دہن زخمون کی سب گویا زبان تیر کہتی ہین

سمائی کس طرح دفتر کی دفتر انیچ عصیان کے
گرہ ہر کی جبین ہی جمین سب تحریر کہتی ہین

جہکا ہی سر کب اونکا قتل کرنیکی مدت سے
مگر گردن پہ خون عاشق دلگیر کہتی ہین

شہادت پاکی ہم کیا جانے کس خواب گران مین ہون
کہ نیند آتی ہی جب گردن پہ شمشیر کہتی ہین

نزل آور وہی وحشت ہماری شکوہ ہی کسکا
ہم اپنی ہاتہہ ہی اپنی گریبان گیر کہتی ہین

کرین کیا ضبط دلمین در سی لگ دود فغان کا
ہم اس آئینہ مین اوس شوخ کی تصویر کہتی ہین

مین دفتر شکایت جانان جو وا کرون
محشر کا دن بہی ہو تو نہ پورا ادا کرون

گردش سی تیری تنگ ہون ای چرخ کیا کرون
کچہہ سر پھرا نہین ہی جو تیرا گلا کرون

وصل تباں کو مانگ کی پھر کیا دعا کروں
اب کیا جہان مین ہی توقع سوا کروں

یون دام مین پھنسا ہون کہ صیاد چھیڑ سے
کہتا ہی بار بار کہ تجکو رہا کروں

جب تم نظر مین ہو تو نظر اوٹھر کہان
مین کیونکہ شکوہ نگہ نارسا کروں

سمجھی نہو گے کیا میری صورت کیونکر
میری زبان کہان ہی کہ مطلب ادا کروں

بس بس ہجوم آہ کہ اب چاہتا ہی تو
پھر مین تصور نگہ سرمہ سا کروں

یون غرق ہون تصور جانان مین رات دن
ہو پاس بھی تو یاد اوسیکی کیا کروں

سر پر فلک ہی خواہش غلمان ہما ہی ہے
غفلت پر اپنی کیونکہ نہ رسالک رسا کروں

کیا ناپسند کجروی آسمان نہین
لیکن زمینیون پہ خدا مہربان نہین

وہان ناز غیر یہان ستم اوٹکی گران نہین
نازک نہین ہین وہ بھی مین ناتوان نہین

یہ بھی کمال صنعت حق کی دلیل ہے
تم خود یہ کہہ رہی ہو کہ میرا دہان نہین

جب تکو رحم آئیگا سمجھی ہوتی ہین ہم
ہمسی زیادہ اور کوئی خستہ جان نہین

افسانہ نبکے کان مین ای صدائی صور
مرقد مین بی سبب بھی خواب گران نہین

کیسا علاج چارہ کہان کہائی دہن زخم
ناکون مین جنکی سوزن عیسی روان نہین

اندیشہ ہی کہ بھول نجائے پیامبر
تکرار مدعا مین اوبھتی زبان نہین

کیا جانی اضطراب دل مضطرب کی قدر
ظالم نظر مین جسکی تیری شوخیان نہین

بو آرہی ہی آمد فصل بہار کی
رنج خزان نتیجہ فصل خزان نہین

اغیار کا خیال نہین یہان ہجوم شوق — گویا شب وصال بہی خالی مکان نہین

سالک خموش بیٹہے رہی پڑہ کی چند شعر
پورا ہوا فسانہ غم کا بیان نہین

اب تاب ضبط تا آتش فشان نہین — چہوڑو ستم جو دشمن کون و مکان نہین
باور نہین تو دیکہہ لو سینے پہ رکہہ کی ہاتہہ — اب تک عدو کی زعم مین تم دلستان نہین
یہ پاس آبروی غم ہجر یار تہا — دیکہا کبہی کسینے مجہی شادمان نہین
کس آفت جہان کی زمانی مین رگمئی — گردش مین ہفت آسمان نہین
کہلتا نہین متجہ سر بازی وفا — شوق ستم ہی اونکو سزا متحان نہین
پاتا ہی بارکب میری بزم خیال مین — دشمن کو جانتا ہون تیرا راز دان نہین
اونکو کدورتین ہین تو کیا مدعا برائے — کشتی کسی کی ریگ روان مین روان نہین
تنکے جلے ہوئی نہین ای برق کس جگہہ — باندہا چمن مین ہمنی کہان آشیان نہین
ہستی کو خیر باد قضا لیچلے ہے وہان — آشوب رستخیز کو جس جا امان نہین
یوسف جمال آپ سہی لیکن آپ سے — پہنچا کسیکو مژدۂ بخت جوان نہین

سالک سمجہہ کی لاف و گزاف ستم کشی
بیداد یار کچہہ ستم اسمان نہین

جفائین ہیچ ہین تمہارا شکوا ہی نہین — یہ حال پہنچا کہ وصال کی تمنا ہی نہین
نظر ہو کچہہ بہی جو رسا تو کوئی چیز ہی نہین — پڑی کبہی غیر پہ گر تو چشم بینا ہی نہین

وصال جانان کی سو انہین ہی تدبیر کوئی
دوا تی عشاق خرین جہان مین پیدا ہی نہین

کہو تو کیا شی ہی دفا تبا دو تو کیا پھر ہی
تمہاری محفل مین ہوا کبھی یہ تذکرا ہی نہین

اوٹھا چکے جور و جفا سہی بہت رنج و الم
عدو سی ملتی ہو ملو اب اسکی پروا ہی نہین

نہین یہ غنچہ کہ اسی تو کھولی ای باد صبا
گرہ یہ میری کلام کی ہی کبھی ہوی وا ہی نہین

ہنسی کی باتین ہین تبونکو نا ئدہ وفا ده وفا ن
جو آپ کرتی ہین یہ بیوفا دہ بجا ہی نہین

سمجھہ تو دیکھو کہ تبون کو دیکی دل سا دگی سی
سمجھہ رہا ہون مین کہ جان کا تقاضا ہی نہین

قدم اوٹھا ہی وہ گیا ہی آج کیا سو ہی عدو
جہان پامال جو ہو تو اوسکو پروا ہی نہین

رقیب کو بھی تو ستاؤ تا کہ لے لاف و گزاف
ستاتی ہو اوسکو تبو کہ جسکو شکوا ہی نہین

ہی عشق سالک کو اگر حواس بہر کیونکہ رہین
ہمارے جسمین کہ نہو ذرا وہ صہبا ہی نہین

ابھی تو کوی دم جڑی رہو تم تیر چشمی مین
تماشا ہی نگاہ حسرت نخچیر چشمی مین

میری برگشتہ بختی کی ہی یہ تاثیر چشمی مین
کہ بنکر خاک اوٹھتی ہی جو لون اکسیر چشمی مین

گذارش شوق کی ہی کب ٹھہر سکتی ہی کاغذ پر
قلم کیا جانی کیونکر ہے دم تحریر چشمی مین

کشش اسنے ملک فگن کر دل مشتاق کی ایسے
ٹھہر نیکا نہین ہی ایک دم بہتیر چشمی مین

خدا سمجھی ہو فتدق کی او د ہر اندہی ہی کیونکر
یہ مشکل ہی میری بکی نہین تدبیر چشمی مین

سر مینا نہین کہولا نہین پی ایک مدت سے
مگر ہی آجنک بھی بوی می جا گیر چشمی مین

ہم اوس ناوک فگن کو ڈہونڈتی پھرتی ہین ورنہ
صدا پائی کہ کوسون اوتر گیا نخچیر چشمی مین

نہ کھینچ ای چارہ گر چٹکی سی تیر دوسکا ارمان
دکھائی دیتی ہی سوفار کی تصویر چٹکی مین

نمویون چٹکی چٹکیان محفل مین دشمن کے
ملو اس سی تو جان عاشق دلگیر چٹکی مین

اگر آتش زبانی کا کری اوس بزم مین دعوے
زبان شمع کو پکڑی ابھی گلگیر چٹکی مین

ٹہرتا ہی دل بیتاب شرابی سی کچھ اونکے
لئی پھرتی ہین خوبان جہان اکسیر چٹکی مین

کچھہ انداز پوچھہ اوس نوجوان ناوک افگن کا
اوڑائی جو تجھی ای آسمان پیر چٹکی مین

یہی جی چاہتا ہی حال اونکو لکھی ہی جاون
جما جاتا ہی کچھہ خامہ دم تحریر چٹکی مین

دکھاتی ہین قدر انداز یان لوگو نکو وہ انی
تپیلی پر اوہر جان ہی اودہری تیر چٹکی مین

نہ لب تک بات کوئی بہید کی آجاتی ہی مانون
زبان کو تھام لیتا ہون دم تقریر چٹکی مین

کمان ابروی نہ سالک کسطرح تدبیر مانونگی
فلک جوڑی ہوئی ہی ناوک تقدیر چٹکی مین

غم دوری کا بیان مجھسی کب سنتی ہین
پاس آجاتی ہین اغیار تو جب سنتی ہین

جان کر ڈالتی مین نیند مین بس آپکو
خوب کیفیت بیداری شب سنتی ہین

حشر کو حشر نہ سمجھی تیری آفت زدہ لوگ
کہتی ہین حشر کا ہنگامہ عجب سنتی ہین

میری فریاد قیامت ہی نہ چھیڑ مجھکو
مین پکاری ہوی کہتا ہون یہ سب سنتی ہین

سالک خستہ عجب تجھسی ہی روتی صورت
تجھسی جب سنتی ہین ہم رنج و تعب سنتی ہین

وان معطر گہت گلہای ترسی آتین
اور رنگین ہی یہان خون جگر سی آتین

دیدۂ طوفان فشان اتنی تو فرصت دی کہین — خشک کرے لون سوزش داغ جگری ہستین
داد خواہون کی کہین پیش نہین اسوقت مین — پھر جہانگیری قاتل کسکی ڈری ہستین

ماجرای اشک خونین کس سے اسالک رقم
بامذہ دون بازوی مرغ نامہ بر سی ہستین

اپنی در پر بھی رونی دی کہ سائل سرور — جھولیان گوہر شہوار سی بھر لیتے ہین
صبح کہتی ہین جسی ہی وہ شب وصل مین موت — جان کیون بولکی مرغان سحر لیتے ہین
ہوتی ہی رحم و نزاکت مین لڑائی کیا کیا — سر بیمار جو زانو پہ وہ دھر لیتے ہین

یہی قسمت کہ ہوا نام ہمارا اسالک
بی نقطہ ہی وہ سناتی ہین اگر لیتی ہین

کہنی کا غیر کے تو کسیکو تصین نہین — پر تیری آنکھہ راز کی تیری امین نہین
گیری جو لوگ رہتی ہین مجکو تو شرم سی — آتا خیال مین ہی وہ پردہ نشین نہین
خط مین نہ لکھہ کی حرف وفا کو اوٹھائی — ورنہ کہین گی لوگ کہ یہ نازنین نہین
اوٹھتی ہین روز فتنہ و آشوب یہانسی ہی — کچھہ آسمان سی کم تیری گہر کی زمین نہین
کیا صورتین رہا ہی خدایا کہ چرخ پر — تمانشان نالۂ شور آفرین نہین

ہم ہی اسی اوٹھائین فرشتونکی کیا مجال
سالک یہ بار عشق ہی عرش برین نہین

دل بیقرار آہی اب ایک آن مین — زلف کچھہ کہتی ہی اوسکے کان مین

ساتھہ اوسکی غیر بھی آجائے گا
کیونکہ اوس کافر کو لاؤں بیان مین

قیمت دل چاہیے بوسے کیے
آگے جو آے تیرے ایمان مین

ہی یہ نفرت غیر سے لائے نہین
رشک کا مضمون بھی ہم دیوان مین

پوچھتا کیا ہے ہماری زندگے
جیتے ہین پر موت کے ارمان مین

طور مرنیکے نہ تھے سالک تیرے
ہان مگر رکھا ہی کیا انسان مین

تیری بیداد کا قیامت مین
ہم تجھی کو گواہ کرتے ہین

ہوس زلف حور مین واعظ
یون ہی نامہ سیاہ کرتے ہین

جانیوالے عدم کی بیٹھے ہوے
ہر نفس قطع راہ کرتے ہین

کیون میرا انصاف اوسکو دیکھکر
داد روز جزا ہوتا نہین

کارفرما وہ نگاہ نازہی
یہان مقدر کا لکھا ہوتا نہین

کہتی ہین بوسل اڑھتی ہی تصویر ہی
پردہن اوسکا ہی دامن تا نہین

وصل سی خوش ہی خیال دل دار
دخل یہان اغیار کا ہوتا نہین

لیتی ہین عشاق انکھون پیر م
ظاہر اوسکا نقش پا ہوتا نہین

غیر کو واقف اسرار کرون یا نکرون
اوسکو الفت سی خبردار کرون یا نکرون

سو ستم کرتے ہو انصاف سے کہدو تم آپ
مین بھی شکوہ کوئی ایک بار کرون یا نکرون

جانکر طنز وہ کیا جانی کہین کیا ادل
صفت محفل اغیار کرون یا نکرون

جہانک کر مجکو وہ ہٹ جائین تو حسرت سے نگاہ
جانب روزن دیوار کرون یا نکرون

صدای غیر پر ہوی جو سونیا سے در تک
مقر ای نگاہ شوق آیا وہ سیری گہر مین

کہون نیرنگ سازی کیا دل تیاب کی ہے
دہان ہوا ہی ہو مین کبھی خن دیدہ تر مین

روان تہی اشک مثل شمع ایک گوشہ مین بیٹھا تہا
عجب احوال سی سالک کو دیکہا بزم دلبر مین

مرض عشق کا علاج نہین
کل اگر بچ گئی تو آج نہین

وصل دشمن سی کچہ امید ہوی
کہ میرا درد لا علاج نہین

عشق کی بی نیاز مان دیکہو
ہمکو اپنی بہی احتیاج نہین

کبہی برسون مین خلاوس مین جبن کا ہم جوپاتی ہین
کبہی رکہتی ہین سر پر حرز بازو گہہ بناتی ہین

غیر سی مشورہ ظلم و ستم کرتی ہین دگر
دیکہئی آج وہ کیا ہم پہ کرم کرتے ہین

رشک فی غیر کی مرکی خوشی بہی کہوئی
اب یہ غم مجکو ہوا ہی کہ وہ غم کرتی ہین

کہینچ لی ابروی جانان کی جو مانی تصویر
تو اہی تیغ سی ہم ہاتہہ قلم کرتی ہین

خود بنا چاتی ہین مورد بیداد اغیار
زہر دیکر مجہی اپنی لئی سم کرتے ہین

کہہ حال غیر مجہی ستم سے اگر کہون دیگر
ظالم مین وہ نہین کہ ادہر کی ادہر کہون

دشمن ہی اور کون جو برسای یون بلا
کس طرح آسمان کو صدنظر کہون

نزع مین مطلب دل کس سی کہا جاتا ہی دیگر
اب بہی سمجہو تو اشارون سی ادا کرتا ہون

ایک تو رنج اسیری ہی اور اوپر صیاد
چہیڑتا ہے کہ تجہی آج رہا کرتا ہون

تجھہ مین جو بات ہی ترکیب عناصر مین نہین
آدمی کیا یہ ادائین تو مہ و خور مین نہین

خاک مین مل کر رہی غرض مطلبی کی فرقت
شان جو عجز مین دیکھی وہ تکبر مین نہین

فریاد رات بھر میری سن سن کی یون کہا
دیگر
دنیا نہین ہی موت ہی اسکو خدا نہین

پہری ہین سات تہ ہی ہم اور یہ سارا جہان برسون
دیگر
ہماری خاک پر رویا کریگا آسمان برسون

نہین گزری ہی اپنی اور گزریگی نہین برسون
دیگر
ہمیشہ پانو پگڑی کوی جانا کہی زمین برسون

نجا سکا پس مردن بھی نالونکا اثر برسون
دیگر
تزلزل مین رہین گی دہر کی دیوار و در برسون

کیا جانی ہی کیا سحر تبون کی نظر دونین
دیگر
ایک تیری سینہ مین دون مین جگر دونین

دست قدرت نی بنائین آپکے ہی دو نگلیان
دیگر
پنجہ خورشید نی پائین کب ایسی انگلیان

یہنی ہوتی ہین کبھی ناخن تو نرمی کی لئی
خون عاشق مین ڈبوتا ہی وہ اپنی دو نگلیان

بیتاب وصل مین ہون قرار ایک دم نہین
دیگر
ذوق نشاط بھی غم ہجران سی کم نہین

چھلنی کیا ہی سینہ میرا ای غم فراق
تیر نگاہ یار سی کچھہ تو ہے کم نہین

دیگر

آتش فشان نفس ہو جب موج سم خزان مین
پھر آگ دینی جاون کیا اپنی آشیان مین

می دیکی پوچھہ مجھسی کچھہ خار خار حسرت
کانٹی پڑی ہوی ہین ساقی میری زبان مین

رہ رہ کی آہ سالک آتا ہی یاد مجھکو
ایسی بری بھی اتو پیدا نہین جہان مین

کہان ہم اور کہان سالک وہ ہنگامی محبت کے
اب ایک کونی مین بیٹھی ہین خدا کو یاد کرتی ہین

نہ پہنسا ہمکو دام مین صیاد ۔ اگ ہم بال و پر مین رکھتے ہین
نہین رکھتے تصور مژہ ہم ۔ ایک برچھی جگر مین رکھتے ہین
لطف سی بہی ادہر نہ دیکھین کاش ۔ غیر کو وہ نظر مین رکھتے ہین

جو دل مین غم نہو چشم اشکبار کیونکر ہو ۔ سمای دل مین تو راز آشکار کیونکر ہو
اگر نہ وعدہ کرو انتظار کیونکر ہو ۔ سکون خاطر امیدوار کیونکر ہو
اگر لگاے نہ کہو کم سے تم خبر ۔ ثبوت صنعت پروردگار کیونکر ہو
شب فراق یہ کہتے ہی اور تاری کم ۔ سحر سے پہلی ہے روز شمار کیونکر ہو
گرہ سی اپنے جو ہو نقد جان تو دون اونکو ۔ کسی کی چیز کسے پر نثار کیونکر ہو
جلای دیتی ہی صحرا مین گرمی رفتار ۔ چبھا ہوا میرے قدمون مین خار کیونکر ہو
کسی طرح سے نہین قربت ملک منظور ۔ ہماری خاک سی اونچا غبار کیونکر ہو
زبان کیل رکھی ہے میری محبت نے ۔ نہ مانہ دوست سے ہے راز دار کیونکر ہو
نظر عدو کی طرف اور مجھسی وعدۂ وصل ۔ تم آہی جاؤ مگر اعتبار کیونکر ہو
زمین کی ہوتے ہین پیوند ہم ابہی لیکن ۔ کسی سی پوچھو کہ زیر مزار کیونکر ہو
یقین نزع ہے تمکو گمان تسکین ہین ۔ کہ مجھ سے پوچھتی ہو بار بار کیونکر ہو
وہ بدگمان ہین اسکو کنایہ جانتی ہین ۔ شکایت ستم روزگار کیونکر ہو
نبا کے حق نے کہا کل من علیہا فان ۔ نبا سے وار فنا استوار کیونکر ہو

نگاہ یار جگر کو عزیز دل کو غیور
خدنگ ہی سہی سینہ کی پار کیونکر ہو

خدا نی ڈالی ہے بجلی خمیر مین دل کی
ملا ازل سی نہین اب قرار کیونکر ہو

گئی ہین خواب عدم مین ہم آخر شب ہجر
ہماری نیند بھلا ہوشیار کیونکر ہو

جگر کی ٹکری ہوی سد راہ آنکھون مین
وہی مژہ ہی مگر اشکبار کیونکر ہو

وہ لی چکے ہین دل اب لطف ظاہری کیسا
شکار کر کے کمین شکار کیونکر ہو

نہ کوہکن ہی نہ فرصت ہی اوس گلی سی مجھے
وہ رونق اب تیری ای کوہسار کیونکر ہو

وفور ضعف سی اب شبہہ ہی گیا سالک
تیری گلی مین گزر بار بار کیونکر ہو

نہین ممکن کہ سید ہا آسمان ہو
غلط سمجھو تو مجھپر مہربان ہو

عنیت ہجر مین کیونکر نہ جان ہو
ستم پر جب گمان امتحان ہو

جوان بختی سے کیون خوش ہی کہ ای غمگین
اوسی پیری ہے لازم جو جوان ہو

وہ سرگوشی کسی سے کر رہے ہین
کہین یارب نہ میرا راز دان ہو

رہے دعوے کہ روئی عمر بھر ہم
شب وصل اشک شادی گر روان ہو

جو ہم وہان خاک مین ملنے کو جائین
زمین کوی جانان آسمان ہو

نہو غش ہی تو مین انکمین نہ کہولون
میری نظرون مین تم ہر دم نہان ہو

زبان تہکتی نہین ذکر عدو مین
خدا نا کردہ تم میری زبان ہو

یقین ہو عرش پر بجلی ہو پیدا
اگر سد رہ پر اپنا آشیان ہو

مشابہی ہمارا حال سب سے | نہین سنتے وہ کوئی داستان ہو

اگر رو کون نہ چشم تر کو سالک
جہانگا نام پھر کیون خاکدان ہو

وہ دشمن دوست ہو یا آسمان ہو | اجل بنکر ہی کوئی مہربان ہو
یہ الفت کیونکہ سینے مین نہان ہو | کہ خاموشی بھی جسکا ایک بیان ہو
زلیخا وصل دایم کی ہے خوبی | دعا سے آدمی کیونکر جوان ہو
نظر مین ہی حقیقت شبہت کی | مکین بنیئے اگر کوئی مکان ہو
مجھی رسوا کیا دشمن نی خوش ہون | وہ رسوا ہو کے شاید بدگمان ہو
کہون احوال یا دیکھون کرون کیا | قیامت سامنی ہی تم کھان ہو
کرین ضرب المثل صحت کو میرے | کوئی بیمار غم جب نیجان ہو
اوٹھایا در سے کتنا سہل مجکو | کہو کے پھر کہ تم سب پر گران ہو
سنین اچھی طرح اور پھر سنین وہ | فغان ہو اور پھر میری فغان ہو

اگر زیر زمین بھی جاؤن سالک
زمین کو گردش ہفت آسمان ہو

مہلت ایکدم گر پھر لینی کی دی نخچر کو | روک چکی مین ذرا ای ناوک فگن تیر کو
لاونگا پھر سلیمان بھی تیری تسخیر کو | گونہ پہنچی وہ کلام غیر کے تاثیر کو
وہ فراموشکار و غفلت کیش کب کرتا ہی یاد | طاق نسیان مین لگا ہی جبھری تصویر کو

مین نے یہ دیکھا کہ وہ مجھسی ہوئی ہین ہمکلام
جاون پوچھون اونسی ہی اس خواب کی تعبیر کو

صورت دل بستگی زندان مین کچھہ ہو جائگی
زلف سی دیجی کوئی حلقہ میری زنجیر کو

یہ بھی تہا ایک امتحان کار پردازان شوق
ورنہ فن عشق مین کیا دخل جوئی شیر کو

تم بھی ہو مین سخت جان ہمی ہی بیقتل جیئے جاؤ
دیکھہ لینگے ایک دم مین جوہر شمشیر کو

میری سینے مین جگہہ پانی بہت دشوار تہی
تیری مژگانکی نے صورت گر نباتی تیر کو

عقدہ قسام ازل نی جب لکہا یہان کام مین
خامہ سی پہلے تراشا ناخن تدبیر کو

حلق پر چلتی ہی رک رک کر مگر کیا ہی کیا
تیری نازک ہاتھہ سی چلنا تیری شمشیر کو

خط پیشانی نہین مٹتا مٹائین لاکھہ ہم
مل گئی تہی کیا سیاہی کاتب تقدیر کو

اوسکی عاشق ہو کی مرجائین تجھی نام اوری
ورنہ سالک کون پوچھی نقش کی تشہیر کو

تیرا کرم ہو تو کیونکر وصال یار نہو
وہ زندگی دی الہی جو مستعار نہو

جگر جلا ہی کہ آنسو مین تیرگی سی ہے
یہ وہ گہر ہے جو دہونی سی ابدار نہو

وہ وعدہ کرتی ہین اور زہر کی سی مجکو تلاش
ڈرا ہوا ہون کہ پھر درد انتظار نہو

وہ بدگمان ہین کہ کرتی ہین امتحان لیکن
جو مر ہی جاون تو الفت کا اعتبار نہو

پناہ عرصہ محشر سے مانگتے ہین لوگ
گمان مجکو یہ ہوتا ہے کوئی یار نہو

نظر مین خاک سمائی وہ ہو قیامت ہی
خرام ناز سے جو فتنہ آشکار نہو

بیان کرتے ہین ہم خاکساریان اپنی
الہی اوسکی طبیعت مین کچھہ غبار نہو

ابھی سی ناخن دست جنون یہ کاوش کیا
خراش سینہ ہو جب پیرہن مین تار نہو

نہو کشاکش امید و یاس مین رہنا
یہ خوف ہی متلون مزاج یار نہو

جہان ہون زیر زمین و فن تیری سوختہ جان
ہرا ہوا کوئی گلبن سر مزار نہو

خبر کوئی نہو یون جسپہ خ کو جلا دیجی
وہ آہ کھینچیے دل سی جو شعلہ بار نہو

وہ ایک غیر کے ملنی سی میل انکہہ مین لائے
جو لاکھہ جرم کری اور شرمسار نہو

شہید ناز ہون کوثر پر تشنہ لب جاؤن
دعا یہ ہے کہ وہ شمشیر ابدار نہو

زبان سی کرتے ہین وہ وعدہ وصل کہ تسکین
ادا یہ کہتی ہے کوئی امیدوار نہو

مدام وصل بتان چاہتی ہین ہم مسلک
وہ لاکھہ بار ہو کیونکر جو ایک بار نہو

اوڑھاون ہجر مین زانو سی کیلیے سر کو
کہان دماغ کہ دیکھون مین چرخ اخضر کو

بہائین گریہ سی ایک بار ہی سمندر کو
بنائین کیلیے ناسور دیدۂ تر کو

وہ کشتہ ہون کہ میرا نام زندہ ہی قاتل
ابھی نیام مین کرنا کہین نہ خنجر کو

کہون رقیب سی گر لذت خلش اپنی
تو کھینچ لے میری سینہ سی نوک نشتر کو

فلک گرے تو گرے ہمنی پہلی ہی سر پر
فغان سی اپنی اٹھایا ہی غیر کے گھر کو

ابھی تو رو کے ہوی ہین ہم آہ عالم سوز
ابھی تو دیکھتے ہین چرخ کینہ پرور کو

سمجھتی ہین کہ تعین ہوی انتظار برسون
وگرنہ پوچھتے کیون وعدہ کر کی وہ گھر کو

نہ تھا کوی دل بی آرزو کی لایق کیا
کہ جم کو جام ملا آینہ سکندر کو

خلش پسند ہین جو درد ہو دوا بھی ہین
ہم آپ توڑ کی رکھتی ہین دل مین نشتر کو

شریک خواہش زہاد ہم بھی ہو جاتی
ارم کے بدلے اوٹھاتی جو کوی دلبر کو

خدا قفس سی نکالی سلامت ابکی اگر
بچائین توڑ کے ہم آشیان مین شہپر کو

بہرانہ پیر مغان کیا سمجھ لیا تو نے
حیات غیر کا پیمانہ میری ساغر کو

کہان کی صبح کہ ہر کا طلوع مہر یہان
شب فراق دکہائینگے روز محشر کو

چلی ہین کوچہ جانان مین حضرت سالک
یہ جان لو کہ مگے گذرے زندگی بھر کو

کیونکر کہون کہ نزع مین خاطر حزین نہو
تو سامنے جو میری دم واپسین نہو

ڈہب کا میری جہان کہن کو بنا دی ہر
یارب یہ آسمان نہو کہیر زمین نہو

دیکہا تہا مجکو خلق نی دشمن کی گہر مین رات
چرچا میرا ہے دہر مین تم شرکمین نہو

رگ رگ مین نیش عشق ہی ای چارہ گر میرے
یہ درد وہ نہین کہ کہمین ہو کہمین نہو

فصل بہار جای تو یون دام مین نہنسون
صیاد کو بہی چاہیے رنج کمین نہو

ناصح کی پند ہی کہ میرا نالہ وہ سخن
موہنہ سی نکلتی ہی جو تیری جبین نہو

سالک جو صبح تک نہ کہی جاون مین فغان
بیدار شبکو زاہد خلوت نشین نہو

لگی پہایے بہت حق اجردی اوس ناوک فگن کو
مٹایا خستگی نے صورت عریانی تن کو

تبا یا دوست ایک مت مین بہنی دل سی دشمن کو
کنوین مین کہون جہکا کر راہ پر لی ای ہرن کو

تیری غم کی سوا اگر ایک بھی انسو نکل آتا
تو رکھ لیتی مژہ کی جا ہی ہم آنکھون مین سو سو سن کو

وہ دشمن ہین کہ نیرنگ ستم سے بول اٹھتی ہین
ہمین بھی دیکھنا ہی اون نگاہ سامری فن کو

نیگے زخم سنگ کو دکان شہر کی پہائے
ابھی سی چاک کر رکھون جنون مین جیب و دامن کو

ابھی ہمکو ملا دی خاک مین اے چرخ کین ور
ابھی اوس شہسوار ناز فی چھیڑا ہی تو سن کو

وہ کیون ہین تنگی کاشانۂ اغیار سے خوش
اگر بجلی گرانی ہی تو رکھدین میری خرمن کو

جنون سی کم نہین یہ بخیہ سازی چارہ گر میری
رفو تار گریبان سی کیا ہی چاک دامن کو

نکلنے کو ہین وہ گہر سی ہجوم خلق ہی در
کوی سنتا نہین ہی جاہیون کی شور قلقل کو

زمین جنبش مین ہی بیتابی دل سی پس مردن
ہمین کیا خاک چین ای سکون جنبش مدفن کو

رہیگا دفن ہوکر کیا شہید عشق کا پردہ
کہ ایک رخنہ خون کی اگر بہا دیتی ہی فن کو

خدا جانی وہ دل کیا ہی کہ زہ میری نالون نے
کیا ہی گرم تپہر کو کیا ہی نرم آہن کو

ہوا کیون غیر خوش مین نی تو غیر تسی کہا ہوگا
کہ ازار محبت یا الہی ہو نہ دشمن کو

بتان خوبرو کی چاہنی مین کیا برائی ہے
پر ایدل چاہنا ایسی جفا کر دار و پر فن کو

فزون ہوجائیگا غوغا بقدر ایک دو محشر کی
ملا لیگے صدائی صور مین گر میری شیون کو

ابھی بھولا ہوا ہی ایک ذرا وہ کوچہ یاد آئے
تو پھر سالک کو دیکھین کون لیجاتا ہی گلشن کو

جاون جنت مین کہ دہان چین ملی خو رہی ہو
پر تیری یاد میری دل سی کبھی دور نہی ہو

تیرہ روزی مین ہی اے خال شب مہتاب فراق
وصل مین دن ہی اگر چہ شب دیجور بھی ہو

میری نزدیک تو ہی سہل عدم کا جانا
اسقدر بعد مگر یار سی منظور بہی ہو

میری ظلمت کدہ مین شمع سحر نجاے
جس سی دنیا کی نمائش ہی وہ نور بہی ہو

گریہ خون کا بہانا نہین آسان اے ابر
یہ جب آتا ہی کہ دل مین کوئی ناسور بہی ہو

بخت وہ حال یہ کیونکر ہو مجہی وصل نصیب
یہ تو جب ہو کہ مقدر بہی مقدور بہی ہو

ہی بجا آپکی یہ گریہ زاری سالک
خستہ در دعشق بہی ہین معذور بہی ہو

ظاہر کیا ہے فتنہ رفتار یار کو
آسودگی پسند نہین روزگار کو

اس طرح کہیے لذت آزار یار کو
حرص جفا ہو بالہوس بدشعار کو

ڈر ہے کہ اونکو دیکہہ کی آرام آنہ جاے
آہی ہین دیکہنے وہ میری خطر کو

افسوس جان لیتے ہین سب دیکہکے مدعا
خاموش دیکہکر وہ میری رازدار کو

ہم لیکی ساتہہ حشر مین واعظ کو جائینگے
دیکہینگے شان رحمت پروردگار کو

یہ حیلہ درستی بند قبا ہے کیون
ذکر گذشتہ مین نگہ شرمسار کو

شاید کہ آئین دیکہنے میری جنونکی سیر
کہدو نہ اوسنسے ثمرہ فصل بہار کو

نظرون مین چہپ رہے ہین اشارات دلفریب
مشاطگی ضرور نہین حسن یار کو

یہ کس جہان فریب نے پردہ اوٹہا لیا
پہچانتا نہین ہی کوئی یار یار کو

طفلان شہر نے کہین چہوڑا نہ ایک سنگ
وحشت نی میری دشت کیا کوہسار کو

پنہان میری نظر سی ہو یارب کہین فلک
اتنا سیاہ کر میری شبہای تار کو

احوال زار اونکو دکہانی چلا ہون آج
کانٹا سمجہتے ہین جو میری جسم زار کو

سالک ملا رہیگا مجھے خاک مین یہی
سمجھا ہوا ہون مین فلک بدشعار کو

دیکھون اگر گھٹا کے شب انتظار کو
بس ہو ہزار زندگے مستعار کو

کیون ہنسکے دیکھون خندۂ برق و شرار کو
روؤن نہ اپنی ہستی بی اعتبار کو

ابکی تو بس خزان ہی مین قصہ تمام ہے
عمر گذشتہ جانیئے فصل بہار کو

کھل جای گر مزار مین کہڑکی بہشت کی
آغوش باز جان زمین کی فشار کو

کیسی عزیز شے ہی کہ بس ہو تو قبر مین
لیجاون ساتھہ زندگی مستعار کو

اوس کو مین چلکے دیکھہ لی طوفان عاد بہی
جنبش نہین زمین سی ہماری غبار کو

چمکی نہ داغ دل تو کبھی منکر و نکیر
پائین مزار مین نہ میری جسم زار کو

چھیڑا ہے ذکر آپ نی طوفان نوح کا
اب چپ رہین کیونکہ ہو مژدۂ استکبار کو

ہور کہہ رکھا خضر ہی سی زخش عمر کا
اسنی زمین دکھای ہی ہر شہسوار کو

آجائین دیکھنے کو نہ حوریں یہ رشک ہی
اچھا بہشت مین نکہون کوئی یار کو

اگنہین نہ چار داور محشر سے ہوسکین
عذر گنہ کیا نگہ شرمسار کو

ظالم سوال وصل پہ کچھہ تو زبان ہلا
نومید پھیرتے نہین امیدوار کو

دہوکا نہو بلائین نہ اوٹہین زمین سے
پاتا ہون مہربان فلک کینہ کار کو

دیکھون دکھائیگا بھی خورشید حشر کیا
اللہ عمر دی میری شبہای تار کو

رکھی خدا ہی پردہ کہ خود لیگئی ہین آج
بزم شراب مین وہ میری رازدار کو

چندی ہماری سیر بھی کرنی ضرور تھی
قبضہ مین کیون قضا نی رکھا اختیار کو

سیراب میری آبلہ پائی سی دشت ہے
میری قدم عزیز ہین ہر نوک خار کو

شعلے ہزار اوہتے ہین تعویذ سنگ سی
پہچانے کیا کوئی میری شمع مزار کو

آئینہ دیکھہ دیکھہ کے روتی ہو عشق مین
سالک نہ سوچی پہلے ہی انجام کار کو

شوق ہی لوح مزار ہونیکو
ہی کسیکا گذار ہونیکو

یار سمجھی ہین اوسکو ہم کر جی
چاہئی عمر یار ہونیکو

شرم ای چرخ پیر شرم کہ تو
کیون نا بدشعار ہونیکو

چشم بنیا ہی بلہوس درکار
محرور دے لگا رہونیکو

عہد یون اونسی پر کہا نانسی الون
عمر امیدوار ہونیکو

او ہین اٹکا ہوا ہی دم اپنا
آئین کیون شرمسار ہونیکو

آئی ورنہ خامشی سی ہی
راز ہے آشکار ہونیکو

ای دل اس بخت پر غنیمت جان
ستم روزگار ہونیکو

خواب انکھون مین ہی شب وعدہ
خلش انتظار ہونیکو

یون ہی انکار وصل غیر اونہین
کہ ہون مین شرمسار ہونیکو

بزم جانان مین حضرت سالک
آپ کیون آی خوار ہونیکو

منظور ہی خلاف عدو کوی کام ہو
بدنام جانکر ہون جو وہ نیکنام ہو

ٹوٹے اگر فلک تو نہون سرنگون کبھی
جبکی نظر مین جلوۂ بالاے بام ہو

بیٹھے ہو کیا یہ کہتی ہی صبح شب وصال
مصروف ماتم دل حسرت مقام ہو

خود آی ہین ضرور وہ تشہیر کے لئے
ورنہ ہماری نعش پہ یہ اژدہام ہو

افسوس بزم غیر مین یون روح بخش ہے
وہ مے جو مجکو ہجر بتان مین حرام ہو

پورے ہوی نہ اوسکی ستم ہی تو حشر مین
وہ قصہ کیا کہون جو ابھی ناتمام ہو

ہین آج میری کہنی مین جو کچھ کہون کہین
پر کیا کہون کہ غیر سے تم ہمکلام ہو

چالین نہ سیکھنا فلک کج نہاد کی
مشہور اس زمانہ مین تم خوشخرام ہو

دین سجدہ بڑھکے چار قدم اوسکی ضد مین ہم
ہرگز نہو نماز جو دشمن امام ہو

یارب شب فراق کو میری وہ صبح دے
جس صبح کو نصیب نہ دنیا مین شام ہو

کسنی کیا ہی وعدہ یہ کسکا ہی انتظار
سالک عبث اسیر خیالات خام ہو

کہنچون مین اگر نالہ تو کیا جانیگی کیا ہو
یہ کچھ وہ آزار ہی دی چیک جو رہا ہو

وہ آی ہی تو ساتھ لئے غیر کو یارب
اس ڈھنگ سی نالہ تو کیسکا نہ رسا ہو

کرتے ہو جو تم صحبت اغیار کی باتین
کچھ موہنہ سی ہماری بھی نکل جای تو کیا ہو

جھکتا نہین سر آج تیرے در پہ ہمارا
ظالم نہ کہین غیر نے یہان پا نو دھرا ہو

ہو جای اگر صبح ہماری شب دیجور
کیا تیری سیاہی سی کم ای لقہ نا ہو

سب صرف کیا یار کی مختار نی واعظ
قصے مین ہی کیا جان کہ اب خیر ہنا ہو

وہ سنکے بھی سنتے نہین نالہ میرا اور مین
اس وہم مین مرتا ہون کہ ابکی نہ سنا ہو

سالک کوئی ایسی سی بھی کرتا ہی محبت
کمبخت یہ کیا تو نی کیا تیرا برا ہو

مری خضر خوش کہ نام رہی اور نشان نہو
ہمکو نصیب زندگی جاودان نہو

یہ گھر رقیب کا ہی یہ کوچہ ہی یار کا
ای نالہ عزم سیر کہ لامکان نہو

پہرتا ہی اپنی بات سی کوئی جو ہو سو ہو
کہتے ہین اسکو دل یہ تمہاری زبان نہو

وہ کیا جفا اوٹھای کس امید پر جئی
جسکے نظر مین کوئی حد امتحان نہو

کیا جانی رسم مکرمت و شیوہ سخا
جو پیرو طریقہ پیر مغان نہو

یہ خوبیان ہین ذوق وصال دوام کے
ورنہ کبھی دعا سے زلیخا جوان نہو

کیا کہیے ماجرای شب غم وصال مین
وہ حال پوچھتے ہو جو کچھ بھی بیان نہو

تنہا نہ مجکو وصل مین راحت ہی اہلاک
تجکو بھی ہیم نالہ آتش فشان نہو

کثرت سی غم کے سینہ و دلمین جگہ نہین
جائی کدہر کو اور جو ہو ٹوٹپہ جان نہو

جو دشت پیش آئیگا سالک پس از فنا
اوس دشت کی فلک کہین ہمگرد وان نہو

شکر کیجیے کہ نہین تاب تکلم مجکو
ورنہ اسطرح سی جو چاہو کہو تم مجکو

اپنی باتون سی اگر قتل کرو تم مجکو
نسنون حضرت عیسی جو کہین قم مجکو

بھیجہ گریہ فی سیری اُم کئی سب دشوار
خاک پانی ہو جو ہو عزم تیمم مجکو

ہو اگر چشم حقیقت تو نظر آجائین
قطرہ مین موجہ و گرداب و طلاطم مجکو

اوسکو دیکھو کہ وہ ہی بھی ہو اگر دس مین
آسمان نیلے ستانا نہ کہین تم مجکو

جبکو خوشحالی و عشرت پہ غرور آتا ہی
دور سی اوسکو دکہا دیتے ہین دم مجکو

ہو کی رسوا اوسی صحرا مین ہی آجاتی ہی
خوار رکہتا ہے میرا شور تظلم مجکو

حشر کو بہی ہوا شامل بعث اموات
کر گیا جلوۂ دیدار کہان گم مجکو

غصہ قاتل کا بڑہایا ہی ملعنہ دیکر
زندہ گویا کہ نہین چہوڑ نیگے تم مجکو

ظرف منصور کو ایک قطرہ فی جبکے کہویا
عشق اوس مے سی پلاتا ہی کئی خم مجکو

گریہ کو ہی وہ ترقی کہ نظر آتے ہین
ہر جگہہ خاک مین دریا کے تلاطم مجکو

غرق گرداب فنا ہو کے یہ پایا آرام
جانتا ہون کہ ملا ساحل عزم مجکو

جستجو اوسکی اور اس ضعف مین حیران ہون خود
اپنی سایہ سی ہی کیونکر یہ تقدم مجکو

آپ ہی سوچکی برسون مین نکالون تدبیر
اور پہر آپ ہی پہر دن ہو تبسم مجکو

نہ پہسی عشق تپان مین کوئی سالک لیکن
چشم عبرت سی نہین دیکہتے مردم مجکو

ہو چکا وعدہ وفا اوس بیوفا سی رات کو
ای اجل تو بہی کہین آجا بلا سی رات کو

ناز شب بیداری زہاد کی یہ اصل ہے
جاگتی ہین میری نالونکی صدا سی رات کو

روز محشر تو کہا دنیا کے جہگڑے تمام
ہم کہینگے حال اپنا کیا خدا سی رات کو

وہ بھی آجاتی جو اتنی نیستن کرتا کوئی
موت آئی ہجکو جتنی التجا سی رات کو

شام ہی سی تجکو مزا تہا کہ سالک اڑ گئی
نیند اوسکی شیونِ اہل عزا سی رات کو

کیا ہجر مین امید سحر ہو کہ ملی عمر
اوتنی ہی کہ جتنی ہی درازی میری شبکو

لکہا ہے میری نام پہ غم پہلی قلم نے
باقی جو رہا کچہہ تو دیا دہر من سبکو

ہو چرخ موافق بہی تو کیا کہکے وہ مانگے
دیکہا ہی نہو جسنے کہ سامان طرب کو

خوش ہی تیری کو چمین کہ وہان حشر بپا ہے
یہان چین کہان سالک ہنگامہ طلب کو

زینت ہی چرخ کی یہ اثر کیا پسند ہو
تارا سا چمکے لب سی جو نالہ بلند ہو

موہنہ کا مزہ بگاڑ دیا ہجر یار نے
جو خندہ لب پہ آئی میری زہر خند ہو

اچہی ہین خوب درشت سخن سی ہی جسکو کام
سالک نمان اوسی جو تخلص پسند ہو

اثر نالہ نہو آہ کے تاثیر نہو
غرض اے چرخ کوئی وصل کی تدبیر نہو

دعوی سوختہ جانیکا مرا کیا دشمن
جب تک ایک شعلہ زبان پر تقریر نہو

وہ نہ آئی نہ جلی چرخ پہ کیا امکان
کہ میرے لب پہ کبہی نالہ شبگیر نہو

دیگر

ہے خدنگ قضا تاک دیکہو
جسطرف دیکہو دیکہکر دیکہو

ہو چکی بس بس آپکی بیداد
اب میری آہ کا اثر دیکہو

کہا اوس سی کہ مارا تمنے سالک کو الگ ہوکر — کہا تم ہی کہو رو کا ہی کسی کسکی آئی کو

دیگر

چشم خونبار سی ٹپکا ہی مگر خون سالک — می کہان پتی جو تم ساغر سرشار سی ہو

دیگر

ہین شب و روز گرفتار کمند اوہام — ہم جہان بیٹہہ گئے ہی وہی زندان ہیکو

دیگر

لیکی جب قاصد نکلتا ہی درجانان سی خط — شوق مین جاتا ہون وہانتک آپ استقبال کو

دیگر

نوش دارو ہوا گر زہر ملے کہانیکو — زیست ہم جانتی ہین ہجر مین مرجانیکو

وصل مین کثرت شادی سی ہون مرجانیکو — تم ہی چہیڑو میری گزری ہوی افسانیکو

تہا جہانکش ایک سالک آج وہ بہی مرگیا — دیگر — اب لئی بیٹہی رہو تم شیوہ بیداد کو

دل وہ شی ہی کہ جو دیکہی تو کہچی یار کی سا ہے — یہ دکان وہ ہی کہ چلتی ہی خریدار کی سا ہے

ایک دم بہر کی لئی ہمنی لگایا تہا گلے — عمر ہی کٹ گئی قاتل تیری تلوار کی سا ہے

طعنہ و ظلم و ستم لیلی و شیرین پہ عبث — کیا کیا آپ نے عشاق دل افگار کی سا ہے

تیغ چل نکلی دم قتل گلی پر میرے — مین نی تشبیہ جو دی ابروی خمدار کی سا ہے

حشر اغیار کا شداد کی ہوگا ہمراہ — جہوٹ کہتا ہون تو بس حشر ہو اغیار کی سا ہے

نہ ڈرین خلد مین جاتی ہوی جو صوفی سے — اوسکی دروازی پہ رک جائین خبردار کی سا ہے

سوگئی نجت شب عدہ یہ مجہسی کہکر — کون جاگا ہی تیری دیدہ بیدار کی سا ہے

اسقدر چرب زبانی نہین اچہی ای شمع — بزم جانان مین زبان کٹتی ہی گفتار کی سا ہے

حشر مین ظالم و مظلوم جدا ہونگی ہیہات — ہای وہان بہی نرہی اوس بت عیار کی سا ہے

ہای افسوس ہی سالک کی جوانمرگی کا
عشق کی بات گئی اوس جگر افگار کی نہ

اچھی نہی تبان ستم آشنا کے ساتھہ
اب بعد مرگ دیکھئی کیا ہو خدا کے ساتھہ

روتی چلی ہی خلق تیری مبتلا کے ساتھہ
گویا کہ تجھسے ملنی چلا ہی قضا کے ساتھہ

جب سی وہ سن چکی ہین کہ ہم خاک مین ملے
نیچی نگاہ بہی نہین کرتی حیا کے ساتھہ

یون گمرہان عشق ہین ہرن کی ساتھہ حوبس
گویا کہ ہو لئے ہین کسی رہنما کے ساتھہ

مانگون دعای مرگ تو آمین کہین عدو
اب اونکی مدعا ہین میری مدعا کے ساتھہ

یون کہتی ہین کہ تجکو ستائی ہی جائیگے
گویا کہ مجکو عشق ہی اپنی وفا کے ساتھہ

غیرون نی بیولی سی میری پای مدعا
مین گم ہوا نہ کیون دل حسرت فزا کے ساتھہ

آتی ہی اوسکی موت بہی آئی شب وصال
کی تہی دعا عدو نی ہماری دعا کے ساتھہ

چپ چپ نہ جانا مجھی ایکروز دیکھنا
تقریر میری داور روز جزا کے ساتھہ

شرمندہ تبان ہوئے لاکہہ لاکہہ شکر
سالک خدا نی ہمکو اوٹہایا وفا کے ساتھہ

رکہتی ہین وہ سامنی عارض کی اکثر آینہ
رفتہ رفتہ بنگیا خرشید منظر آینہ

اوس شعلہ کی عکس سی گریای جوہر آینہ
پہر چوئی عاشقون کی دلمین نشتر آینہ

کلبۂ تاریک مین میری وہ آمین کسطرح
بزم اعدا رات بہر ہی اور دن بہر آینہ

عکس ہی برق تجلی کا نظر کیا آئیگا
توڑتی جاوگی کب تک آینہ پر آینہ

فرط گریہ نی بڑہایا اور بہی دل کا غبار
ہوگیا پانی مین دہونی سی مکدر آئینہ

دیکہتا ہی وہ تو اوسکی دیہنی کی شوق مین
کیا عجب خود نکلی اپنی گہر سی باہر آئینہ

صورت جانان ہی اسمین اور اوسمین عکس ہی
دل کی آئینہ سی ہو کس طرح بہتر آئینہ

قدر کیا عاشق کی دل کی بیقراری گر نہو
بڑہتی ہی سیماب سی تو قیر پشت آئینہ

ولہ

آئینہ وہان ہاتہہ مین ہی اور لکیرین ہاتہہ کی
دلبری کا نقش ہی تحریر پشت آئینہ

زانوئی نازک پہ تم یون بی تکلف دو جگہہ
میری سر سی پوچہیے تو قیر پشت آئینہ

بسکہ دشمن کام ہون اپنی طریقہ کی خلاف
اس غزل مین کر گیا تقریر پشت آئینہ

ہاتہہ مین آئینہ لیکر تم دکہاو غیر کو
وای بخت روز رہی تقدیر پشت آئینہ

ہوگیا سیماب سی شی لو مگر سالک سکون
دل پہ رکہکر دیکہہ تو تاثیر پشت آئینہ

کیا کیا گناہ کرتی ہین اور پہر رسید ہے
لا تقنطو نہین ہی یہ اچہی نوید ہے

دل وعدۂ جمال ہی مشتاق دید ہے
جس دن قیامت آی وہی روز عید ہے

یہ کسکی غم کی آگ ہوئی ہی گناہ سوز
اوٹہتا جو دل سی نعرۂ ہل من مزید ہے

آوارگان دشت طلب مین تہکا ہوا
شبلی کہین پڑا ہی کہین بایزید ہے

کانون دل مین آتش غم ہی بہری ہوئی
صہبای معرفت کی اسی مین کشید ہے

کوشش سی اوسکی راہ مین جبا پہنچ گئے
سمجہی وہین کہ منزل مقصد بعید ہے

دل سی بھلای دو نو جہان ایک یاد ہے
ہم اوسکی ہوئی ہین ہمین کیا امید ہے

پہنچی ہی دیکھنا نگہ نارسا کہان
یہ قصر لامکان ہی یہ عرش مجید ہے

جمشید حال دہر کہلا جام مین تو کیا
جو بات دیدنی ہی وہی ناپدید ہے

ہر ذرہ سی ہی جلوۂ خورشید آشکار
ہر شی گواہ قدرت رب مجید ہے

رہتی ہی رحمت اوسکی ہمیشہ بہانہ جو
انجام نیک ہو تو شقی بہی سعید ہے

پہنچی ہی عرش تک نگہ دوربین عشق
دیکھا نہ یہ کہ مژدہ حبل الورید ہے

سالک نچھوڑ حمد خداوند گار دیکھہ
قفل دہن کی واسطے اچھی کلید ہے

کہتا ہون اپنا حال بہت اختصار سے
آگاہ ہون درازی زور شمار سے

یہان ہی نہین نجات دل بیقرار سے
پہر تیری در پر آتی ہین اوٹہکر مزار سے

کیونکر زبان پر آیگا راز نہان عشق
ہم کیا کہین گے داور روز شمار سے

غش دونون ایک جلوۂ دیدار مین ہوے
آئینہ گر پڑا کف دست نگار سے

ایک تمسی دوستی ہمین اور لاکہہ سی عناد
ایک ہمسی دشمنی تمہین الفت ہزار سے

فتنے تو سینکڑون ہی اوٹہی بزم مین ولے
اوٹہا نہ بیٹہکر کوی پہلوی یار سے

لو اور گرم ہوگئی محفل رقیب کی
کیا کیا جلا ہون مین نفس شعلہ بار سے

وقفہ حدوث حشر مین ہی ایک رات کا
ثابت ہوا یہ طول شب انتظار سے

کیا شی ہی عشق بہی کہ گیا دل گرہ سی اور
بیٹہے ہین سر جہکای ہوئی شرمسار سے

اوس بیوفا کی دچہ سو ئی ہی کیا نسیم
پیدا نہین ثبات جو رنگ بہار سے

سالک اگر ہی سانس تو باقی ہی کس لیے
مایوس ہو نہ رحمت پروردگار سے

فرط جذب شوق کا ڈر ہی دل نخچیر سے
چھین لے پیکان نہ اوس ناوک فگن کی تیر سے

اور برہم ہوگئی وہ شور بی تاثیر سے
دن بری آے ہماری نالۂ شبگیر سے

سخت جانی نی بڑہای اور ابھی سہاب ظلم
تو مگر چہریان بہت نکلین تری شمشیر سے

رحم بھی زخمی پرانی او نکوایا ہی تو کیا
زخم بھی سینے کو مٹین ہین تو نوک تیر سے

تو نہ اوٹھہ تعظیم کو فتنے تو اوٹھینگی بہت
بزم مین بیٹھنگے یون بھی ہم تو ایک تو قیر سے

دشمن جان یہ ہی تیشہ ایک دن نجا ئیگا
بو ہی خون آلودگی اے فرہاد جوی شیر سے

ما جرای ہجر مسکر کچھہ تو دی ظالم جواب
یون تو پہر دن حال دل کہتی ہین ہم تصویر سے

کام مشکل اور وہ مکار ہم سادہ مزاج
سعی وصل یار مین ہی غیر کی تدبیر سے

جان لیتی گر ازل مین یہ ہمارے ہم رنج و عذاب
چھین لیتی خامہ دست کاتب تقدیر سے

انتہا اپنی جنون عشق کی کہدین جو ہم
دیدۂ حیرت ہو پیدا حلقۂ زنجیر سے

یہ نہین خواب زلیخا جسکا ثمرہ وصل ہو
نیند اوڑ جاتی ہی میری خواب کی تعبیر سے

ہم بھی اوسکی وصل پر بہوے تہے آمادہ قریب
اب کہلا حال جہان بستہ ہی تعمیر سے

سچ ہی رکہا ہی اثر اللہ نی ہر بات مین
ضد نہایت بڑہ گئی ناصح تیری تقریر سے

یہ بھی ہی نیرنگ الفت ایک ہی درد جگر
اور سینی مین میری چبھتی ہین لاکہون تیر سے

یاالٰہی ایگی کیا موت اور وہ سا ہے
روز وعدہ ڈر رہا ہو دونو کی تاخیر سے

گو بناوٹ ہی سی روی سنکی وہ احوال دل
لیکن انسو بڑہ گئی کچھہ سرمۂ تسخیر سے

بی اثر سا ہی میرا ایک نالہ کافی ہی اسے
پر اولجھتی شرم آجاتی ہی چرخ پیر سے

ای تغافل کیش ہست و نیست دی چک جواب
کہس گئین یہان انگلیسان ہی کثرت تحریر سے

کر دیا اونکو قدر انداز جذب شوق نے
تیر جاتا ہی نہین بچکر دل نخچیر سے

نامۂ شوق شہادت کس خوشی سی اوسکو دون
سیکہہ لی قاصد اگر چلنا تیری تشہیر سے

دیکی دل جاتا رہا افسوس ہنسنا بولنا
سالک تنوا پہ بیٹہے رہتی ہین دلگیر سے

روی جنت مین بہی ہم کر کی بیان دہلی
اس سی ظاہر ہی نہین خلد بان دہلی

اسکی ٹہنی سی ہوئی عالم بالا کی نمود
ورنہ تہی رشک فلک شوکت شان دہلی

کسکا پتہر کا ہی دل کس سی سنا جاتا ہے
کون ایسا ہی کہ ہو جس سی بیان دہلی

محشر غدر سی بہی مٹ نسکا اوسکا وجود
ہی الگ عالم فانی سی جہان دہلی

ہی خط و خال کا عالم وہی ابتک گویا
ہی اسیوقت کی نکلی ہوئی جان دہلی

حسرتون کا ہی مکینون کی عجب نہسکا مین
رہی آباد اہ جڑ کر بہے مکان دہلی

مٹ گئی پر بہی تو ملتا نہین دلی کا جواب
کوئی دہونڈی تو اسی پر ہو گمان دہلی

ہستی ہین نخبت زلیخا پہ تو یوسف پہ ہی طعن
دیکہہ کس رتبہ کے ہین پیر و جوان دہلی

سن و سلوی کی مزی سی ہو وہ کیونکر اگاہ
جسنی کہایا ہی نوزئہ خوان دہلی

ہوتی ہین دور کی بس گفتگو سہانی واعظ
خلد مین کیا ہی نہین ہی جو میان دہلی

اسقدر خلق و نوشادی تعریف نکر
ہمشین آتجھی دکھلاون تبان دہلی

مین نی دیکھا ہی ملایک کو خریدار اسکا
مین نی چلتی ہوی دیکھی ہی دکان دہلی

غالب و نیر و ثاقب سی نبا ہی گویا
بیمارون کا محلہ صفہان دہلی

سنکے ہر شعر پہ انکہین نہون کیونکر نمناک
سالک غمزدہ ہی مرثیہ خوان دہلی

مجھپر ایسی جفا کی کثرت کی
کہ اوسی غیر نی ملامت کی

تمکو اپنی خرام سی مطلب
ٹھوکرین کہا کی خلقت کی

وعدۂ وصل صبح اوس سی کیون
کٹ سکی جس سی رات فرقت کی

اپنی بیداد کو نہین کہتی
میری فریاد کی شکایت کی

اب کہان حور خلد مین واعظ
تو نی برباد یونہین محنت کی

ہین جو دنیا کی یہ پریزادین
یہی حورین ہین بہشت کی

ترک عشق اور مین غلط سالک
کون روکے زبان خلقت کی

غلط ہی ضبط الفت سو وطن ہے
کہ داغ سینہ داغ پیرہن ہے

وہ میری گھر کی جانب گامزن ہے
میری قدمون تلی چرخ کہن ہے

شب وعدہ کیونکہ یارب
یقین وعدۂ پیمان شکن ہے

ملی ہم خاک مین کب کے ولیکن
تری گردش ہی چرخ کہن ہے

کلیم ایکدن نہ کہو بیٹھے کہین ہوش
یہ کس سی طور پر تو ہمسخن ہے

کشادکار عاشق کیون ہی دشوار
دل وابستہ کیا تیرا دہن ہے

عدو بچنا بگڑ جانے نہ صورت
غضب کی وہ نگاہ سحر فن ہے

بڑہا جاتا ہے کیون شوق شہادت
کہین خنجر بکف وہ تیغ زن ہے

وہ کیون آئین عیادت کو کہ مجھمین
ابہی تک تاب اظہار سخن ہے

وفا کا نام ہے سالک سی باقی
یہی مجنون ہے یہ ہی کوہکن ہے

انتہا صبر ازمائی کی
ہی درازی شب جدائی کی

ہی برائی نصیب کی کہ مجہی
تسی امید ہی بہلائی کی

نقش ہی سنگ استان پیرے
دہستان اپنی جبہہ سائی کی

تسی کچہہ ملکی خوش سخن ہون کہ نہون
دہر مین حسرت شناسائی کی

ہی فغان بعد امتحان فغان
پہر شکایت ہی نارسائی کی

کیا نکرتا وصال شاد یمرگ
تمنی کیون مجہسی کج ادائی کی

زار کہلتی گئی میری بت
جسقدر راوسنی خودنمائی کی

کتنی عاجز ہن ہم کہ یاتی ہین
بندی بندی مین بو خدائی کی

رہگین دل مین حسرتین سالک
اگئی عمر پارسائی کی

اوٹھی آج اونسے فیصلہ کرکے
یا خفا ہوکے یا خفا کرکے

اوسکی رفتار سی غنیمت ہے
کہ رہی حشر ہی بپا کرکے

اوس صنم کی گلی مین جاتا ہون
پھر نظر جانب خدا کرکے

غیر تک اپنی بات پہنچی ہی
اوس سی اظہار مدعا کرکے

کر تو لین ترک عشق ہم ناصح
پر گذار نیگے عمر کیا کرکے

مجھپہ جو چاہی ستم کیجے
پر نہ اغیار کا کہا کرکے

صفت ذلت اوٹھائی سالک نے
ذکر اوس بزم مین میرا کرکے

نشاط وصل کا حاصل مقرر ہجر کا غم ہے
ملا فی عید اضحی کی غم ماہ محرم ہے

جلای دلکو گذری عمر لیکن داغ ہی باقی
بھای شمع کو مدت ہوئی پر انکھ مین نم ہے

کوئی ایسا ہی آجای بھی جسکا تماشا ہو
تماشا گر میری دیوانگی کا ایک عالم ہے

نکل کر تیری کوچہ سی توقع کیا پھر انکی
پڑی کانون مین اپنی دستان جم آدم ہے

ترچھی سی اوبجھتا ہی زیادہ دام مین ملکے
نتیجہ کوشش و تدبیر کا انسان کو غم ہے

نہ کہا تی گر قسم کہانیکی تو ہم زہر کہا لیتے
نہ سمجھی تی قسم کہانی جدای مین تیری ہم ہے

وہ ضد پر کام کرتی ہین کہون اغیار سی ملیے
اگر غیرت نہو مانع تو اچھا یہی ایکدم ہے

دل بی مدعا سینے مین گر انسان رکھتا ہو
تو پھر بیہودہ ہی گر گر زوتی ساغر جم ہے

قدم سی پہلی پڑتا ہی زمین پر سر مرا سالک

کہون کیا ناتوانی سی قد اپنا کسقدر خم ہے

پوچھو مجھسے نالے کو کہ کیا ہے — شکست شیشۂ دل کی صدا ہے
گرد رہ نعش پر آیا ہے میرے — کہ اتنی کثرت اہل عزا ہے
رہا تھا کیا میری مرنی مین باقی — غم جانان بقرر جانفزا ہے
ملامت میرے دل دینی پر اتنی — گرہ سی تیری ناصح کیا گیا ہے
رہی جس جس خرابی مین وہان ہم — اب اوسکا ایک افسانہ بنا ہے
بڑیگی تیرگی بخت سیہ کے — میری سر پر اگر ظل ہما ہے
رضا جو ہون تمہارا مین وگرنہ — قبول آما جگہہ تیر دعا ہے
لیا گردن پہ خون مجہہ بیگنہ کا — نزاکت کا تمہین بھرا دعا ہے
تیرا گہر چرخ چارم سے پرے ہو — ہماری بہی سیحا کچہہ دوا ہے
بنی اور بگڑے جو باتون مین تیرے — وہ اپنے خانۂ دل کی بنا ہے

دعا کر نزع سے پاؤن رہائے
نہ کر رہ سالک یہ دن سبکو دہرا ہے

ہی عبث چارہ گر و فکر دوا دینی کی — میری حالت ہی شب ہجر دعا دینی کی
خط میرا غیر کے آگے اوسی دنیا کیا تھا — نامہ بر تجکو ہی خوبات بڑہا دینی کی
کام سب میری ہوا کرتی ہین خواہش کی خلاف — مجکو دینا نہ کہین خضر دعا دینی کی
یہ مزا مونہہ کا بگاڑا غم جانان تونے — اب کوئی چیز نہین ہمکو مزا دینی کی

چشمکمن آپ کی اغیا بھی دیکھین سو بار
پر کرون کیا نہین خو مجکو جتاونی کی

غمزہ و ناز بلا شوخی و انداز غضب
ہین ادائین تیری عاشق کی مٹاونی کی

ایک دو جام سی بڑہ جاتی ہی یہان تشنہ لبی
اور عادت نہین ساقی کو سواونی کی

بیٹہنا بزم مین یون غیر کی پہلو مین تیرا
سہل تدبیر ہے یہ میری اوٹہاونی کی

گریہ ہی آمد جانان کی خبر بازاری
ہی مگر سالک مضطر کی سناونی کی

گریہ کے میری بعد بھی آثار رہگئے
ٹوٹے جگہہ جگہہ در و دیوار رہگئے

خود بزم سی وہ سمکو اوٹہائی خدا کی شان
ہم شکل اونکی دیکھکے ناچار رہگئے

باتین وہان رقیب کی تاثیر کرگئین
نالے میری اثر کے طلبگار رہگئے

گویا کہ مجھسی حال میرا سن رہی ہین جھوٹ
یون دیکھکر وہ جانب اغیار رہگئے

وہ دیکھتی ہی کرنے لگی وعدہ وصال
ہم لب پہ لاکے شکوۂ آزار رہگئے

کیا شوق قتل ہی کہ یہ کہتا ہون و نشی مین
تم تو دکھا کے خنجر خونخوار رہگئے

پہر شبان کا قصد ہی ای برق کیلئے
کیا اب بھی نیم سوختہ کچھہ خار رہگئے

کسکو ملی نہ دولت بیدار خواب مرگ
محروم ایک ہم ہی گنہگار رہگئے

قربان اپنی غش پہ ہون دل سی کہ دیر تک
وہ دیکھتے مجھے سر دیوار رہگئے

گردش سی کاپتا ہون تیری خاک ہوکی بھی
اب کیا ستم سپہر جفاکار رہگئے

سالک بچا ہوا ہے بہت بادۂ سخن

گنتی ہی کے مگر ہین قدح خوار رہگئے

کیون جاتے جاتے جانب اغیار رہگئے
کیا خود وہ مو شوخیٔ رفتار رہگئے

روز جزا تمام ہے سب حال کہہ چکے
ہم سو نخستی ہی عاقبت کار رہگئے

دیتی ہو جنس دل کی بھا بوسہ رقیب
تم ہی تو ایک جہان مین خریدار رہگئے

ایدل طریق عشق مین رکھنا سمجھ کی پانو
اس رہ مین قافلون کی بہ بہ رہگئے

لذت سپاس زخم کی مانع ہوئی کہ ہم
سر رکھہ کے زیر خنجر خونخوار رہگئے

جو راز دل مین یکی گئے زیر خاک ہم
چرچے او سیکے اب سر بازار رہگئے

عاشق مزاج حشر مین کیا داد خواہ ہون
خاموش محو لذت دیدار رہگئے

اتنی پلا شراب کہ گر کر نہ کہہ سکین
پیر مغان کچھہ اور کہ ہشیار رہگئے

کہتے ہین خار زار او سیکو کہ جس جگہہ
گر گر کے میری پانو سی کچھہ خار رہگئے

یون تیز اد نکو سوی عدو لیگیا ہی شوق
فتنے جگہہ جگہہ دم رفتار رہگئے

سالک سرای دہر مین کیا نیچ رنگان
دو چار آگے بڑ سگئے دو چار رہگئے

اوسکی سی ایک جہان فنی کہی حشر مین تو کیا
صورت میری ستم زدگی کی گواہ تھی

شرمندہ کیون ہون نامۂ اعمال دیکھکر
جانا طبیعت اپنی حریص گناہ تھی

افسوس اب رقیب سی لڑتی ہی بار بار
وہ ہی نظر جو ہمپہ تیری گاہ گاہ تھی

جاتی نہین ہین اتبو دریا تک بہی ہم
وہ دن گئی کہ یہان ہوس عزو جاہ تھی

اوس کو مین کیا گئی کہ گئی ہم جہان سے
گویا عدم کے جانیکی سیدہی یہ راہ تھی

آیا نہ لطف نشۂ مے کچھہ مگر کہین
ہم رات جسمین تھی وہ کوئی خانقاہ تھی

مشکل سی لب پہ آہ جہانسوز لای ہم
دل مین کوئی امید مگر سد راہ تھی

سالک کو وقت نزع بھی تہا تیرا انتظار
کیون ورنہ ایسے حال مین ہر سو نگاہ تھی

آئی صبا کی ساتھہ جو بوے زلف یار کی
کیا کیا نہ بن پڑی دل امیدوار کی

تم تو ہنسی سی کرتی ہو ذکر عدو مگر
جاتی رہے نہ جان کسی بیقرار کی

اس ضعف مین بھی گر کوئی نالہ نکل گیا
شامت ہی آگئی فلک بدشعار کی

گرتا ہی میری ہاتھہ سے کیون چہٹ کے جام مے
میخانہ مین ہی خاک کسی بادہ خوار کی

برسون گزاری دشت نوردی مین کیونکہ قیس
ہمسی تو رات کٹ نسکی انتظار کی

ابتک تیری گلی مین ٹہکانی نہین لگا
مٹی خراب ہی میری مثل غبار کی

ذرات خاک اپنی پریشان ہین خود بخود
ہی آمد آمد آج کسے شہسوار کی

سالک زمانی مین ہوئی کیا کیا نہ انقلاب
بدلی نہ شکل میرے ہی لیل و نہار کی

کیا خوب تم تو دیتی ہو یون گالیان مجھے
گویا خدا نی دی ہی نہین ہی زبان مجھے

ای نالہ پردہ ہای فلک پھے نکدی تمام
کچھہ تو ادھر کا حال بھی ہو وی عیان مجھے

مظلوم بیگناہ کو آخر بہشت ہے
لطف خدا کی وجہ ہی جو رستان مجھے

وہ بھی ہوا رقیب تو غمخوار کون ہے
کرنا نہ تھا ندیم سی تیرا بیان مجھے

کہتا ہی رشک غیر نہ بیٹھا ہو یہاں کہیں
ملتی ہی جای بزم مین تیری جہان مجھے

لاغر ہون یہ کہ شب تیری در پڑا رہا
دھونڈا کیا چراغ لئی پاسبان مجھے

وہان ہو رہا ہے مشورۂ قتل غیر سے
اور یہان ہی اوسکی ملنی کا سالک گمان مجھے

بس شکایت کیا میری فریاد کی
داد دیجے اپنی ہی بیداد کی

ہچکیان آئین تو رونا تھم گیا
اچھی وقت اوسنے ہمارے یاد کی

مرحبا ای ساکنان کوی دوست
کیا خبر میرے دل ناشاد کی

فکر تکلیف قفس مین مر گئے
گور ہے مٹھی ہمین صیاد کی

داور روز جزا گھبرا گیا
مین نی اتنی حشر مین فریاد کی

صبر سمجھے میری بیتابی کو یار
دیکھکر شکل اوس ستم ایجاد کی

سالک آجائین وہی خنجر بکف
آرزو ہے اندنون جلاد کی

کہٹکے خزان کی نی خلش خار و خس مجھے
صیاد خوشیان سی ہی بھتر قفس مجھے

فریاد عرش رس کی رسائی کہان نہین
ملتا مگر نہین کوئی فریاد رس مجھے

چکر مین ہون کبھی تو کبھی غرق ہو گیا
گرداب بحر عشق نی سمجھا ہی خس مجھے

لین عمر بھر نہ نام نکویان زشت خو
غیرت سی دیکھتی نہین احباب بس مجھے

سمجھا ہوا ہون تیری گلی کی خرابیان — کمبخت لی چلی ہی یہ میری ہوس مجھے
مین سیکمتا ہون ذکر خفی بدگمان نہو — کرنا ہے تیرا نام شریک نفس مجھے
کیا یہ بہی وہ گلی ہے کہ باہر نہ جاسکون — زندان مین قید کرنیکو لایا عسس مجھے
خود دیکھتے ہو آئینہ مین اپنی حسن کو — دیکھون جو مین تو کہتی ہو دیکھو نہ بس مجھے
پیچھے ہون قافلہ سے ملونگا مقام پر — ہی دور سی پسند صدای جرس مجھے

سالک چکھاون ذکر مزاجور کا ابہی
ڈرتا ہون کچھہ برا نہ کہین سنکے دس مجھے

شبہائی ماہ نی خبی تمہاری روی انور کی — کہ بدتر ہی سی قدر روز سرلت ہوتی ہی بتر کی
تماشا ہوگیا حورون کو داغ حسرت دوری — ارم مین لای ہین ہم یہ نشانی کوی لبر کی
اگر کیسر نہین افسردگی نی میرا کاشانہ — تو کیون صبح شب عشرت مٹی رونق گل تر کی
بڑہی جاتی ہی کیون دہشت یہ سکا کوچہ پا سی آیا — گہٹی جاتی ہی کیون ہر قدم پر چال سر کی
کہان کی حسن حیرت خیز کا ایسے گلشن — مگر سمجہا نہین کوی اشارت چشم عبہر کی
مدد دیتا ہون شوق جستجو کو ناتوانی سے — نشان پا سی کچھہ آگی نشانی ہی میری کی
دہ نوا مورد ستم کیا سمجھے میرا شکوہ — کہ ہر ہر لفظ کی معنی مین گنجایش ہی قتر کی
ہی کی دور مین صہبای زہر آلودہ دی جسنے — اوسی ساقی سی ہی مجکو تمنا اور ساغر کی
کیا یہ سنگ باران کو دکان شہر نے مہیا — سر شوریدہ کو ملتی نہین دیوار پتہر کی
سمایا کونسا پردہ نشین انکہون مین ہی یارب — میری ابر دان اشک مین ہی شکل چادر کی

اسی کو چین دل کہ دیا اسی کو چین جان کہوئی
یہین ہنی لٹا ہی کمائی زندگی بھر کی

ادا مطبوع انسان ہی تم ہو یا کرم سالک
تمون نی مردم آزاری سی ایک دنیا سنحر کی

مائل کیا ہی کس پہ دل بیقرار نے
دشمن سی جو نہو وہ کیا دوست دار نے

پای جو راہ کچھہ میری دل کی غبار نے
برسای خاک دیدۂ خونبا بہ بار نے

معلوم ہوگی گر کوئی نالہ نکل گیا
جانا ہی چین کیا فلک بدشعار نے

رکھہ دینگی نام حشر انہین مین سی ایک کا
فتنے بپا کیے ہین جو رفتار یار نے

رونا تہا تیری بزم مین افشای راز کا
آخر ڈبو دیا ثمرۂ اشکبار نے

جنبش ہی تیری زلف کو بی نسبت صبا
کی انہین جای کسکی دل بیقرار نے

ہو مجھہ مین اثر کیونکہ تیری سنگ در مین فرق
تہر نبا دیا ہی تیری انتظار نے

بدلی مین تیری جور کی چاہینگے تیرا وصل
پوچہا جو ہم سی داور روز شمار نے

ملجای ہای سالک بیخوار خاک مین
یہ کیا ستم کیا فلک بدشعار نے

خفا ہی آی وہ کل اور گئی خفا ہمسے
کہو کہ تاب و توان کون لیگیا ہمسے

الہی آنکہہ سی بہ جای خون ہو ہو کر
وہ دل جو دہونڈہی سو تیری عما ہمسے

سوای تیری کسی جیکی مونہہ دکہا ینگے
خدا نخواستہ ناصح چہٹی وفا ہمسے

رضای دوست پہ راضی رہی کبہی ہوئی
خلاف خواہش دشمن کوئی دعا ہمسے

فلک کا حال کہین یا عدو کا یا تیرا
پوچھے کاش قیامت مین مجھ خدا ہمسے

وہان نگاہ بلا یہان فغان قیامت زا
ہمین ہے اونسی گلا اور اونہین گلا ہمسے

قدم کا کام کیا اپنی سانس نی یارب
نفس نفس پہ ہوئی طی رہ فنا ہمسے

ہمین ہی ضد ہی جفای فلک سہا نگئے
جو پھر گئی ہی تیری چشم فتنہ زا ہمسے

سرایت اثر تیرہ روزگاری یکسہ
نباہی بخت سیہ سایہ ہما ہمسے

ہماری نالہ گردون شگاف کا احوال
فلک سی پوچھہ لو تم پوچھی کیا ہمسے

عجب نہین ہی کہ کہایا ہو زہر سالک نے
کیا ہی مشورہ ایسا ہی بارہا ہمسے

گر سینہ مین ہی آگ تو آنکھو نہین ہی پانی
نیرنگ تیرا ای دل ناشاد غضب ہے

ہم جان سی تنگ آکے پہنسے آپ قفس مین
اسپر ہی ہوگر نازش صیاد غضب ہے

جب دب گئی نالون مین میری صور کی آواز
کہتی ہین فرشتی تیری فریاد غضب ہے

حیرت ہی کہ کھنچا تیری تصویر کو کیونکر
تو سامنی اور ہوش مین بہزاد غضب ہے

وہ حور مین کیا ہی جو تو ان مین نہین یارب
پرخواہش سو ہو مہ زہا د غضب ہے

یہ شوق شہادت ہی کی جان آتی ہی تن مین
مرتی نہین گو خنجر جلاد غضب ہے

تو اور گرفتار ہو یون عشق بتان مین
انصاف نہین کرای سالک ازا غضب ہے

[illegible] ہے
صبح روشن ہی شام روشن ہے

یون ہی عشاق کو جلاتے ہین
آپ کا کیا ہی نام روشن ہے

پوچھتے کیا ہو کہ تم نالون سے
حال اپنا تمام روشن ہے

اس سے ہو دل کو روشنی ای شیخ
دیکھہ لی مے ہی جام روشن ہے

ای شب ہجر اب تو چین آیا
صبح روز قیام روشن ہے

ایک ہی آفتاب ہی جس سے
دیر ہین ہر مقام روشن ہے

جلوہ کا اوسکے جو ثنا گر ہے
سالک اوسکا کلام روشن ہے

جو بھرین ایک چٹکی صاحب تاثیر مٹی کی
ابھی شرمندۂ تاثیر ہوا کسیر مٹی کی

بنا کر آدمی کیون آپ گل مین عشق کو ڈالا
نکالی ہے خدا نی یہ نئی تعذیر مٹی کی

ہماری قبر پر بھی ایک ہجوم بیکسے ہوگا
دکھا دینگے پس مردن تجھی توقیر مٹی کی

زمین کوچہ دلدار کی کیا پا نو پڑے ہین
مل دیوانگان عشق کو زنجیر مٹی کی

رہیگا ٹوٹ کر بھی خانۂ دل عالم حسرت
اسی ہی آپ سے ہی ہین کہین تعمیر مٹی کی

یہ ہی مٹی ہی جس سی سب بنائی جاتی ہین یارب
بتون مین کیون بدل جاتی ہی پھر تاثیر مٹی کی

وہ کشتہ ہون کہ روی خاک پہ بھی آگئی سرخی
خوشی سی شکل بدلی ہی دم تکبیر مٹی کی

جنون عشق مین تیری زمانہ خاک بر سر ہے
بڑھی ہی اندنون توقیر سی توقیر مٹی کی

زبان دی ہی خدا نی بولنی کی دستی لیکن
بنایا ناز و تمکین نی تمہین تصویر مٹی کی

کہان سیل حوادث مین پہاڑ ہم خاکسار رہتا
کہین تاثیر ہی روی آب تعمیر مٹی کی

مسلط خاکیون پر کیا سی چرخ کو یارب
تنہا مقبول عذر اوسکا تو کیا تقصیر مٹی کی

وہ کیا کیا خاک اڑاتی ہین زبان پر آتو نی تو
ہماری بات بہی ای نالۂ شبگیر مٹی کی

تم آی میری گہر کا ذرہ ذرہ ہوگیا روشن
ہوی مہر درخشان سی سوا تنویر مٹی کی

اڑائی دی ہین خشت زدہ تیری کوی تدن من
بڑہیگی جستجو اب صورت کسیر مٹی کی

وہ آی خاک اڑا نیکو پس مردن تجہ سے
ہماری روح کہتی ہی زہی تقدیر مٹی کی

نبایا اس سیے دشمن کو اور ہمکو مگر سالک
کہین تو قہر مٹی کی کہین تحقیر مٹی کی

آپ کی چال قیامت ہی سہی
داد خواہی میری عادت ہی ہی

کر کی فریاد رہی کیون خاموش
نارسائی کی شکایت ہی ہی

میکدہ کی نہین ملتی گر راہ
آو مسجد کی زیارت ہی سہی

دم عیسی ہی جو داعط اعجاز
یار کی بات کرامت ہی ہی

کوئی تو بات ہنسی کی نکلے
خندۂ صبح قیامت ہی ہی

کام کا گر دل بیتاب نہین
تو بیا زغم فرقت ہی سہی

وصل اوس بت کا نہین گر سالک
آج کی رات عبادت ہی سہی

گو لبون پر جان ہی لیکن نبسط افغان چاہیے
اور ہی اغیار پر کچہہ دن تو احسان چاہیے

طی ہو الفت مین بیابان بیابان پیاہیے
پا نو جب تک ہین تلاش کوئی جانان چاہیے

دیکھکر حرمان تاثیر دعا یہ جی مین ہے
ہاتھہ خالی ہوتی ہی ٹکرے گریبان چاہئے

دوستی کب تہی کہ ناصح کو کہین دلسوز ہم
خوف سی کہتا ہی ضبط آہ سوزان چاہئے

دیکھکر ارمان تو کہتی ہین پہلی حسرتین
یہ بہی ہون گلدستہ ہای طاق نسیان چاہئے

پوچھئے طول شب غم کو نہ مجھسے جائی
دوش پر اغیار کے زلف پریشان چاہئے

عجز سی روتی نہین ہم آسمان کو دیکھکر
گریہ کہتا ہی کہ یہ بہی غرق طوفان چاہئے

ہر چمن مین ایک نالہ ہر روش پر ایک آہ
غمزدون کو تیری کیا سیر گلستان چاہئے

وہ بہار عمر ایام جوانی اب کہان
چاہئی آیندہ ترک عشق خوبان چاہئے

کچہہ دمون پر رکہا ہے زندگانی کا مدار
یہ بہی ایکدم مین ہون صرف شور و افغان چاہئے

شبہہ ہو گر داغ پنہان کا تو مرہم دیجئے
درد کا شک دل مین گر ای تو درمان چاہئے

جسقدر مہلت زمانہ دی غنیمت جائی
جسقدر فرصت ملی عشرت کا سامان چاہئے

شہر و صحرا ایک ہی سالک تکلف گر نہو
کرمک شب تاب مین سیر چراغان چاہئے

دیر و کعبہ کو رہگذر سمجھے
دلکو جو کوئی تیرا گہر سمجھے

اشک خونین بہے تو ہم دلکو
ہدف ناوک نظر سمجھے

نالۂ غیر آتش افشان ہی
شب وصلت کی تم سحر سمجھے

نہ اوٹہا اپنی ہستان ہی مین
ہم تو بیٹہے ہین اپنا گہر سمجھے

نامہ دیگر نظارہ ہی منظور
ہم تقاضای نامہ بر سمجھے

غیر سی پوچھتی ہین کوچہ یار
ایسی رہزن کو راہبر سمجھے

وہ ستم کرتی ای ہین ایجاد
اور ہم آہ کا اثر سمجھے

صرف کرنا ہی عنصر آئی
ہم تیر اگر یہ چشم تر سمجھے

اوس سی کیا مدعا کہون سالک
صلح کی بات کو جو شر سمجھے

رونگٹی تن پہ کھڑی ہوتی ہین ڈرسی میرے
الامان وادئ پرخوف وخطر سی میرے

چرخ گردش مین کئی جاتا ہی کام اپنا اور
نالہ نازان ہی کہ چکر ہی اثر سی میرے

سایہ صورت سے خورشید چھپا رہتا ہے
تنگی گور کو نسبت نہین گہر سی میرے

میری فریاد سی ہی ایک زمانہ نالان
ای فلک فایدہ کسکا ہی ضرر سی میرے

رشتہ کی جالئی صیاد نے فولاد کی تار
دیکھہ اگ نکلتی ہوی پر سی میرے

کیا شب ہجر شب وصل عدو ہی یارب
تیرگی کیون ہی عیان نور سحر سی میرے

کیا کیا تیشہ نی فرہاد سی سالک جو کچھہ
ناخن درد کو کاوش ہی جگر سی میرے

اوس بزم سی نکلکی نہین یہ خبر مجھی
جاتا کدہر ہون اور ہی جانا کدہر مجھی

دیوانہ تہا کہ یار کا گہر اوسکو جانتا
رضوان نرو کتا جو در خلد پر مجھے

افسون بازگشتہ ہے آہ شرر فشان
پہونکا نہ چرخ کو نہ عدو کو مگر مجھے

قاتل کو دیکھہ کر نہی تاب بات کی
کہتا تہا مین کہ حشر مین کسکا ہی ڈر مجھے

پہنچا دیا ہی دشت عدم تک تو دیکھیے
لیجای میری وحشت دل اب کدھر مجھے

اندوہ انتظار مجھی ہیم جان اوسے
روتا ہون نامہ بر کو مین اور نامہ بر مجھے

کعبہ کہان وہ کوچہ کہان اور مین کہان
تقدیر پہنکتی ہی ادھر کا اودھر مجھے

پھر نیکی راہ یاد رہے بیخودی شوق
کیا جانی چھوڑ جای کہان اہیر مجھے

اوس بیوفا کے دل مین نہو جای ایخدا
ہمسایہ رقیب مین دیوانہ گھر مجھے

سالک تم اونکی بزم مین مجکو بہی لیچلو
کہنا کہ ایک غیب ہی پوچہین اگر مجھے

مضطرب ہون اب یہ جی کی بات ہے
عفو کیجے بیخودی کی بات ہے

سینکڑون عشاق کی توڑی ہین دل
کیا تمہاری ناز کی کی بات ہے

کیا عجب پوچھے نہ کوئی حشر مین
ایک یہ بھی بیکسی کی بات ہے

جس فغان سی مانگتے تھی سب پناہ
اب وہ ایک بیطاقتی کی بات ہے

مدتین گذرین وصال یار کو
میری نظرون مین ابہی کی بات ہے

کہتی ہین انجام اسکا موت ہے
جسقدر غم ہو خوشی کی بات ہے

اضطراب شوق مین کہنے پڑی
جو تیری آزردگی کی بات ہے

ایدل امید اس سی ہی تاثیر کی
یہ فغان ہی یا ولی کی بات ہے

پھرتے ہین عہد وفا سی ہم کوئی
یہ بھی تمسی آدمی کی بات ہے

سچ کہا ہے دلکو ہی ایک دل سی راہ
اونکی لب پر میری جی کی بات ہے

غیر سی کچھ کہکے مجھسے کہتے ہین — تمکو کیا مطلب کسیکی بات سے
وعدہ کیون کرتے ہو کچھ دوگے بھی — یاد کسکو ہی کبھی کی بات سے
مجھپہ وہ ہنگامہ گذرا ہے کہ لوگ — کل سے کہنیگے آج ہی کی بات ہے

دہر مین سالک یہ پھیلا ہے نفاق
دوستی بھی دشمنی کی بات ہے

مر گئی لیکن خیال روی جانان ساتھ ہی — قبر مین ہی شمع مہر درخشان ساتھ ہی
جسطرف کو پھر گئی تیری نگاہ فتنہ خیز — اوس طرف کو گردش گردون گردان ساتھ ہی
قتل کا ہم شور بختون کو مزا آجائیگا — دست قاتل مین ہی خنجر اور بکدان ساتھ ہی
کب تیری کو چہین آتا ہون اکیلا جہپ کے مین — آج ہی آیا ہون تو خوف نگہبان ساتھ ہی
چھا رہی ہی بسکہ ویرانی نظر مین ہجر کی — جسطرف جاتی ہین ہم گویا بیابان ساتھ ہی
لیگئے ہونگے عدم کو ساتھ اپنی وہ بھی مجھ — ہم ہین درشیون ہی درواغ عزیزان ساتھ ہی
ہاتھ کب جنبش خبون مین کہل سکین بھر دعا — ایک ایک رونگھٹا ہوا تار گریبان ساتھ ہی

وادی پر خار مین سالک کا پہرنا ہو نہین
ناتوانی ہے کہ ایک تخت سلیمان ساتھ ہے

اب تو لب سی نجا گیا آگے — نالہ کا زور تھا آپ گے
دشت الفت مین ہمنے کیسا — مین نی رہبر کو دہر لیا آپ گے
ہی دریا گرچہ دور دور لے — دل سی کہتا ہون یہ رہا آپ گے

بیوفای اگر نکرتی عمر
ہم دکہاتی تمہین وفا آگے

وہ خوشامد ہی مین گئی گہیرا
مجکو کہنا تھا مدعا آگے

دیکہنا جو تہا سو دیکہہ لیا
دیکہتی دیکہتی ہین کیا آگے

جان ہی دیدی عشق مین ہمنے
آگیا کچہہ دیا لیا آگے

صبر و ہوش و خرد گئی دل سی
میری آنکہون کی گہر سا آگے

مرگ عاشق کی سنکی جب روداد
پوچہتی ہین کہ کیا ہوا آگے

سالک اوسیکشتی خدا کی پناہ
کسقدر تہا یہ پار سا آگے

کیفیت وصال ہی اغیار کے لئے
آرام شش جہت مین ہی دو چار کے لئے

ظلمت ہی اسقدر کہ اگر آی مہر بہی
شمع سحر ہو میری شب تار کے لئے

ہین پائمال جور و ستم خاک مین ملا
تم آسمان نبی میری آزار کے لئے

فرہاد و قیس کا جو بنا یا گیا مزار
پتہر تبر کا میری دیوار کے لئے

واعظ نہ بیخودون سی الجہہ اپنی راہ لے
تعلیل امر و نہی ہی ہشیار کے لئے

پیدا کئے ہین ناصح و افلاک و غیر کیون
یارب وہ کم نہ تہی میری آزار کے لئے

سالک نہین ہی قدر سخن کی کہین ولے
اچہا ہی شغل مردم بیکار کے لئے

آتی سی یہ آواز مجہی کوی صنم سے
کیون خاک اوڑانیکو چلی ای عدم سے

چھوکر نہ گئی دولت دنیا کبھی ہم سے
فرقت مین بھی آگاہ نہین داغ درد سے

اب ضبط فغان کا نہین ہوتا نہین ہوتا
اب بھی کہی دیتی ہین کہ باز آؤ ستم سے

تنہا رہی طوفان نے جسطرح کیا جوش
یون حشر بھی اوٹھیگا تیری نقش قدم سے

یارب تیری بخشش کا بیان اور کرون کیا
مجکو بھی توقع ہی تیری لطف و کرم سے

جب پاس نہو کچھہ تو اوسی بیچ کی لیتن مول
ہین عیش کی بندی ہمین کیا ساغر جم سے

جز یار سماتا نہین یہان کوئی نظر مین
توحید مین جو کہتہ رہی پوچھی ہم سے

کرتے ہین وہ مجھپر ستم احسان سمجھکر
گویا کہ مجھی عشق ہی اندوہ و الم ہے

جنت کی تو کیا بات ہی واعظ یہ دعا مانگ
اللہ نکالے نہ مجھی کوی صنم سے

انسان اگر حد سی ہو باہر تو ہنسی ہو
تو قیر گدا کو نہلے مسند جم سے

کس حسرت و افسوس سی ہی جان دم قتل
کچھہ پوچھہ نہ ای قاتل سفاک ہم سے

ہر حلقہ جو سر ہے بنا دیدۂ گریان
ٹپکا نہین یہ خون تیری تیغ دو دم سے

سالک جو مقدر مین لکھا ہی وہی ہوگا
اصلاح کی امید ہی کیا لوح و قلم سے

میری خاطر مین ساقی کب تیرا پیمانہ آتا ہے
کہ یہان ہر دم خیال نرگس مستانہ آتا ہے

بھٹکانی جستجوی یار مین کس کس کی چھوٹے ہین
کہ بلبل باغ مین اور بزم مین پروانہ آتا ہے

شب فرقت اوٹھا کر فتنۂ محشر سی کہتی ہے
مجھی زلف دراز یار کا افسانہ آتا ہے

نکلکر آنکھہ سی غایب نہین ہوتی ہین یہ اشیا
اسی پانی سی بھرتا عمر کا پیمانہ آتا ہے

الٰہی لوگ کیون ہوسکی خوش فردوس جانے مین
مگر اوس باغ سے آگے کوئی میرا نہ آتا ہے

دل زار اور شست یار مین ایکراہ ہی مخفی
خطا ہوکر ہی سیدہا ناوک جانا نہ آتا ہے

چلا ہون گہر سی اوٹھکر کعبہ کی جانب مگر مجکو
تردد ہی کہ رستہ مین میری میخانہ آتا ہے

مجھی گردش مین پایہ دورۂ چرخ برین کا ہے
کہ میری ساتھ چکر مین سیر کاشانہ آتا ہے

یہ رغبت ہی اوسی اغیار سی جب شعر کہتا ہی
تو مضمون ہی خیال یار مین بیگانہ آتا ہے

تیری کو چہ مین ہوجاتا ہی کیا انسان جاوید
اہی مشتاق جاتا ہی اہی دیوانہ آتا ہے

گیا جو اوس حرم کعبہ مین وہانکا ہورہا مسلک
یہ حیرت ہی سلامت کیونکہ پھر کر شانہ آتا ہے

ہاتھ مین لیکر نہ خنجر بیٹھیے
قتل کرنا ہی تو بس کر بیٹھیے

بار دو تک ہی نہین اوسکی برابر بیٹھیے
بزم مین اوسکی برابر بیٹھیے

اوٹھسی ای شور و فغان پر سطح
نقش کی مانند دلبر بیٹھیے

ہوچکی تعظیم دشمن کی کہین
ای زیارتگاہ محشر بیٹھیے

ضعف طاری ہو تو کیونکر کیجیے
جان مضطر ہو تو کیونکر بیٹھیے

یہ کوئی دفتر نہین سن لیجیے
حال دل کہتا ہون دم بھر بیٹھیے

حضرت دل کو چہ قاتل کا عزم
روی گا سر پکڑ کر بیٹھیے

روی جنگل مین بہت اب ہی کہین
گہر تنہا نیکلی گہر بیٹھیے

کینچ مارا ایک تہر بات مین
اوس صنم کی پاس پھر بیٹھیے

خاک جہانی عشق مین سبھی لاک بہت
پیر و مرشد کوئی ون گہر بتیہے

ہوگئی دام بلا الفت صیاد مجھے
ملتجی ہون کہ ستمگر نکر آزاد مجھے

دل سی منظور رہی بیداریٔ زہاد مجھے
اجر دلوائگی یہ رات کی فرہاد مجھے

اسلئے یاد ہی اونکی دل ناشاد مجھے
ہچکیان آین تو گہبرکی کرین یاد مجھے

ہون مین وہ صید کہ رویا کری صیاد مجھے
ہون مین وہ کشتہ کہ پٹیا کری جلاد مجھے

ہون وہ اوارہ کہ صحرا بھی رکھتا ہی عزیز
ہون وہ دیوانہ کہ مجنون کہی استاد مجھے

وای ای ضعف کہ سنتے تہی فرشتی اوسکو
یا سنای نہین دیتی میری فریاد مجھے

ہون وہ خود رفتہ کہ کیا جانی کہان دل کہویا
یاد آتای تو اتنا کہ نہین یاد مجھے

شکر ہی روز جزا شکر ہی نکلا مونہہ سی
گرچہ کرنا تھا تیرا شکوۂ بیداد مجھے

فصد لون روز خیال مژۂ جانان مین
بہا گئی ہی خلش نشتر فصاد مجھے

ایک شب ہوی ملتی مگر اول منزل
دشت مین قیس ملا کوہ مین فرہاد مجھے

وہ نیا شیوہ نکالین گے ستم مین کوئی
طرز فریاد بہی کرنی پڑی ایجاد مجھے

آگئی موت تیری در پہ قدم رکہتی ہی
ملگئی بیکسی حسرت شداد مجھے

عرش کیون روز جزا ہلا مجھی خدا پوچہیگا
یہ اثر حشر مین دکہلاگئی فریاد مجھے

وصل ہوگا تو خدا سازی ہوگا شاید
کہ ہی دل بستگی حسن خداداد مجھے

آگئی یاد ستم ہای گذشتہ اونکو
ہای کرنا ہی نہ تہا شکوۂ بیداد مجھے

جان یوں دی ہیں عشاق دکھا دون میں بھی
ہاتھ آجای اگر تیشۂ فرہاد مجھے

عالم وجد ہوا دیکھہ کی دوزخ کا عذاب
آگئی تہی تیری تھوڑی سی جفا یاد مجھے

میری نالون سی کبھی چین نپایا سالک
خلق کیا کہکے پس از مرگ کری یاد مجھے

ہم اونسی آج غیر کی تحقیر کر چکے
مرنکی اپنی آپ ہی تدبیر کر چکے

تاثیر نالہ ہاے شرر بار دیکھنا
وہ بھی یہ جانتی ہین کہ تاثیر کر چکے

مین خونگرفتہ آپ ہین سفاک دیر کیا
بس بس بیان برش شمشیر کر چکے

وہ رحم کہا کی بھول ہی جائین تو اونسی ہم
کس آرزو سی کہتی ہین تقصیر کر چکے

میری نکالنی کی پڑی فکر بزم سے
جب خوب سی وہ غیر کی توقیر کر چکے

زنجیر اوسکے در کی میسر نہین تو بس
احباب مجکو بستۂ زنجیر کر چکے

یون مجروح خم کہا کی ہوی ہین کہ اونسی ہم
اظہار لذت خلش تیر کر چکے

مجبوریان پوچھہ ہماری کہ کب سی ترک
اندیشۂ درستی تدبیر کر چکے

روی سخن کدہر ہی نسمجھا ہزار حیف
ہم یار سی شکایت تقدیر کر چکے

گھر بیٹھے ہی وصال تبان کی ملی مراد
اے قصد کعبہ سالک دلگیر کر چکے

نہین وہ فتنہ تیری شوخی ادا کے لئے
قدم نہ فتنۂ محشر نی جسکی آکے لئے

نہین ہی پیکر عاشق مین جان قضا کے لئے
کہی ہی جنبش ابروی ابہا کے لئے

کسی سی صانع قدرت کو داد کیا ملتی
خود اپنی ہاتہہ کی بوسی تجہی بنا کے لیئے

نہ ہاتہہ ضعف سے اوٹہین لب کو جنبش ہو
در قبول تو وا کب سی ہی دعا کے لیئے

دماغ مین ہو خدائی کی جس سی بو پیدا
وہ بندگی تو نکیجی کبہی خدا کے لیئے

یہ کون نعش پر اگر جلا گیا ورنہ
دم مسیح نہین نالۂ عزا کے لیئے

ملی تو کیونکہ ملے عمر رفتہ کا کچہہ کہوج
نہ گرد قافلہ ہی فی جرس صدا کے لیئے

کہین مریض محبت بہی چین پاتا ہی
کہ یکلخت صبر سیر نہین دوا کے لیئے

وہ ہر رہ گرد مین فرصت سجود سی کیا ہو
جبین نبی ہی میری اونکی نقش پا کے لیئے

عروج بخت کو مانع ہی نالۂ سوزان
یہ دور باش کی آواز ہی ہما کے لیئے

وصال مین ہون تو انا فراق مین لاغر
غرض ملی نہ کبہی راستی قبا کے لیئے

جو لطف حق ہو تو نقصان سود بنتا ہی
کہ ہم ہوی ہین فنا جاودان بقا کے لیئے

کبہی کہلا نہین آغاز عشق کا انجام
خبر ضرور نہین ایسی مبتدا کے لیئے

مین وہ نہین کہ طبیبونکو پاس آنی دون
یا نہین ہی تیری درد کو دوا کے لیئے

لکہا ہی سچ کہ ظلوم وجہول ہی انسان
تلاش رزق مقدر کی ہی سوا کے کیئے

پوچہہ سالک مغفور کو مرض کیا تہا
بجانہ چاہئی انسان کو قضا کی لیئے

ہی رشک کہ نالہ میرا اورونکی گہر جاوے
ورنہ تہہین آرام سی یون رات گذر جاوے

الفت مین دل انسان کی قابو اگر جاوے
اتنا تو ہوا فسوس کہ افسوس مین مر جاوے

جو تیر کہ دل مین لب معشوق نہو دے
گو تیری ہی ثر گا نکا ہو پر جیسی اوثر جاے

اس وسعت تقریر کو وہ طنز نہ سمجھین
یہ شکر جفا کام شکایت کا نہ کر جاے

طالع ہین میری پست فلک سیر کہن ہے
اب سیل بلا دیکھی دنیا مین کدہر جاے

کیونکر وہ نگہ آنکی مجھہ تک پس دیوار
جو بھر حد و نازسی تار وزن در جاے

تم خوش ہو کہ دنیا سی گئی ہی برگ اوٹھہ
رونا تو یہان ہی کہ نہ گریہی اثر جاے

جام اوس کف نازک سی چھٹی بزم عدو مین
کاش اوس سی ہی پیمانہ میری عمر کا بھر جاے

دیکھونگا تیرے فتنہ رفتار کا عالم
ہر چند قیامت ہی میری سر پہ گذر جاے

گویا کہ بنا ہی نہین کچھہ اور جہان مین
آتا ہی نظر وہ ہی جہان تک کہ نظر جاے

نالہ کی اجازت دی شب وصل کہ ظالم
ہنگامۂ جمعیت مرغان سحر جاے

اس ضعف مین اوٹھکر تیری کوچی کو چلا ہون
شاید میری مرنیکی بھی ہاتھ نے خبر جاے

کیون رد کی ثرہ کرتی ہو تر مرگ عدو پر
عاشق کا نہ لطف خلش درد جگر جاے

وہ تیغ بکف آتی ہین اب ہی کوئی ایسا
سر دینی میری ساتھہ سر راہ گذر جاے

گو شمع تجلی ہی تیرے سامنی رکھیدن
دیکھون تو سہی بزم مین پروانہ کدہر جاے

ہان سچ ہی کہ تم کیونکہ اوسی قتل کروگے
دشمن کا سر احسان نہین ہی کہ اوتر جاے

کیا چیز ہی دل جسکے ہو جانیکا غم اتنا
لیکن کسی ہمپہ یہ اگر نہ اگر جاے

سالک سی کہو کوچہ جانان نہین کچھہ وہ
جاتا ہی جو محشر مین تو بیخوف و خطر جاے

لب پہ ہر دم جو فغان رہتی ہے
بات بھی شعلہ فشان رہتی ہے

یون غمون مین میری جان رہتی ہے
جیسی دانتون مین زبان رہتی ہے

کسکے دیدار کی یہ حسرت ہے
آنکھہ ہر دم نگران رہتی ہے

جسم مدت سی ہے خالی خالی
ہجر مین جان کھان رہتی ہے

خواہش خلد رہے مرقد مین
مرکے بھی فکر مکان رہتی ہے

وہ چمن زار تمنا ہی میرے
جاودان جسمین خزان رہتی ہے

یہی رونا ہے کہ آنکھون سی مدام
ایک ندی سی روان رہتی ہے

کہوے رہتی ہین حوایک عمر سی ہم
فکر مضمون دہان رہتی ہے

دل خون گشتہ کی جو حالت ہے
میری آنکھون سی عیان رہتی ہے

جان جاتی ہی ولے جان کے بعد
حسرت وصل تبان رہتی ہے

داد خواہی کو وہان جاتا ہون
ایک قیامت سی جہان رہتی ہے

بڑہ گیا ضعف کچھہ ایسا کہ پوچھہ
دلپہ حسرت بھی گران رہتی ہے

ہی دم سرد پہ جینے کا مدار
برق سینے مین نہان رہتی ہے

تیر یاران بلا کیون اسی چرخ
یون چڑہی کسکی کمان رہتی ہے

سالک حال وہ جب پوچھتی ہین
نام کو موہنہ مین زبان رہتی ہے

کچھہ مجکو فکر ضعف و نقاہت نہین رہی
خوش ہون کہ اضطراب کی طاقت نہین رہی

جور و ستم کی اوسکی جو غایت نہین رہی
یہان ہی میری وفا کو نہایت نہین رہی

ٹھہرا ہون مین ہی مورد آفات روزگار
اب اہل دہر پر کوئی آفت نہین رہی

کسکو نہین ہی موت مجھی اسکا غم ہو کیا
حسرت تو یہ ہی غیر کو حسرت نہین رہی

ہلتی نہین ہین لب بھی یہان فرط ضعف سے
کیجی ستم کہ تاب شکایت نہین رہی

یہ رشک ہے کہ غیر تلفظ مین آئیگا
مجکو تمھاری عشق مین غیرت نہین رہی

سنکر جواب دعوئی بیجا فرہ کلیم
اب کچھہ مجھی کلام کی جرات نہین رہی

افسوس آئی مجکو شمار وعدہ موت
اب حشر مین بھی اوسکی شکایت نہین رہی

نکلی بغل سی غیر کے وہ کیا کہ قبر مین
مجھہ پر فشار کی بھی اذیت نہین رہی

محشر مین تیری آتی ہی ہنگامہ بڑ گیا
سمجھی تھے جسکو ہم وہ قیامت نہین رہی

آسان کریگا سختی ہجر بتان خدا
سالک کسی پر ایک سی عسرت نہین رہی

یون حال اوس گلی کا سنانا نہ تھا مجھی
آخر بحیلہ چھوڑ گیا رہنما مجھے

خوبان زشت خو مین حقیقت نما مجھے
آتا ہی یاد دیکھکر انکو خدا مجھے

غش دیکھتی ہی صورت جانان ہوا ہون مین
عاشق ہون کب ہی دہنین دراز مجھے

انصاف کا گمان ہی شب وصل کی امید
ہی شکوہ دراز می روز جزا مجھے

گرداب کا ہی کشتی عمر روان کو خوف
گہیری ہوی ہی بحر محیط فنا مجھے

اوسکا ہی جلوہ سب مین اگر ہی تو کیون نہو
حیرت فزا مشاہدۂ ماسوا مجھے

مین آپ مین نہین ہون مجھی دیکھہ شوق سے
تیری ادا نے شرم نی بیخود کیا مجھے

رہی باعث رہائی قید حیات اگر
درد جگر عزیز ہی جان سی سوا مجھے

تم جسطرح عدو سی ملی بس ملے ہو خیر
آتی ہی ذکر کرتی ہوی بیحیا مجھے

وہ بت اگر ہو درپی جان ہی تو کیا ہراس
سالک بچانیوالا ہے میرا خدا مجھے

ظہور بیت چکیز روزگار مین ہے
غنان تو سن بیداد دست یار مین ہے

وہ ایک عمر سی پابند زلف یار مین ہے
یہان یہ بہولی ہوی ہین کہ دل کنار مین ہے

وہ شکل دیکھہ کی لاکھون ہی بہ گئے دریا
مگر ہنوز میری چشم اشکبار مین ہے

اوٹھہای صدمی کچھہ ایسی کہ صبح یاد نہین
کٹی یہ رات مجھی کسکے انتظار مین ہے

دلیل راہ خطرناک جانتا ای خضر
نشان میری قدم کا جو دشت خار مین ہے

بنی سحاب گراس سی تو فتنہ ہی برسین
اثر یہ کوچہ دلدار کے بخار مین ہے

وہ قتل کی ہے تمنا کہ اوس سے کہتا ہون
یہ دیکھنی ہی کا دم تیغ آبدار مین ہے

ہنوز وصل بتون کا تو زہر کھا لیجے
وہ اختیار نکیجے جو اختیار مین ہے

ملی مین خاک مین کیا حسرتین شہید وفا
کہ بوی خون تیری کوچہ کی ہر غبار مین ہے

ہزار دن ہی نہ ایسی گذر گئے ہونگے
یہی ہی روز قیامت تو کس شمار مین ہے

وہ سنگ جو کہ میری سر کی خونسی ہو لال
دکہا تو کوہی بہی فرہاد کوہسار مین ہے

وہ خار جو کف پا مین میری نہ ٹوٹا ہو
بتا تو ایک بہی ای قیس دشت خار مین ہے

ہم انتظار مین ہین موت کی ولیکن موت
کسیکے جنبش ابرو کی انتظار مین ہے

طرح طرح کے بدلتا ہی روزگار جو رنگ
یہ ایک شعبدہ ساحشم اعتبار مین ہے

یہ فیض ہی در جانان پہ جان دینی کا
کہلا دریچہ جنت میری مزار مین ہے

اوسیکو ہای سمجھتا ہون از عشق اپنا
جو بات ایک سی لیکر پڑی ہزار مین ہے

سنی ہی سالک بیمار کی جو انمرگے
کہ سوگ مجلس رندان بادہ خوار مین ہے

در پہ تنہا قاصد نوید وصل یار آنیکو تھی
آج ہی کیا موت ای پروردگار آنیکو تھی

کیا بری دن تھی کہ اغیار بدآموز آئے
جب تجھی کچھہ کچھہ فای بدشعار آنیکو تھی

ہجر کی شب کٹ چکی جوش تظلم کیا کیا
نیند انکھون مین میری روز شمار آنیکو تھی

پاس آداب محبت نی گلا گھونٹا میرا
ورنہ دل سی لب تک آہ شعلہ بار آنیکو تھی

داد کب ملتی ہی دیکھین اوس خرام ناز کی
لاکہہ بار ای قیامت ایکبار آنیکو تھی

پھلی وعدہ یاد ای تیری اوس عدہ کی سا تھہ
لب پہ جینی کی دعا بی اختیار آنیکو تھی

کوہکن کی موت ہی تھی وہ تو مرتا ہر جگہہ
تجھہ بدنامی مگر ای کوہسار آنیکو تھی

تم عیادت کو نہ آتی ساتھہ دشمن کی اگر
عمر مین کچھہ اور مدت مستعار آنیکو تھی

رہگیا کیون یار کی عہد قیامت خیز مین
تیری شامت ہی سپہر بدشعار آنیکو تھی

لطف ظاہر سی چھپی کیونکر عناد باطنی
وہ ہی لب پر ای جو بی اختیار آنیکو تھی

لیکے دم مجھہ بخت جا لگا تہک کے بیٹھا چند روز
ورنہ عزرائیل کی ہر سو پکار آنیکو تھی

کچھہ فشار قبر ہی رو کی رہا صد شکر ہی
ورنہ سینہ پر میری لوح مزار انیکو تھی

پہلی ہی قاصد کی مرنی ہی نہ سالک کی موت
یہ خبر بھی زندگی مین ایک بار انیکو تھی

کنج مزار مین بھی وہی اضطراب ہے
دل ہی کہ ایک مشت غبار عذاب ہے

کیا رشک ہو کہ دیکھنی کی کس کو تاب ہے
عارض پہ تیری فرط تجلی نقاب ہے

کیونکر نہ سرگران ہون پشیمانیونسی ہم
پیری خمار نشہ عہد شباب ہے

دیدار حسن یار ہی درمان چشم تر
کاشانہ سوز شبنم گل آفتاب ہے

پہنچی عدو کی گھر مین تو دامن جھٹک دیا
ہم خاک بھی ہوی ہین تو ٹھی خراب ہے

یہان ہو گئی ہی بند زبان رعب حسن سے
وہ جانتی ہین بات مری لاجواب ہے

خط سی زیادہ گریہ ہی ای نامہ بر مجھی
اوسکی ہی گھر کی سمت رواں سیل آب ہے

تاب سخن نہی ہی زبان رقیب مین
گویا کہ میری بات کو بھی انقلاب ہے

خود ہو گئی ہی خلوت اغیار پردہ در
اب کیا چھپاتی ہو تھمن کیسکا حجاب ہے

خط جسمین کو کیونکہ مٹاون کہ حشر مین
اعمال نامہ کا میری یہی جواب ہے

ہون بیخبر مشاہدہ حسن یار مین
پرسش مین کب سی داور روز حساب ہے

لوخون ہو کے اور زیادہ ہوا غریز
آنکھون مین مسکن دل خانہ خراب ہے

چن چن کے مین نی لکھی ہن اوصاف حسن یار
ہر شعر اس غزل مین میرا انتخاب ہے

اوس قلزم گناہ مین سالک ہون آشنا

ساحل پہ جسکے زورق جام شراب ہے

کب یہ طریق اہل وفا مین صواب ہے
فرہاد خودکشی سی مجھی اجتناب ہے

عارض سی کسنے آج اوٹھایا نقاب ہے
مانند ماہ روز نیا آفتاب ہے

آباد ایک خانہ دل ہی رقیب کا
ورنہ تیری ستم سی زمانہ خراب ہے

بی پردہ میری سامنی آتی ہین اس طرح
گویا کہ اونکی دیکھنی کی مجھپہ تین تاب ہے

کیا خون نامہ برسی پسر قتل نامہ بر
لکھتی ہن وہ مگر میری خط کا جواب ہے

دلمین دکھائی دیتی ہین کیا بیحساب داغ
گویا کہ دفتر ستم بیحساب ہے

یہان وصل و ہجر ایک ہی کچھ نام کا ہی فرق
جو پہلی شوق تہا وہی اب اضطراب ہے

جتنی گئی ہین سب کے ہی غم مین ہین مبتلا
ملک عدم یہان سی زیادہ خراب ہے

نکلی ہین میری قتل مین کیا کیا کدورتین
سنتا تہا مین کہ خنجر قاتل مین آب ہے

سیکہا ہی تو بہی گردش چشم تبا کی ڈہنگ
ای روزگار تجکو مدام انقلاب ہے

نیکی بدون سی حق مین ہی چونکی ایک بدی
ظالم نگاہ رحم عدو پر عذاب ہے

ای ضعف چشم خلق سی مجکو چہپای رکہہ
میری خیال مین وہ سراپا حجاب ہے

وصف جمال یار سنا کیا رقیب سے
ناصح کو اج پند سے کیون اجتناب ہے

سرگوشیان رقیب سی ہوتی ہن کیا کہین
منظور قتل سالک کامیاب ہے

بڑہی لوا در زینت آسمان کی
ستارون مین ہی صورت فشان کی

ہنسو بولو کھلے خوبی زبان کی
خموشی بات کہوتی ہے دہان کی

میری اس سادگی پر رحم کھانا
کہ تمسے آرزوی دل بیان کی

بہت بدلین میری شکلین ویسکن
نہ بدلی صورت اونکی امتحان کی

بنے مدفن میرا گر اوس گلی مین
خبرون مین زمین سی آسمان کی

کہلین سب پر ہمارے جی کی باتین
بنی صورت یہ اخبر راز دان کی

پڑے کیونکر نہ مجھ لاغر پہ ہر بار
نظر ہے ناتوان مین پاسبان کی

نزاکت سی بڑہا لطف شب وصل
نہین ہی تاب اونہین خواب گران کی

پڑے پورا جو کوئی ہاتھ قاتل
کہلی قسمت شہید نیم جان کی

جو قصہ کا تیری انجام ہے قیس
وہ بسم اللہ ہے یہان دستان کی

لحد بحر فنا کا ہے کنارہ
کہان کشتی تہی عمر روان کی

اوتر جاے گلے سی گر کوئی جسم
تو ہو دل مین جگہہ پیرہن کی

درازی روز غم سی لی شب وصل
کہانی تا کہون شوق تھکان کی

یہی شوق اسیری ہی تو سالک
خرابی آچکی ہے آشیان کی

رنج و حسرت کے سوا حاصل دنیا کیا ہے
غافل اس کارگہ ہیچ مین رکھا کیا ہے

بیٹھکر گوشہ مین منظور ہی کونین کی سیر
دل ہی بیدار تو پھر دیدۂ بینا کیا ہے

وجہ بیگانگی خلق سی ملنا تجھہ سے
گر زمانہ میرا دشمن ہی تو شکوا کیا ہے

میری وحشت کو ہی اپنی ہی سی وحشت سمجھا
یہی صحرا ہی جو ای قیس تو صحرا کیا ہے

جانتے ہو کہ برا کون ہے گاڈر سے
تم کو اغیار سی ملنے میں محابا کیا ہے

جی میں تھا اونسی کہوں حال پر اخلاک کہوں
جانکر پوچھتی ہیں تیری تمنا کیا ہے

لب جانبخش کی اپنی وہ ہیں جانتی قدر
مجھ سی کہتی ہیں کہ اعجاز مسیحا کیا ہے

وجہ ہنگامہ ہوئی مرگ میری جسکی لئے
اونسی اتنا بھی نہ پوچھا کہ تماشا کیا ہے

چیر کر سینہ دل اپنا ہی دکھانا بس تھا
تہمت دامن صد چاک زلیخا کیا ہے

جان لینی کی ہے تدبیر شب و روز اوسے
دشمن جان کہیں مجھ سا ہی دلیر کیا ہے

اونسی کیوں غیر کی تعظیم میں اولجھی سالک
تم ہی چھوٹی سہی جانی دو یہ جھگڑا کیا ہے

وہ زیب شبستان ہوا چاہتا ہے
یہ مجمع پریشان ہوا چاہتا ہے

کچھ ایسا ہوا ہے زبون حال میرا
کہ وہ بھی پشیمان ہوا چاہتا ہے

بری ہوگئی شہرت کوئے جانان
کوئی خانہ ویران ہوا چاہتا ہے

طبیعت اجل کی طرف دوڑتی ہے
کہیں بھی ارمان ہوا چاہتا ہے

تیری غم نے سب کام آسان کئے ہیں
کہ مرنا بھی آسان ہوا چاہتا ہے

مطالب گرہ ہو گئے کیوں لبوں پر
مگر کوئی پرسان ہوا چاہتا ہے

اب اوٹھتی نہیں ضعف سی پانو اپنے
بیابان بیابان ہوا چاہتا ہے

چلی آتے ہیں سیر کرتے ہوئے وہ
گلستان گلستان ہوا چاہتا ہے

رکھون دوست اسکو بھی تیری طرح سی
کہ دل دشمن جان ہوا چاہتا ہے

یہ جلوہ جو دیکھا پس پردہ مین نے
کہین داغ پنہان ہوا چاہتا ہے

ند دیکھا کر دتم کہ اب آئینہ بھی
میری چشم حیران ہوا چاہتا ہے

نکالا ہی یہ رنگ حالی نی سالک
کہ ہر شعر دیوان ہوا چاہتا ہے

رکھو وہ شیوہ نہ منظر نظر مین رہے
کہ جس سی راز محبت بشر بشر مین رہے

چمن جنکی تیرا رگذر گذر مین رہے
تو نخل طور کا جلوہ شجر شجر مین رہے

عزیز تر ہے اگر ہو سر شک مین تاثیر
لطیف تر ہی جواب گہر گہر مین رہے

اودہر تمام کیا آسمان نے اپنا کام
ادہر یہی ہوی اہل ہنر ہنر مین رہے

دفور غم سی یہ جی مین آرزو ہی اسطرح
نہ دل مین حال نہ خون جگر جگر مین رہے

بری خبر ہو تو اس طرح نامہ بر کہنا
کہ صدق و کذب کا شک بیخبر خبر مین رہے

سمجھکی عشق کرا دل کہ کیا نہین معلوم
جو سوچتی نہین نفع و ضرر ضرر مین رہے

اوٹھا دون قبر مین بھی لذت خلش تا حشر
خدا کری کہ خدنگ جگر جگر مین رہے

وفا ہماری ستم آپکے کچھ ایسی ہون
کہ مرتون بھی چرچا بشر بشر مین رہے

شب فراق ملی تیرہ روزگاری مین
سحر گذر گئی اور ہم سحر سحر مین رہے

ہم اونکی بزم مین بیٹھی رہی ولیکن یون
کہ جیسی رہرو راہ خطر خطر مین رہے

کہے جو سینہ سی نالہ تو چاہی ایدل
مثال معنی لفظ اثر اثر مین رہے

شبِ وصال کی یارب نہ روشنی کم ہو
وہ نورِ عارضِ رشکِ قمر قمر مین رہے

تمیزِ غم کو دیا تھا فلک نے عیش اتنا
کہ جیسے جلوۂ زنگ شرر شرر مین رہے

ہماری قتل کی لو ناز کی سی پھیلے صلاح
ابھی تو خنجر زیبِ کمر کمر مین رہے

ادای شرم مین لاکھون اشارہ ہین سالک
جھکی ہوئی یہ کسیکی نظر نظر مین رہے

ارم مین آگئے کوی بتان سے
اجل لای کہان ہمکو کہان سے

گری سر پر تو خوش ہون آسمان سے
کہ سر اوٹھے نہ تیری آستان سے

وہین لائی ہے پھر بیتابیِ شوق
قیامت لیگیا تھا مین جہان سے

سنجر کیا بتا یگا میرا احوال
فلک کیا دور ہون مین لامکان سے

ملا کر خاک مین ہمکو ملا کیا
کوی اتنا تو پوچھے آسمان سے

نہ یہان حسرت نکلتی ہی وہان بات
ملی ہتے نگی دل کس دہان سے

وہی ہے قتل پر اصرار اونکو
تھکے ہم منت شور الامان سے

ہوئی طاقت جو اوٹھنیکی تو اتنی
پھری اگر قفس مین آشیان سے

چلے تھے ساتھ ہی سو قفنے لیکن
یہ کچھ تیز آے مرگ ناگہان سے

نظر مدت سے یون ہی جانب در
گئے ہین وہ ابھی گویا یہان سے

منانے کون اب اگا سالک
عبث تم روٹھکر آئے وہان سے

بہرونگا دہر کو شور فغان سے
بلا گرنے نہ دونگا آسمان سے

تمہین شرما کے کہدو کچھہ زبان سے
نکہواؤ کہ آے ہو کہان سے

بہت طوفان قوم عاد گزرے
غبار اوٹھا نہ خاک ناتوان سے

فلک یہ بھی ہی تیری مہربانی
ملایا اور کس نامہربان سے

زبان کسکی ہے جو اوسکا بیان ہو
بیان اوسکا سنو میرے زبان سے

ابھی ملنے کی ہے اونسے توقع
ابھی واقف نہین ارمانھان سے

وہ ایک کجباز ہی یہان لاکھہ کجرو
زمین کو کم نہ سمجھو آسمان سے

لبون تک آگیا راز نہانے
اب اخفا ہو تو مرگ ناگہان سے

کیا آینکا وعدہ موخہ بناکر
نہین کل کام وہ یتیے ہین ہان سے

فلک غمخوار بلبل ہو تو کل کیا
نہ نکلی بوی گل بہے گلستان سے

شب وعدہ صدا ے پا نے تیری
جگایا بخت کو خواب گران سے

کہان پیدا ہین سالک سی جوانمرگ
بہت پچتاے ہونگے امتحان سے

دسرکو نسبت نہین ایجاد سے
تنگ ہون چیرخ کہن بنیاد سے

اونسے ہی وہ آرزو کہنی مجھے
جو دم خسر کہن جلاد سے

کوئی تو پرسان ہو میری حال کا
اتبو شرم آنی لگی فریاد سے

ہی طبیعت کسقدر جدت پسند
مل گئے ہم اوس تیم ایجاد سے

جانکر ظالم ملیگا تجھ سے کون
خوش ہون تیری شیوۂ بیداد سے

تیشہ کیسا چاہتا یہ عشق اگر
کام لیتا ناخن فرہاد سے

تم اگر پوچھو تو ہم کیا کیا کہین
بڑھگئی ہین حسرتین تعداد سے

اس علوشان کی کیا اتھا
وہ کبھی اوتری ہی میرے یاد سے

جی مین ہی وہ اپنے حق مین کیجئے
ہو نہ جو کچھ اوس ستم ایجاد سے

خوگر جور و جفا ہون اسقدر
مینڈاتی ہی تیری بیداد سے

سرکشی کس بات پر ہی ای فلک
نالہ واقف ہی تیری بنیاد سے

میری نظرون مین ہی سالک ایک ہی
ہی عیان وحدت میرے احاد سے

مدعا کہنی کی دل مین تو ہوس اتی ہے
رعب سی اونکی زبان بند ہوئی جاتی ہے

وہ گلی صورت فردوس نظر اتی ہے
سبز باغ اج طبیعت مجھی کہلاتی ہے

ای دل اس ضعف مین ہی تو بھی غنیمت کہ کبھی
بیقراری تیری کروٹ تو بدل جاتی ہے

اون لگاہون کو ہی کچھ اور بھی گردش اتو
مین تو مین غیر کی تقدیر بھی چکراتی ہے

سخت جانون کو تیری موت کب اتی ہی مگر
جان کھٹ گھٹ کی لبون پر کبھی اجاتی ہے

بیکسیھای جنون دیکھ کہ بیٹھون جو کبھی
ایک وحشت ہی کہ تلوی میرے سلاتی ہے

میری ویرانی مین کیا ایمگا وہ غیرت حور
کہ ہر ایک گوشہ سی فردوس کی ہوا تی ہے

کیونکہ تکرار قوافی پہ نظر رکھ سکتا
مجکو تکرار شب وصل کی یاد اتی ہے

بیخبر سوز محبت سی نرہنا سالک
ہی یہ وہ آگ کہ دم بھر مین بھڑک جاتی ہی

کب کرم دیکھی ہی ہجران مین قضا کرتی ہی
کب اثر دیکھیے دشمن کی دعا کرتی ہی

دہر مین روز جزا ہوتی ہی ہوتی ظالم
نگہ ناز تیری دیکھیے کیا کرتی ہی

آپ کیا پوچھتے ہین صدستم نہیں منسکر
اب تباہ دیتی ہین گر عمر وفا کرتی ہی

جلد اوٹھنے کو ہی فتنہ تیری محفل مین کوئی
دیکھیے غیر کی تعظیم یہ کیا کرتی ہی

صدئہ ہجر بھی سہکر رہون زندہ افسوس
میری ہستی مجھے مایوس فنا کرتی ہی

کاش بجای ہین کوچہ اغیار مین جائے
کہ جھان رہتی ہین ہان برق گرا کرتی ہی

شرم قامت سی تیری رہتی ہی پنہان ورنہ
توجب اوٹھتا ہی قیامت ہی اوٹھا کرتی ہی

جرم افشای محبت نہو ثابت مجھ پر
اوس سی کیون سہی میری خلق خدا کرتی ہی

شوخیون مین بھی نہ دیکھی یہ کنائے ہمنے
جو تمہاری نگہ شرم ادا کرتی ہے

ٹھہرہ چھوڑ کے اللہ پہ سالک سب کام
دیکھہ تدبیر پہ تقدیر ہنسا کرتی ہے

اکیلی ہم نہ تیری بزم سی اے بیوفا نکلے
ہمارے ساتھہ غیرون کی ہزارون مدعا نکلے

زبان کٹ جای گر لب سی تمہارا کچھہ گلا نکلے
مگر یہ تو کہو گا تمکو کیا سمجھا تہا کیا نکلے

کبھی نیچی ہوئی آنکھین کبھی ہم نہ پھیر بیٹھے
نگاہ لطف مین سو طرح کی عذر حیا نکلے

سمجھا صدمہ ہجر تبان سی ٹوٹا دل کا
اگر مونہہ سی کبھی نالہ غم کی صدا نکلے

کیا جتنا مداوا چارہ گرنی درد الفت کا
مگر اوس سی زیادہ حضرت دل مبتلا نکلے

سحر ہونے نہ دیگا بخت روشن وصل کی شبکو
عجب کیا شرم سی خورشید اگر بنکر سہا نکلے

یہ سن یہ بادہ و شاہد پرستی خیر ہی سالک
ذرا بر آدمیت کی بھی ای مرد خدا نکلے

اب نہین آتی تو موت آئی میری
کہتی ہین دیکھو مسیحائی میری

قصہ طولانی ہے وہ نازک دماغ
اور گویائی بھی گویائی میری

میری صورت پر ہین اثار نیاز
سر اوٹھانا ہے جبین سائی میری

جستجو کرتا ہون کسکے وصل کی
ہی مین اور ہر زہ پیمائی میری

دیکھکر اونکو عبث سنبھلا رہا
جرم ٹھیری ہی شکیبائی میری

ہی ازل آورد از خود رفتگی
میرا گم ہونا ہے پیدائی میری

زہر احباسی چھپا کر کھالیا
عاقبت کام آئی خود رائی میری

ایک مدت سی نہین مین آپ مین
آپنے بھی کچھہ خبر پائی میری

کعبہ ہو یا آستان یار ہو
بی اثر ہے جبہہ فرسائی میری

گر اجازت دو تو حال دل کہون
آپ کے لب پر ہی گویائی میری

تو بھی اگر مجمع اضداد دیکھہ
ایک ہنگامہ ہی تنہائی میری

چپ نہو سالک کہے جا حال دل
کچھہ طبیعت تو نے بہلائی میری

اب لاف ضبط الفت پنہان کیجے ہو چکے
چرچے جہان مین شور فغان کے ہو چکے

یوسف نی راہ مصر کی سیکھی ہی خوب اب
سامان اجنبی گنعان کے ہو چکے

اب باز پرس حشر سی کیا کام ہے کہ ہم
محو خیال لذت عصیان کے ہو چکے

اب بھی زبان نہ بند ہو ناصح ہزار حیف
ٹکڑی ہزار میری گریبان کے ہو چکے

یہ ہی اگر ہے جلوہ حسن نگاہ سوز
دعوی قبول ہو سی عمران کے ہو چکے

اب آکے میری راہ مین نشتر بچھائی
خوگر یہ پا نو خار مغیلان کے ہو چکے

صبح شب وصال نی کیسا کیا خموش
گویا کہ سب گلے شب ہجران کے ہو چکے

دیکھین قیامت آکی اوڑاتی ہی خاک کیا
ہم خوگر اونکی جنبش دامان کے ہو چکے

چپ چپ عدو کو دیکھہ کی پوچھین جو آپ حال
پرسان وہ میری حال پریشان کے ہو چکے

آجاو اب بھی لب پہ نہ آجای اور کچھہ
شکوی تمام گردش دوران کے ہو چکے

ہمت سی دور کچھہ نہین بیت الحرم ولے
مدت سی ہم تو کوچہ جانان کے ہو چکے

مرجاون آپ تاری قاتل کی آبرو
سوار مجھہ پہ خنجر بران کے ہو چکے

سالک نظر خدا پہ رکھو اور چلے چلو
رہبر نصیب اپنے بیابان کے ہو چکے

دنیا مین اسطرح سی کی ہی ہم جہان رہے
گویا کسی رقیب کی گھر مین مہمان رہے

دست کلیم سوز درون کا گواہ ہے
ممکن نہین کہ راز محبت نہان رہے

سہتا ہے جور و ظلم تو قع پر اور مے
ہان چہرہ لطف کی بھی دم استخوان رہے

تغیر حال دہر سی بڑہتی ہی حسرت اور
تسکین رہی چمن مین جو دائم خزان رہے

بڑہتا ہی جای قطرہ تو دریا سی کم نہین
ایکاش ایک طال پر شبنم روان رہے

ڈرہے کہ رفتہ رفتہ نہ بنجای صور حشر
ہی خیر اسمین اپنی فغان گر فغان رہے

تو اور سکے دل مین گہر نہ بنای جوای عدو
نظرون مین بی بنای کون و مکان رہے

ہی مجکو جان کر تجھی پہچانتا ضرور
میری طرح خراب کیون رازدان رہے

گر تجھہ مین شوخیان ہین تو گستاخ مین بھی ہون
قاتل نہ تیری ہاتھہ نہ میری زبان رہے

آجای رازدل نہ کہین لب پہ دیکھنا
ای ضعف بات کی بہی تاب و توان رہے

کیسی شب وصال ہی روشن کہ شام سے
آثار صبح کی میری مونہہ پر عیان رہے

سیدہی نظر چمن مین کوی دیکھتا نہین
آپکے پڑا ہی پا مین اگر آشیان رہے

لب پر دعای مرگ رہی ماجرا نپوچہہ
ہم آپ اپنی حال پہ شب مہربان رہے

سالک ہوا نہ وصل تو ہی ہیچ زندگی
مانا کہ دہر مین رہی اور جاودان رہے

کام آیا صبر مین یہ اضطراب دل مجھی
اب نظر آتی نہین مچھلی پہ کہی سل مجھی

کیون نہو بحر محبت سی گزر مشکل مجھی
پیش سو گرداب آتی ہین لب ساحل مجھی

بھر استقبال دشمن نرم سی اوبہی ہین
پانوسی جاتی ہین ٹہکراتی سر محفل مجھی

ہو کی خوگر ذوق بیتابی نہایت بڑہ گیا
چاہی ہی ہر سر مو تو مضطر دل مجھی

تیری ہونی سی لگی میری شہادت مین دیر
تو نی مارا ای نیام خنجر قاتل مجھی

آجتھی بہی لی چلون پر مغانکی پاس مین
شیخ قسمت سی ملا ہی مرشد کامل مجھی

لی چلی ہی ای تمنای شہادت کسکی پاس
جوہر سمجھی امتحان تیغ کے قابل مجھی

رات وہ ہی وصل کی ہی حال وہ ہی ہجر کا
آپ وعدہ پر گرائین ہی تو کیا حاصل مجھی

گہر سی نکلی ہین لگا کر ہاتھہ سی دشمن کی ہاتھہ
تم نہ اپنی ہاتھہ سی کرنا کہین بسمل مجھی

بیٹھہ کر مطلب میری سنلو یہ جہگڑا ہی چکاؤ
آج قائل ہو کی اوٹھو یا کرو قائل مجھی

اب نہین ہوتی خبر سو بار گر ہو جای صبح
وصل کی شب نے کیا ہے اسقدر غافل مجھی

دم نہ لی شوق شہادت مین کہان قاتل کہان
زہر ہی تو کوئی ہاتھہ آتا نہین قاتل مجھی

میری ہر ناخن مین پہانسین لگی ہین ٹوٹ کر
اور اوہ الجھا کر دیا ہی عقدۂ مشکل مجھی

نالہ و فریاد ہی آہ و فغان ہی رات دن
وہ ہی کیا بیدرد ہین کہتی ہین جو کامل مجھی

کام کیا سیدہی ہون جب ہو کار فرما کا پیچ حال
یعنی حق نی پہلوی چپ مین قرار ہی دل مجھی

ایک تحفے پر قدم ماری ہوی جاتا ہون مین
ہو نہ معلوم آہ یارب دوسری منزل مجھی

جی مین ہی دور دور پھلی اوٹھون یاد روز بعد
حشر مین ہونا نہین اغیار کی شامل مجھی

توبہ مرتی دم کر دنگا بادہ نوشی سی ضرور
جانتا سالک تم اپنا ہی سا غافل مجھی

آسودہ جو کہ خاطر بی مدعا سی ہے
کیا کام اوسکو ساغر گیتی نما سی ہے

آمادۂ ستم فلک و یار کینہ جو
پیغام موت کا مجھی اب جانجا سی ہے

ظاہر مین اوسکو وعدہ ہی کرتی ہی آگی
خواہش وصال کی مجھی اس التجا سی ہے

ای چرخ فرده تیرزن تیرے کمان شکن
یعنی زبان فگار ہجوم دعا سی ہے

وقت ظہور نام ہوا فانیون مین ثبت
انجام آشکار میری ابتدا سی ہے

ای اضطراب شوق نہ لی جان وہ کہان
اوبجہا وہان خیال مین نیند قبا سی ہے

اوس شہسوار ناز کی غربت کو کیا ہوا
خاک اپنی پائمال شمال و صبا سی ہے

کیا پوچھتی ہو مجھسے کہ تو کیون ہی مضطرب
یہ ہی تمہاری جلوہ صبر آزما سی ہے

ہی اب تک اوسکو میری ہی فریاد کا گمان
حاصل یہ مجکو نالہ اہل عزا سی ہے

رو رو کے اوس سی کہتی ہین یون ماجرا مجھے
گویا بیان حال کسی آشنا سی ہے

مایوس ان بتان جفا جو سی ہو چکے
کب تک نہ ہم کہین کہ توقع خدا سی ہے

سالک وہ کیا صلاح نہ لینگے رقیب سے
اظہار مدعا مجھی کس مدعا سی ہے

لطف دشمن پہ کیون کیا تو نے
یون اگر کی تو کی وفا تو نے

سہل سمجھی میری شفا تو نے
کی بس ای چارہ گر دوا تو نے

جس سے احوال کہئے وہ ہی سمجھے
خود کیا ہی جو کیا تو نے

اتہوا دھین گے حشر اوٹھا کر ہم
کیون نظر سے گرا دیا تو نے

ہای کس بزم سے نکالا ہے
ای دل رشک آشنا تو نے

کہہ کے احوال دیکھتا ہون شکل
جانتا ہون کہ سن لیا تو نے

یون بہی ہوتے ہین نارسا نامے
کیون بگاڑی میری ہوا تو نے

حال کہئے تو کہتے ہیں خاموش
بس سنا ہمنے اور کھا تونے

یون وفا کی کہ خود وہ کھہ اوٹھے
کس ستمگر سے کی وفا تونے

وہی ہم وہ ہی تیرہ بختی ہے
کیا کیا سایۂ ہما تونے

ہجر مین ہر کسیکو موت کھان
رحم مجھپر کیا قضا تونے

کوئی دن اور اونسے کھنچا تھا
کھو دیئے کام التجا تونے

اوس سے مل مجکو دیکھکر ای غیر
کھیل شاید سمجھ لیا تونے

سن لیا ایک جہان سی پر سنا
پوچھکر مجھہ سے ماجرا تونے

اوسکے آنسو پک پڑی سالک
حال اس درد سے کھا تونے

تمسی کبھی کرینگے نہ خواہش وصال کی
کھو ینگے آبرو نہ لب بی سوال کی

سنکر خبر وہ میری خرابی حال کی
تعریف آپ کرتی ہین اپنی جمال کی

چکر مین آرہا ہی ستا کردہ خلق کو
تم چال کیون چلو فلک بے خصال کی

ہین غایت کمال پر اپنے تباہیان
خوش ہون کہ ہی یہ ایک نشانی زوال کی

ہجور کو نہ کیونکہ شب وک ہو خوشی
یہ بہی تو ایک رات ہی گویا وصال کی

پایا زبان تیشۂ فرہادسی جواب
تاثیر دیکھنا سخن پیر زال کے

لذت خلش نے رکھی ہی کیا تیغ ناز نے
زخمون کو احتیاج نہین اندمال کی

ای انتظار یار شب وعدہ کیا کیا
دیتی ہی ہر گھڑی خبر ایک ایک سال کی

ہی ایک گوشہ سیرگہ کائنات ہی
وسعت تو دیکھنا میری بزم خیال کی

ابرو کی جنبشوں سے تیری ہون ڈرا ہوا
وحشت سی دیکھتا نہین صورت ہلال کی

سالک خدا کی واسطے چھیڑو کچھہ اور ذکر
پوچھو خبر نہ کچھہ دل حسرت مال کی

اس نالہ و زاری سی یہ آیا میری آگے
آتش میری سر پر ہی تو دریا میری آگے

جو پاس ہین میری وہ خدا جانی کہان ہین
تم دور رہو پر ہی ہو گویا میری آگے

وحشت زدہ عشق ہون ندانین ہون تو کیا
ابتک تو ہی ہر گوشہ صحرا میری آگے

بہلاتی ہین دنرات مشابہ تیری نیکر
کرتی ہین مہ و مہر تماشا میری آگے

عالم کو میری خاک اڑانی فی ڈبویا
ہر بار نکل آتا ہی دریا میری آگے

روتی ہی بن آئی مجھے بازار مین لاچار
قاصد نی کیا ذکر کچھہ ایسا میری آگے

وہ جور کئے تمنے کہ یہ چرخ ستمگر
اب تمسی ہوا جاتا ہی اچھا میری آگے

ناصح کی بہی سنو اکہین ای عشق ملامت
احباب تو سب بن چکی دانا میری آگے

کیا شہر مین ہو حضرت سالک کا ٹھکانا
کل جھاڑتے تہی گوشہ صحرا میری آگے

بی پردہ چلی آی وہ تنہا میری آگے
تقدیر سی حیرت ہوی پردا میری آگے

چلتی ہی زبان عذر جفا پر نہین لیکن
تم حشر مین خاموش رہنا میری آگے

منزل کا تپا پاون تو باقی ہی ابہی دم
گو اور نہین ہی کوئی صحرا میری آگے

عالم ہی تجھی دیکھہ کی موسی صعقا کا
آیا نہ میرا وعدۂ بیجا میری آگے

حائل رہین سو طرحکی پردی تو نہین غم
رکھتا نہین کچھہ دیدۂ بینا میری آگے

کیا دیکھہ کے آینہ کو وہ محو ہوی ہین
خود کرتے ہین وصف رخ زیبا میری آگے

بندا انکھین ہین کشتی ہی میری بحر فنا مین
کہدو کہ ہی یہ ساحل دریا میری آگے

جب اپنی حقیقت کو ذرا غور سی دیکھا
آینہ ہوی ہستی اشیا میری آگے

عنقا کو زمانہ مین کیا مین نی ہی عنقا
معدوم ہوی شہرت عنقا میری آگے

یہ حال ہوا دیکھتی ہی جلوۂ جانان
گویا کہ نہ تہا دہر مین جو تہا میری آگے

وہ تیز رو بادیۂ عشق ہون سالک
ہر ایک یہ کہتا ہی ابہی تھا میری آگے

مژدہ فنای دہر کا سنکی گا صور سے
آسودگان خاک جب اٹہینگی گور سے

بندون کی جان لیتی ہین کس طرح زور سے
اللہ کی پناہ بتون کے فتور سے

عاشق کی انکھہ تم بہی اگر ہو تو خوف ہے
ایکبار اوٹہہ چکا ہی یہ طوفان شور سے

ہوتی چلی ہے ہجر مین خو اضطراب کی
آنے لگا ہی چین دل نا صبور سے

موسی کی ہاتہہ مین نہین جو دل مین نور ہے
روشن عجب چراغ ہوا شمع طور سے

مر کر بہی اہل دہر مین اس حال سی خراب
دہوکی مین حشر کی نکل آی قبور سے

انکھین کہلی ہوی ہین تو پہر کیا چہپا ہے
دنیا کی سیر کرتی ہین ہم چشم کور سے

کہچکر جہان کو اپنی طرف کہینچتی ہین بت
تاثیر عجز کرتے ہین پیدا غرور سے

جنت کہا تو اوسنی گلی سی دیا نکال
جو کچھہ ہوا ہوا ہی ہماری قصور سے

تیری شہید ناز کو جنت مین جا ملے
دہوتے ہین اوسکی زخم شراب طہور سے

کچھہ مرگ ذریست عاشق غمدیدہ کی پہ چھہ
یہان عمر بہا گنتی کی سنین و شہور سے

ہستی مین کیا ملا تہا بجز رنج و یاس کے
اب کیا کرینگی جاگ کی شور نشور سے

رہبر ہے میری ساتہہ مگر ہی دور اہوا
اوس کوچہ کی نشان بتاتا ہی دور سے

اچہی طرح گذر نہ سکیگی شب فراق
مجہپر بری بنیگی دل ناصبور سے

جان اپنی لب پر آئی نہ آیا سوال وصل
دشوار مدعا طلبی ہی غیور سے

موسی سی کیف بادۂ توحید کا پیوچہہ
لکنت زبان مین آگئی جسکی سرور سے

اوس مہ جبین کو رات کوئی نہین ای شب فراق
وابستہ یہ امید سی روز نشور سے

سالک گنہگار و خطاکار ہون ولے
دل کہتہ قوی ہی رحمت رب غفور سے

جو ہوا کوی یار مین گذری
گو خزان ہو بہار مین گذری

یہی زاری رہی یہی فریاد
عمر کس کاروبار مین گذری

شعلۂ برق آہ عاشق دیکہہ
خیرگی چشم یار مین گذری

عمر گذری فراق مین لیکن
مرگ کی انتظار مین گذری

عشق اور مین مگر میری تجہہ سے
دل الفت شعار مین گذری

فاتحہ کو وہ شمع رو آیا
روشنی سی مزار مین گذری

زندہ در گورِ ہجر مین ہی ہم
زندگی کچھہ مزار مین گذری

یون سبک سیر و دشت ہون گویا
ایک ہوا خار زار مین گذری

کسنے دیکھا کہ ایک برجہی
سینۂ دلفگار مین گذری

شبِ ہجران کی آفتو نکو پوچھہ
رات روز شمار مین گذری

سالک اور می سی تو بہ حیرت ہے
کیا دل بادہ خوار مین گذری

جو آستین کو دہوی نہ خنجر چھپا سکے
خونِ شہید ناز کو وہ کیا دبا سکے

ہم روز وصل آپ مین ہرگز نہ آسکے
کہوی گئے کچھہ ایسی کہ وہی پا سکے

جی بہر کی ہمکو پیر مغان کیا پلا سکے
کوثر ہی ہو تو پیاس نہ اپنی بجھا سکے

فتنون مین کوی فتنہ ہی آشوب شہر ہی
جسکو خرام ناز نہ تیرا اوٹھا سکے

ہچکی بندہی ادہر اودہر اکنو پر آستین
وہ سن سکی فسانۂ غم ہم سنا سکے

وعدہ پر اپنی آنیکی وہ میری گہ ضرور
بزم خیالِ غیر مین ہی جو نہ جا سکے

اعجاز عیسوی سی ہمین کیا حصول ہے
جب مرگیا ہو دل تو کوی کیا جلا سکے

کہتا ہی نقش صورت دیوار بزم مین
اسطرح بیٹھیو کہ نہ کوی اوٹھا سکے

کچھہ نقش جب نہین ہی کہی آتش فراق
دلکو کسی امید پہ کوئی جلا سکے

ہین اضطراب شوق کی ساری خرابیان
آجای بس مین دل تو وہ قابو مین آسکے

سب ضد پر انقلاب جہان کی ہین کاروبار
ہم خود مٹین تو کیونکہ زمانہ مٹا سکے

سالک یہ حوصلہ ہی تو کیا آرزو کرن
حسرت وہ کونسی ہی جو دل مین سما سکے

کب ہے منظور کہ یون خلش دل ازان جائے
پر یہ وہ شی ہی نہ بیچو ہی تو سو بار بکے

لوح مرقد پہ یہ محمود کے لکھہ دنیا تہا
حسن وہ شی ہی کہ یتی ہی خریدار بکے

سو ہی جادی میری طالع کی برابر اگر
کیا ہو گر بخت عدو بہی سر بازار بکے

ہون خلش دوست دعا ہی کہ دوا کی بدلے
یارب اس عہد مین در دول بیمار بکے

بک گیے یوسف نی خریدا ہی وہ رتبہ کہ متوہ
یہ ہی بکنا ہی تو ہم مفت ہی سو بار بکے

پوشش کعبہ سی کیا کم ہی اگر دلبر ہے
چاہی میری گریبان کا ہر ایک تار بکے

دیکھکر اشک مسلسل کو وہ انسو بہر لائے
لاکھہ موتی کی عوض دو در شہوار بکے

جب وہ غارت گر ایمان ہی تو حیرت کیا ہے
دیر مین جبہ بکی کعبہ مین زنار بکے

ہی شب وصل عدو اور زمانہ مہجور
کیون نہ بستر کی لئی گل کی جگہہ خار بکے

کہتی ہین زلف مین رکہنی کو ہین کچہہ دل درکار
طالب اس چیز کی ہین جو پس دیوار بکے

جا رہ ای دست جنون اور کہان تسی لاؤن
لی رکہون مول اگر دامن کہسار بکے

اثر گرمی رفتار ہی یہ بہی میرا
کہ بیابان مین بہت سوکہہ کی اشجار بکے

تم ہو ساقی تو عجب کیا ہی کہ میخانہ مین
عوض صنعت جم ساغر سرشار بکے

خوف ہی یہ دل بیتاب نہ بر مین آجائے
ہم نہ لین مول جو وہ طرۂ طرار بکے

ایک بلبل ہی کس کس کی زلیخائی مین
ڈیہر پہولون کا جب اگر سر بازار بکے

صیاد نی جو دیکھی میری آہ شعلہ بار
پر باندھنے کو تار بھی فولاد کے لئے

جھونکا کوئی نسیم کا آئے جو باغ سے
تحفہ ہے طایران قفس زاد کے لئے

تصویر کھینچیے سی تیری ہاتھ کھینچ لے
ایک کارنامہ یہ بھی ہو بہزاد کے لئے

ایدل بھلا چمک اوسکو کہانتک رولائیگا
دشمن کا چاہی جگر اس یاد کے لئے

کیا اوس نگاہ قہر کی مین تاب لاسکون
ایک صاعقہ ہی عالم ایجاد کے لئے

وعدہ پر اپنی آج بھی ظالم نہ آنہ آ
حیلے بہت ہین یہان دل ناشاد کے لئے

ایک شغل ہی بنا دو ہنین ورنہ سادگی
شاطگی ہی حسن خداداد کے لئے

سالک خیال اوس انجمن جان فروز کا
سینہ مین داغ ہی دل ناشاد کے لئے

موت آتی ہی الفت مین شفا ہوتے ہی ہوئے
بڑھتا ہی یہ آزار دوا ہوتے ہی ہوتے

مغرور تنعم نہو غافل کہ یہ دُر ہے
نبضہ سی نہ گھٹ جائے خدا ہوتے ہی ہوتے

ہمپر تو قیامت ہی گذر جائیگی ظالم
اس عدۂ فردا کی وفا ہوتے ہی ہوتے

غم صبح شب وصل کا بڑھتا ہی تو بڑھ جائے
مر جائینگے ہم تمسی جدا ہوتے ہی ہوتے

نکلے نہ وہ مطلب کو میری سنکے سرزم
مانا تہا تو ظاہر مین خفا ہوتے ہی ہوتے

کیا قاتل سفاک تیرا ہاتھ حنا ہے
وار آتے ہین سو ہوش بجا ہوتے ہی ہوتے

کس کس کو ٹھکانی سی لگایا فلک نے
مٹ جائینگے ہم اسکی فنا ہوتے ہی ہوتے

گر دیکھتی آئینہ کبھی میری نظر سے
بی چین وہ مجھسی ہی سوا ہوتے ہی ہوتے

اوسکین کے نہ سونپنی ہی کیا اوسکی گلی سی
ہنگامہ محشر کے بپا ہوتے ہی ہوتے

خواہ انکو ستم کی ہی تو کیون ہمنی وفا کی
وہ غیر پہ سرگرم جفا ہوتے ہی ہوتے

تیری نگہ ناز خدا جانے کرے کیا
ہنگامہ محشر کے بپا ہوتے ہی ہوتے

یہ نام پہ مرتے ہین تم ایکدن بھی گر آتے
قربانعلی بیگ فدا ہوتے ہی ہوتے

مقتول بیگنہ سنی یون ہاتھہ اوٹھایے
خنجر مین دم اگر ہی تو اور آزمایئے

یون سونہہ بنا کے شکر ستم لب پہ لایئے
کچھہ بھی نہ کہیے اور شکایت جتایئے

گر بھول جاہی کوئی بلا میری گھر کی راہ
فتنہ پکار کر یہ صدا دی کہ آیئے

آتی ہین اسطرف دو مگر غیر ساتھہ ہے
کس طرح اونکی راہ مین انکھین بچھایئے

کہتی ہی ہی ادسکی شبستان ناز کی
مجکو بھی دل مین داغ تمنا بنایئے

دل سی عزیز شی ہی یہ ای سوز شوق تو
کچھہ نقش حب نہین ہی کہ جسکو جلایئے

کیونکر نہ اپنی خلق سی خوش ہون وہ کہی مین
کچھہ بھی دکھای دی تو نظر سی گر آیئے

بالا بگاڑ رشک خیال رقیب نے
کس طرح اونکی دل مین گھر اپنا بنایئے

تم اور ہمکنار ہو اس لطف پر نثار
وہ پیرہن کہان سی کہ جسمین سمایئے

ہمتو رہی ستم کے ہی لایق عشقمین
ایمان ہو عزیز تو سوگند کہایئے

پیری کے شام اور عدم کے سفر کا ڈر
سالک سمند عمر کی اب بھاگ اوٹھایئے

خبر و ہوتے چلی آتی ہین بدخوایک سے ایک — اور پھر کہنی کو دنیا عالم ایجاد ہے

چھڑکر سالک کوے چکر مین پڑا کیون افلاک
ہم نہ کہتی تہی کہ یہ خاک جہان آباد ہے

عاشقان تفتہ دل کی برق اگر فریاد ہے — پیکر چرخ ستمگر گنبد فولاد ہے
گر نچایگا قد دلدار کو کیا دیکھکر — جسقدر اونچا زمین باغ سی شمشاد ہے
صد قضا سی ہوگئی ہی اوس نگاہ ناز کے — دیکھنا ہی آج ہمکو ہی کہ کون اوستاد ہے
کٹ چکی ہی ہجر کی شب کٹکی نیت بخیر — کل تو ہم مین اور روز حشر ہی فریاد ہے
زلف کی آرایشون مین اپنا رستا دہ — ہو چلا ہی صید اپنا جو مراصیاد ہے
اوسکی تصویر اور یہ صورت خدا کی شان ہے — گو یہ خامہ ہی یہ کاغذ اور یہ بہزاد ہے
چاہتی ہین ہم کسیکا سایۂ دامان لطف — زندگی اپنی چراغ رہگزار باد ہے
ہو کے خوگر شدت غم مین مزا آنے لگا — نالہ ہم تاثیر شب بیداری زہاد ہے
خوف رسوای ہی کسکو نسی تو ظالم آہین — بھول جاتا ہون ابھی جو رنج فرقت یاد ہے
شیون اہل عزا کو وہ میری کیونکر سنے — اوسکے کانون مین تو ہر شور بسار کباد ہے
لوٹ جاتا ہی دل اپنا ان تو بکی بات مین — سخت مشکل ہی کہ سست اس کعبہ کی بنیاد ہے
سر ی سر ر عاشقون کی چار سو جا ی نگاہ — ربع مسکون سی زیادہ وہ گلی آباد ہے
ہو سکے کوئی بیان خوبرو کا کیا بیان — یہ جگہہ وہ ہی جو رشک خلخ و نوشاد ہے
چھوٹنا قید تعلق سو ہی دنیا مین محال — پا بگل باغ جہان مین سرو سا آزاد ہے

ایک سالک مین خون عشق کی سب رنگ مین
یہی واعظ ہی ہی مجنون ہی فرہاد ہے

اوس سی کچھ اور ہی ہنگامہ کی صورت ہوگی
وہ بھی ہوگا تو قیامت مین قیامت ہوگی

زندگی بھر نہ ادسی کوئی کدورت ہوگی
جسکے آئینہ دل مین تیری صورت ہوگی

جل گیا آتش غم سی دل بیتاب تو کل
آج سینہ مین کھٹکتی کوئی حسرت ہوگی

شب کا وعدہ نکر و مجھسی نہ تارے گنوا
گھر تمہارا ہی جب آوگی عنایت ہوگی

غم نہان کا اثر بات سے کیونکر مٹ جائے
شکر بھی ہم جو کرینگے تو شکایت ہوگی

غم نہین بید کہی دلکی اگر مطلق شرشک
معتبر کیا کہین لڑکون کی شہادت ہوگی

اسقدر پھول نہ ایک داغ پر ای لالے تو
روشن ایک شمع سی کیا بزم محبت ہوگی

آشیان منزل آفات مین باندھا اپنا
ظاہر اطایر مجنون کو بھی وحشت ہوگی

حیرت آئینہ ہی کب متعدی سالک
مین وہ حیران ہون جو دیکھی ہی حیرت ہوگی

رخصت وہ دین اگر مجھی فریاد کی لئے
خود رو مین چرخ سی ستم ایجاد کے لئے

رکھتا ہی ہم سی مورد آفات کو اسیر
سوا فیقین ہین خانہ صیاد کے لئے

مین اور دل سی دشمن جان کو رکھون عزیز
پہلو مین رکھہ لیا ہی تیری یاد کے لئے

توشق عشق تھا مگر احباب جھوٹ مکے
کیا کیا پہاڑ اوٹھاتی ہین فرہاد کے لئے

ترک تعلقات کی پابند کیون رہین
یہ ہی ہی قید مردم آزاد کے لئے

بارعصیان کو اوٹھای ہوی پہرنا کب تک
مفت ہی مالدون سالک جہ یہ انبار بکے

زبان زد ہی یہ قصہ سر کسیکے — بہت چرچی ہین میری بیکسی کے
وہ اندیشی کہ دل مین خون کیکے — نبی ہین آنکہ پر دہ دوی کے
نہین آرایش آیینہ سی ممکن — وہ خود عاشق ہین اپنی سادگی کے
مین شادی مرگ ان شاء اللہ وصل ہی — رہی جی ہی مین سب ارمان جی کے
جو ملجای کہین غفا تو پوچہو — پتی اوس سی میری گمشدگی کے
فرشتی ہی اوٹھاتی بوجہہ اوسکا — نصیب اپنے جو ہوتی آدمی کے
رہی خرتی فلک مین گفتگو کیا — فغان نی ہوش کہو کی فلسفی کے
ملے کیا جام وا ژون فلک سے — کری اس دور مین کیا کوی جی کے
بڑی آزار پہنچای فلک نے — لئی اچہی طرح بدلی کہی کے
سنگہاتی ہین وہ زلف مشکبو کو — ملون سو ہوشون مین لی اس غشی کے
تیری کافر نگاہین کہہ رہی ہین — کہ اب ڈہنگ گئے عاشق کشی کے
میری خط کی نہ اوٹھی حرف اوسے — اونہین دعوی ہی ہاتہ مین نازکی کے
فغان کا ضبط ہی ہے مجہہ بری بات — کہ ہم مشتاق ہین ذکر خفی کے
ہزارون ہو کہ کرکہا کر یہ مجہے — کہ اتبو پا نو پڑی عاشقی کے
زبان چلتی ہی گو چلتی نہین پا نو — گلی اوس سی کرون بیطاقتی کے

ضعیف اسکو بنایا اور سالک
بنای لاکھہ دشمن آدمی کے

روکے آفات سماوی کو میری فریاد ہے
یا در کہو میری ہی دم سی جہان آباد ہے

کیا ثبوت قتل پر اپنی شہادت ہی ضرور
آنکھہ کی پتلی مین اب تک صورت جلاد ہے

دیدۂ حق بین مین ہن کونین کی پست و بلند
باغ مین کیا حاجت سیر گل و شمشاد ہے

ہاتھہ کانون سی فرشتونکی نہین ہوتی جدا
اور ہم سمجھی ہوی ہین نارسا فریاد ہے

اڈکی مشتاق اسیری ہی پہنچاتی ہی اوڈ
دام رکھی دوش پر جاتا جدہر صیاد ہے

ڈھیر یک باقی نہین اپنا مگر کہتے ہین لوگ
یہان دو مٹی ہی کہ اوسکی راہ مین برباد ہے

جب سی رکھہ لی ہی شبیہ یار اپنی سامنے
خوابگاہ خسرو و پرویز مین فرہاد ہے

کچھہ تو پردہ راز دل کا چاہیے رکھنا میاں
چاک کرنا یون گریبان کا ہمین بھی یاد ہے

بیکسی مین جیتے جی آیا نہ کوئی پوچھنے
مر گئے جب ہم غزادار دن سے گھر آباد ہے

ہین سراپا منتظار وقت ہی مین دم بخود
اس خموشی کا نتیجہ ایکدن فریاد ہے

اب جو فرط ضعف سی نالہ نہین جاتا لبون
بار ہا رونا ہوا پر خ کہن بنیاد ہے

بھولکر دی ہی شمال اوس قد سی مین نے کیا کہین
سدرہ و طوبی سی اونچا اگ شمشاد ہے

گو کہ لاغر ہین گرد و نومین آنا ہی محال
کلبۂ احزان ہمارا دیدۂ حساد ہے

اوڑکے دو دو تیر سطح خاک پر گرتی ہین ہم
تند باد آہ ہی طوفان قوم عاد ہے

ڈوبکر عشق حقیقی مین کہلی ہمپر یہ تہ
ہر حباب اس بحر کا پر خ کہن بنیاد ہے

کہائی ہر زخم پر سوزخم یہانسے دل مین ہے
وہان نزاکت تیغ کی بدلی کف قاتل مین ہے

یہانسی لیکر تا عدم کیا جانی کتنی ہن مقام
جسکو دنیا کہتی ہین گھر اسی منزل مین ہے

حسن سی دلبستہ ہی الفت مگر مجبور ہن
غیر کو کیا دین کہ غلام تو ہماری دل مین ہے

در ہم و داغ دل آخر لیگئے ہم زیر خاک
دولت قارون ہمارے ملک کے حاصل مین ہے

دیکہہ لی اپنی سرانگشت حنا بستہ مین
جو گرہ غلام ہماری طلب مشکل مین ہے

دیکہی خط کیا کیا تصوری ہوی ہین سر بسر
ہم تیری کو چمین ہین اور نامہ بر منزل مین ہے

کب دیا کسکو دیا اپنی گرہ سی چرخ نے
ڈہیر دلکی حسرت لوٹنا دامن ساحل مین ہے

حسن حیرت خیز فی بہوش سبکو کردیا
آج خلوت مین ہی گویا جو تیری محفل مین ہے

جذب شوق قیس دیکہو ساربان کہتی لگا
بوجہہ ناقہ سی زیادہ آج کیون محمل مین ہے

قتل کی لذت کو یارب کیونکہ ہو پایندگی
کیونکہ رکہہ لون دل مین جو خنجر کف قاتل مین ہے

اوس طرف وہ ہین تجہ چادر نور کی ہی اسطرف
پردہ حایل ہی اونکا پردۂ حایل مین ہے

پند ناصح اور اپنا عشق دونو ایک ہین
سچ تو ہی سہو و خطا انسانکی اب گل مین ہے

جذب دل اوسکی نگاہ ناز کو سمجہا کہین
رہگیا کیون تیر میری سینہ بسمل مین ہے

ہین بیابان مرگ اور دشت طلب بے راہبر
جو میری قسمت مین ہی وہ پیر منزل مین ہے

کچہہ اذیت سی نہین قاتل تڑپنا لوٹنا
اضطراب شوق تہا کیا دل بسمل مین ہے

دہر مین چہوڑا نہین تیری نگاہ ناز نے
نام ہی جادو کا باقی رہگیا بابل مین ہے

دل کو کہو کر لگ گئی سالک کچہہ ایسی دلکی لو

قافیہ ساری غزلمین ایکی دل ہو دلمین ہے

قتل دشمن کا گمان ہی تسک کیا کیا دلمین ہے
آج کیون ٹوٹا ہوا خنجر کف قاتل مین ہے

جان تیسا ہی تصور مین بہی اب اندوہ رشک
غیر اوسکی دل مین ہی اور وہ ہمارے دل مین ہے

ناخن دست جنون کو ظاہر و باطن ایک
چاک جو میری گریبان مین ہی وہ ہی دلمین ہے

ابتدای داغ الفت تہی کسی معلوم تھا
ہم یہی اتنک سمجھتی تہی سویدا دلمین ہے

مل سکو تم شرم کی ماری دشمن سی کہی
ماجرا کہدون سر محفل کچھ ایسا دلمین ہے

دیکھکر پہلو ہدف کر ہمکو ای نادک فگن
ہم جتای دیتی ہین تو ہی ہی دلمین ہے

یہانسی لیکر ہا ارم خواہش ہماری ہی محیط
جو نہ دنیا مین سمایا وہ ہماری دلمین ہے

اپنی حسرت جسطرح کوئی کرتا ہی بیان
غور سی جب دیکہتا ہون وہ بہی میرے دلمین ہے

آپ سا مالک دصل جانان سی ہون کیونکر کامیاب
جو نوشتہ مین نہین اوسکی تمنا دل مین ہے

انسان حقیقت اپنی اگر جانتا رہے
بیشبہ راز دان حقیقت بنا رہے

جسکو تصور نگہ فتنہ زا رہے
وہ عمر بھر نشانہ تیر قضا رہے

وہ ذات ہی بسیط تو پھر کیلیے کوئی
مشکل کی وقت سوی فلک کیکہتا رہے

سو جان سی نثار ہین ہم اوسکی موت پر
جینی مین جسکو موت کا کہٹکا لگا رہے

آنکہین کہلین تو آنکہہ پہ پردا پڑا رہا
ہی ہی ہم اس جہان مین ہی ہی تو کیا رہے

دنیا مین آکے کیون ہین دنیا سی دور ہم
بندونسی یون لگی خدا ہی ملا رہے

چہرہ سی آپ اوٹہائین یون دفعتاً نقاب
بام فلک سی کوئی فرشتہ نہ آرہے

اوسکے خرام ناز کا پھر پوچھنا ہے کیا
جو بیٹہے بیٹہے فتنۂ محشر اوٹہا رہے

کیونکر نگاہ رحم سے دیکھی کسیکو وہ
ہر دم جو شکل آینہ مین دیکھتا رہے

ذکر خرام یار سی حاصل نہین مگر
آشوب خیز لب پہ کوئی ماجرا رہے

خونگاریان نکلتی ہین ہجر مین دم کی ساتھہ
یہ داغ وہ نہین ہی کہ دل مین چھپا رہے

الفت مین نقد ہوش و خرد کھو چکے تمام
ہم اپنی عمر بھر کی کمائی لٹا رہے

آتی ہی ہر طرف سی تیری بو دماغ مین
اب کسکو انتظار شمال و صبا رہے

پست و بلند انکہہ سی گزری بہت ولے
ہم مبتلای آفت ارض و سما رہے

سالک سی خلوص پہ شکوی دعا کی ہن
دل مین تو نکی یاد ہو لب پر ضرا رہے

دوست کی نامی مین دشمن کی بدی تحریر کی
جان سی بیزار تھا مرنکی یون تدبیر کی

ہتنی ہین لب سی نکلین اوسقدر مطلب تھے
مین نی کیا اظہار درد ہجر مین تقریر کی

گذری نا دانستہ مجہہ پہ وہ قدم رکھتی ہوے
لاغری نی بات کہونی کاہ بی تاثیر کی

اوس گلی مین آگئی قاصد کو بجہاتی ہوے
مدعا باقی تہا خط مین جانہ تھی تحریر کی

موت کا کیا شکوہ آی وہ تو اپنی وقت پہ
ہی گلہ تسی کہ تمنی آنے مین تاخیر کی

کوئی نالہ کرنہ بیٹہی دیکہہ سالک کو پنہیڑ
شامت آجاگی ظالم سفت چرخ پیر کی

کعبہ کی طرف کرتی ہین کیون سجدہ مگر دن
اوکہری ہوی تہرہن لگای تیری در کے

آباد رہین دیر و حرم اپنی طرف سے
ہم تیری گلی مین نہ ادہر کی نہ اودہر کے

جو اوسکی نگاہ ہو نہین ادا ہوتی ہین سالک
یہ حکم تو دیکہے نہ قضا کے نہ قدر کے

وہ اور میری گہر مین قدم رنجگی کرین
قاصد مگر یہ بات بنای ہوئی سی ہے

قدرت خدا کی دیکہہ کہ وہ مجکو یون کہین
یہ شکل تو کبہی نظر آئی ہوی سی ہے

صیاد اور بند قفس سے کرے رہا
جہوٹی خبر کسی کی اوڑای ہوی سی ہے

کن حسرتون سی سالک بیکس نے دی ہے جان
ایک بیکسی فرار پہ چہای ہوی سی ہے

زخم کس کسکے خدا جانی نمک سی ہین بہرے
ورنہ کیون خانی نمکدان پاس قایل نی دہرے

اسطرف ہوگا تیری دیوانہ کا شاید گزار
کودکان شہر نی دہن مین کیون تہر بہرے

یار بزم ناز مین اوسکی کہان سالک ہمین
بیسی ہین مدت سی ہم سرزانوی غم پر دہرے

یہان نالہ و فریاد ہی وہان فکر ستم ہی
یہ رنج محبت ہی ادہر ہی ہی اودہر ہی

کاٹا شب فرقت کو دعا دن سی دو لیکن
معلوم نہ تہا شام سی بدتر ہی سحر ہی

کہتی ہین آہ شعلہ فشان عرش تک گئی
تو آج پردہ داری اہل فلک گئی

یہ نالہ ہای زار میرے بی سبب نہین
سالک مگر کسی سی طبیعت اٹک گئی

زہر کہانا ہی پڑا ہجر مین تیرے آخر
ہم سمجھتے تھے کہ دن یون ہی گذر جائینگے

مدد ای گریہ کہ اوس کوچہ مین دریا بہجائے
آج سنتے ہین کہ وہ غیر کی گھر جائینگے

اثر نالہ پر شور تو سالک معلوم
ہان جو وہ آتی ہی ہو دیگی تو ڈر جائینگے

مین اور عشق نکو یان زشت خوی ہی
یہ کیا سلوک کیا دل تیرا برا ہو جائے

قفس مین رہنی سی ہو لا ہوا ہو نہین پروا
اوڑاون طرز جو پہلی کوئی رہا ہو جائے

تجھی تو رہتی ہی سالک پڑی ہی ساری رات
ہماری بیٹھی جو نس بول لی تو کیا ہو جائے

ای شمع عبث شعلہ زبانی کے ہین دعوے
دیکھی نہین اب تک تو کوئی بات اثر کی

دنیا کی ہی تشویش تو عقبے کا تردد
اسپر بھی تو سالک کی ہی ہر بات ہنر کی

رنگ گل دیکھہ لینگے گر بیچ ہے
کہ تیرے کوچہ ہی صبا گزرے

جای افسوس ہی جہان سالک
عمر افسوس مین بجا گزرے

وہان جفا آتی ہی یہان سکر جفا آتا ہے
اپنی وہ لب ہی نہین جن پہ گلا آتا ہے

نامہ بر پھر کے تو آیا ہی وہان سی لیکن
جسطرح کوئی کسی جای لٹا آتا ہے

بات کرتی ہین وہ گھبرا کے نہین چھپکر سالک
وعدہ وصل مین اونکو یہ مزا آتا ہے

شش سوی کائنات وہ ہی جلوہ گر اگر
کیون قید سجدہ جانب بیت الحرام ہے

وہ تیرہ روز ہون کہ شب ہجر ایکطرف
سالک میری سحر سی نمودار شام ہے

بحر کیا ابر ہی نہ برآوے
ضد پر اپنی جو چشم تر آوے

کوچہ اوس بت کا ہے بہشت برین
کس طرح پھر کی نامہ برآوے

یہان تہمتا ہی گریہ دیوارین
یار حبت تک کہ میری گہر آوے

عمر نالون ہی مین کٹی سالک
تا کوئی نالہ با اثر آوے

شغل اوس قاتل کو ٹہہرا اب یہی دن رات ہے
قتل کرنا آدمی کا ایک ذرا سی بات ہے

حضرت واعظ بجا ہین حور کی ساری بیان
تمنی ہی دیکہا کہی ای قبلہ حاجات ہے

تو ہی ایک باقی رہی ہی ای اجل آ چک کہین
کلبۂ احزان ہمارا مورد افات ہے

وادی الفت ہی ہی سالک عجب بیکا مقام
ایک مین ہون اور کوسون تک خدا کی ذات ہے

ہی غلط سر ہی تو سودا ہی کہ تیغ قاتل
سر کٹا پر نکلی تجہہ سے مصیبت اپنی

رشک دشمن ستم چرخ گوارا کیے پر
تجہہ سی نکلی نہ کسی ڈہنگ سی حسرت اپنی

سر دشمن کی قسم دین تو نہ کاٹین وہ سر
کیا کرین ہاتہی نہین چاہتی غیرت اپنی

جاہمندان جہان کی ہو حسد کیون سالک
درہم داغ کو ہم سمجہی ہین دولت اپنی

شب بلا ہی تو روز آفت ہے
زندگی بحر مین قیامت ہے

تندرستی اگر نہو سالک
تندرستی ہزار نعمت ہے

منتظر کسکی مٹھی ہو سالک — وہ تو دشمن کی گھر گئی کب کے

عیان کیا تہا جنون کچھہ نو چاک دامان نے — ڈہکا رکہائی پردہ نہ اب گریبان نے

صبح سی ہو آج سالک کیون اودا س — دیگر — خواب مین کیا اوسکی صورت دیکہلی

دم کشتن برائی حسرت دیدار بسمل کی — دیگر — کہ ابتک انکہہ کی پتلی مین ہی تصویر قاتل کی

وہ مطلب پوچہتی ہین پر ہی ہی بات مشکل کی — یہ کافر ہو اگر بس مین تو کچہہ حسرت کہون دلکی

گیا دل عمر گزری پر خلش باقی ہی ویسی ہی — چہپی سینہ مین شاید رہگئی کچہہ حسرتین دلکی

کیون دب گئی شمیم ریاحین باغ کی — دیگر — شاید کہ آج ہوئی ہی بو دل کی داغ کی

ایکدم بہر بہی نہین لگتی زبان تالوسی یہان — دیگر — اور موت آتی ہی نالو نکو اثر کرتے ہوے

چہوڑ دو یہ شیوہ بیداد ورنہ ایکروز — جائینگے دنیا سی ہم سبکہ خبر کرتے ہوے

دیکہئے ہوتا ہی شب گیر عدم کسدن نصیب
یون تو سالک عمر ہی گذری سفر کرتے ہوے

شایق دیدار یار از بس ہمارا دیدہ ہے — دیدہ کہنی کو ہی لیکن واقعی نادیدہ ہے

سنتے ہو ہر روز تم افسانہ فرہاد کیا — ماجرا میرا سنو یہ قصہ نشنیدہ ہے

ایک عالم سی چہپای کہتی ہو کیون آپ کو — یہ متاع حسن بہی گویا ز دزدیدہ ہے

غیر کے کہنی پہ کیون در سی مجہی اوٹہوا دیا — اب تیری دیوار ہی اور یہ سر شوریدہ ہے

دیدیا دل اوس ستمگر کو یہ تو نی کیا کیا
ہم سمجہتے تہے کہ سالک تو بہت فہمیدہ ہے

عقل رہتی نہین جسوقت قضا آتی ہے
اونسی کہتا ہون کہ مگو بہی جفا آتی ہے

کوچہ قاتل سفاک سے جانا کیسا
قدم اوٹہتا نہین جب سر پہ قضا آتی ہے

پہر نکہنا کہ جیا یا نہین دیکہو ہشیار
لب پہ اب ایسی میری آہ رسا آتی ہے

کس جگہہ بہیجی کی ہون طالب پیغام جواب
اپنی قاصد سی مجہی آپ جیا آتی ہے

آدمی کے لئی جو درد من سب ہین مجکو
چارہ گر کیا تجہی ایسی کی دوا آتی ہے

دیگر

ہماری ہرزہ گردی پوچہی کو وہ دیوانے
ہماری دستکاری دیکہی جیب و گریبان سے

بہای عندلیب خستہ دل نی آنکہہ سی دریا
خزان مین خاک بہی حاصل نہین ہوتی گلستان سے

ادسی ہم بزم دشمن دیکہکر جی جل گیا اپنا
کہ دود شمع کی مانند نکلا مین شبستان سے

دل صد چاک مین افسوس اب کچہہ بہی نہین ہاتہ
پٹکتا ہی یہی مضمون جگر کا ڈی مرکان سے

عدو کی ہاتہہ کا لکہا ہوا ہی اور کیا دیکہو
تیری نامہ کا مضمون کہل گیا نامہ کی عنوان سے

آنکہہ انتظار مین نہ لگی میری یا لگی
تیری تو آنکہہ غیر سی ای بیوفا لگی

وہ سادہ ہون کہ جسکی جفا سی ہون جانبلب
ہی آج تک ادسی سی امید وفا لگی

زخمی تیری نگاہ کا ہی وہ درد آشنا
رکہتا نہین ہے زخم جگر پر دوا لگی

یہان بہی جو وہ ستای کسی بیگناہ کو
ای اہل حشر تم تو نکہنا خدا لگی

سالک یہ زہد اور یہ میخانہ خیر ہے
تجکو بہی اس زمانہ کی ہاری ہوا لگی

زندگی اپنی بسر ہوگئی تنکے چنتے
دشت وحشت صفت کاہ ربا رکھتا ہے

تار باقی اب گریبان مین نہین ہی کیا کرون
دیگر
جب پھاڑا دامن تو کہتا تھا گریبان ہی ہی

ہم تو سمجھ چکی ہین مصیبت مین جان گئی
دیگر
تو ہی ستم مین کیجو نہ ای آسمان گئی

خرق فلک محال ہی ای فلسفی اگر
پہر عرش تک کدہ ہری ہماری فغان گئی

نی گردی اوٹھی نہ کہین نقش پا ملا
کیسی اوڑی ہوئی میری عمر روان گئی

آخر شراب پی ہی گئی اوسکی بزم مین
سالک وداپارسائی حضرت کہان گئی

اوسنی جہوٹ ایک وعدہ مجہسی غیر کی کیا
لاکہہ قسمین کہائین رفع بدگمانی کے لیے

عشق کا داغ دیا کرتی ہین کسکو سالک
دیگر
یہ وہ دولت ہی کہ ہاتہہ آئی تو دنیا بجائے

دیگر

رکہہ حلق پہ شمشیر مین گو آب نہین ہے
قاتل مجہی دم لینی کی اب تاب نہین ہے

یہ بحر محبت ہی گزر اس سی ہی مشکل
ہر موج یہ کہتی ہی کہ پایاب نہین ہے

صرفہ ہی اگر شربت دیدار مین تمکو
ملتا ہی بہت زہر تو کمیاب نہین ہے

کیون آنکہہ پہر کتی ہی سر شکو نہین ہی سرخی
کیونکر کہون خون دل بیتاب نہین ہے

آجاؤ اگر نعش پہ بہی تم تو دم آجاے
وصل اپکا ہے داروی سہراب نہین ہے

ڈوبی ہی سری خون مین کہنچو میری دل سے
تیرون مین لگا کچہہ پر سر خاب نہین ہے

عمر اپنی تیری ہجر مین ایک طور پہ گزری
فصلین ہون بہت جسمین یہ وہ باب نہین ہے

جس دل مین نہو اوس لب میگوں کا تصور
وہ جام ہی جسمین کہ می ناب نہین ہے

باقی ترا نام کو بھی خواب شب ہجر
یعنی میری بستر پہ کہین خواب نہین ہے

جب تک کہ اغیار کے وہ دوست تو لک
مرنیکو میری حاجت اسباب نہین ہے

یاد رکھو اعتبار چارہ گر جانیکو ہے
مجھسی کہتا ہی کہ اب داغ جگر جانیکو ہے

وصل کی شب بخت مین آتی چلی پہر تیرگی
صبح ہونیکو ہی وہ رشک قمر جانیکو ہے

فاتحہ کو آئیگا وہ شہسوار ناز کیا
بس وہ میری خاک ہی برباد کر جانیکو ہے

لی چکا ہی دلکو میری ہوشیار ای اہل نرم
تہمت دزدی کسی اب دہر جانیکو ہے

چرخ سی برسین گی انگاری ہی کچھ فتنوں کی سایہ
لامکان تک آج آہ بی اثر جانیکو ہے

وہ دو ہندلکی مین سر بام آگئی ہین بی نقاب
پنجہ خورتا گریبان سحر جانیکو ہے

میری خون سی آستین و تیغ اب تک سرخ ہین
دیکھہ رکھو سب کہ وہ قاتل مکر جانیکو ہے

آتش دوزخ سی ای واعظ ڈراتا ہی کسی
ساتھہ نہی اپنی اگر داماں تر جانیکو ہے

اب فرشتے ہی ہوی بھری تمہارے جور سے
اب زمین سی اونکے شور الحذر جانیکو ہے

وہ سواد کوچہ قاتل نظر آنے لگا
چپکے مجھسے ایک جانب لہر جانیکو ہے

مجھسی پوچھو جنبش مژگان کہ نشتر کی طرح
سینہ مین گڑنیکو ہی دل مین اتر جانیکو ہے

ای اجل اچک شب فرقت کہانتک تنظار
ورنہ تیری آرزو ہی آج مر جانیکو ہے

چشم تر دیتی ہی زندان مین رہائی کی نوید
گریہ کی رو تو ڈر کہ دیوار و در جانیکو ہے

ہمسی ہی ملکر گیا روتا ہوا سالک ابھی
کیا ارادہ ہی خدا جانی کدہر جانیکو ہے

سالک کی موت کی جو کسی نی کہی خبر
کہنے لگی کہ خوب ہوا ایک بلا ٹلے

ازل سی ہم دل شاہد پرست کیا لاے
دیگر
کہ جس طرف کو گئی ایک بلا لگا لاے

ہزار بار گئی ہم پر آرزو ہی رہے
کبھی نہ تمسے سنا یہ کہ پھر خدا لاے

کہان رکھین کے مجھے اب کہ بھر تسکین ہا
تمہاری انجمن ناز کو دکھا لاے

اوسکو زیب ہی دعواہی ضبط شور فغان
خیال مین جو تیری چشم سرمہ سا لاے

شکایت اوسی کوئی کیا کرے نہ آنیکی
کبھی جو آی تو فقرہ نیا بنا لاے

فلک سی ٹہنی ٹہنای عبث لگائی تھی
یہ نالی اور ہی سر پر مری بلا لاے

نالے ہزار کیجیے یا آہ کیجیے
دشواری کہ دلمین تری راہ کیجیے

جسکی نگاہ انجم سیارہ سرم ہے
یون اوسکی ساتھہ سیر شب ماہ کیجیے

کچھہ کچھہ نکل چلا ہی تو بوسی عشق مین
اب سی ہی چارہ دل گمراہ کیجیے

غلطی کی راہ گہر سی ہنڈ نیکو جبکہ ہم نکلے
چلی تہی اوس گلی کو جانب ملک عدم نکلے

یہ گہیرا رشک نے جاتی ہی اوس کوچہ سی ہم نکلے
زمین پر ہمسی پہلی کی بہت نقش قدم نکلے

جو ہمسی رند مفلس کو کبھی قسمت سی ملجاے
تو بکنے کے لیے دور زری مین جام جم نکلے

دل شکستہ گریاد تبان مین خون ہو جاے
تو ہر قطرہ سی آواز انابیت الصنم نکلے

شاکر و قنعین دنیا کی وہ کوچہ بنایا ہے
اگر کہو دین تو ہر گوشہ مین یہان باغ ارم نکلے

شکایت کس زبان پر ہو سکی اوس لب پہ آنے سے
پڑی اپنی مقدر ہی مین لاکھون پیچ و خم نکلے

کہو الزام دین کیا کہہ کی لوگون نے دیکھا کیا
اودہر دشمن فی محفل مین قدم رکھا کہ ہم نکلے

میری سینے سے اونکا ناوک دلدوز کہتا ہی
جگہ پاتی نہین ہی پہر ہی روزن تجھمین کم نکلے

جہان مین ہی ہر ایک ساغر سوراہی عجب کیا ہے
کہ اپنی سیکدہ کی سیکڑون مین جام جم نکلے

میری تردامنی سالک کہو محبوب کیونکر ہو
زبان حضرت واعظ سی جب جف القلم نکلے

دیگر

عقدی ہوئی وا میری مشکل کی آپ سے
دنیا ملی نہ دین ملا ملکے آپ سے

کس ستمگار سی دعوی وفا کرتا ہے
دیکھہ تو ای دل نادان کہ یہ کیا کرتا ہے

وصل جانان ہی دیا غیر کو اس دولت پر
سچ ہی ہی بہرتی ہی کو اللہ بہرا کرتا ہے

رحم کیسا صفت حسن ہی ضمنا سنیئے
مجھسی پہرون وہ میرا حال سنا کرتا ہے

نزع مین ہون میری ہوتی نہین مشکل آسان
حال یہ ہی وہ ستمگر ہی دعا کرتا ہے

مجکو آزار محبت ہی ذرا ہوش مین آ
چارہ گر کوی ہی مردونکی دوا کرتا ہے

قتل سالک کو کیا جرم وفا پر افسوس
اونسی پوچھو تو سہی یون ہی ہوا کرتا ہے

اشعار متفرقات

جو مین نالون سی گرم شکوہ بیداد ہو جاتا
نیا یہ کاسہ چرخ کہن بنیاد ہو جاتا

جو فرصت مجکو ملجاتی جنون مین کچھ بنیکی
مجھی ہر ایک ناخن تیشۂ فرہاد ہو جاتا

مثال اسکو دم آرایش اپنی دل سی تم دیتے
یہ آئینہ جو ٹوٹا ہی اسے بھی فولاد ہوجاتا

جو لینے بیٹھتا تصویر اوس دست نگارین کی
تو انگشت ششم ہی خامہ بھی بہزاد ہوجاتا

نہین کاشانۂ اغیار ہی پر منحصر رونق
قدم جس گھر مین تم رکھتی وہی آباد ہوجاتا

ہوا کہانی گلستان مین اگر ہم ناتوان جاتے
ہر ایک جھونکا ہمین طوفان قوم عاد ہوجاتا

شب غم گر نکرتی ضبط تو بھی اجر کچھ ملتا
کہ نالہ باعث بیداری زہاد ہوجاتا

بتان بگانہ کش کو نکرتا گر خدا پیدا
تو ملکر دو نو عالم عالم ایجاد ہوجاتا

اگر ہم قد جانان سی کبھی دیتی مثال اسکو
زمین باغ مین اونچا ابھی شمشاد ہوجاتا

لیاقت غیر کو گر چرخ نی دعوی کی دی ہوتی
خدا ہونا تو مشکل تھا مگر شداد ہوجاتا

ہماری دل مین اور رہجای چٹکی سی تیری چھپکر
لب معشوق کیونکر ناوک بیداد ہوجاتا

نہین پای تپی سالک نے اوس ہمپہ کے ورنہ
کبھی تو اسطرف وہ خانمان برباد ہوجاتا

ہجوم خلق رہا تا وہ زیب بام رہا
اودہر سی جو کوئی گزرا وہین قیام رہا

نہ بیٹھے چین سی ہر روز قتل عام رہا
کبھی نہ اپکی شمشیر پر نیام رہا

تمون کی عشق نی یکسان کیا زمانہ کو
نہ کوئی خاص جہان مین نہ کوئی عام رہا

پیام بر کو میری دینگے سب کا ایک جواب
وہ پوچھتی ہین کوئی اور بھی پیام رہا

شب وصال تو گزرے پلک جھپکنی مین
فلک سی روز مجھے خوف انتقام رہا

وہ جانتے ہین کہ ہوجاوینگا مین شادی مرگ
تو پھر وصال کی وعدہ مین کیا کلام رہا

تم آکے دیکھ لو گی نہ کچھہ بھی قدر وصال
کہ عمر بھر غم ہجران ہی مجکو کام رہا

کبھی نہ داغ فراق بتان کبھی دل مین
یہ ماہ وہ ہی کہ جو مدتون تمام رہا

نہ شام ہجر کو اپنے سحر نصیب ہوئی
نہ صبح وصل مین ایکدن رنگ شام رہا

دیا نہ پیر مغان ایک قطرہ تیری خیر
یہ عید کا بھی مہینا مہ صیام رہا

شرابخانہ مین کیا موت پای سالک نے
نظر سبو پہ رہی اور لب پہ جام رہا

شرابخانہ مین یہ کون تشنہ کام رہا
کہ قطرہ جام مین باقی نہ خم مین جام رہا

صدای مرغ سحر ہے پیام رخصت دوست
تمام ہوگئی شب شوق نا تمام رہا

اگر ہوی بھی قیامت تو کون دیکھی گا
اسیطرح جو نظر مین تیرا خرام رہا

تڑپ تڑپ کے شب وعدہ جان دی ہمنے
یہان تو کام ہوا اور اونکو کام رہا

ہزار حصہ بڑہی لذت ستم اونکی
رہا گلہ بھی تو کالملح فی الطعام رہا

وہ سامنی ہین تو قاصد مین کیا رہا باقی
زبان دہن مین رہی دل ہی مین پیام رہا

یہ ضعف اور تیری جستجو خدا حافظ
قدم جہان سی نہ اوٹھا وہین مقام رہا

اگرچہ ابلق ایام نے زمین پھانکی
سمند عمر بھے اپنا نہ ایک گام رہا

کسی طرح نہین کٹتی فراق مین اوقات
سحر ہوئی تو مجھے انتظار شام رہا

ہمارا عشق کہ دنیا سے کہو دیا ہمکو
تمہارا حسن کہ مقصود خاص و عام رہا

نبا نبا کے قدم رکھتی ہین زمین پر وہ
یہ فتنہ چال کا ہمپای انتظام رہا

نہ حشر مین دل رشک آشنا کو چین ملا | | یہان بہی دیکھنے والون کا اژدہام رہا

مجہی سی پوچہتی ہین آپ کون ہی سالک
قصور وار تو در پر پڑا مدام رہا

ہر ایک ستم اسکا مقبول جہان ہوتا | | یہ پیر فلک بہی گر تما ہی جوان ہوتا
تم کاش میرا قصہ مجہی سے کبہی سنتے | | میری ہی زبان ہوتی میرا ہی بیان ہوتا
کیون وعدہ خلافی کی اک دم اگر آجاتے | | مین فرط خوشی سی خود کیا جانی کہان ہوتا
سوزش محبت سی جسم وجان نی کیا پایا | دیگر | آگ مین جلا دیکہا خاک مین ملا پایا
کہین وہ تہی نہ تہا سالک آشفتہ مزاج | دیگر | آج ایک شخص کو بازار مین رو تے دیکہا
بتون سی ملتی نہ جی پہ بنتی نہ زندگی کا مزا مگر تا | دیگر | وفا کرتی تو ہرج کیا تہا جفا ہی کرتی تو کیا بگڑتا
نبا کے باتین لگا ڈالا تمام مطلب کو آپ ہمنے | | نبا کے کہتی نہ قصہ غم کا نہ وہ مگر سوا بگڑتا
جو ناتوان محبت ہو خاک اڑا ئی کیا | دیگر | جنون مین خاک اڑا ئی تو دب بنجا ئی کیا
وہ دن گئی وہ وقت گیا وہ محل گیا | دیگر | اب کیون ستم اوٹہا ئین زمانہ بدل گیا
تمکو حاصل کچہہ نہین آرایش پوشاک کا | دیگر | پیرہن پر چہا رہا ہے نور جسم پاک کا
قیامت کی کہ عاشق کو سمجہکر ناتوان چہیڑا | دیگر | عبث مٹہی ٹہا ئی اک بلا کو آسمان چہیڑا
کیا کیا طنز سی کیون قصہ شور فغان چہیڑا | | ہنسی سمجہی کہ ذکر دیدہ دریا فشان چہیڑا
شب عشرت مین شکر و شکوہ دشمن سی کیا حاصل | | نکالی پہر وہی چہیڑ آپنے وہی بیان چہیڑا
دکہا ئی ہی زمین لاکہون کو رشک عمر فی غافل | | یہ وہ توسن نہین ہی جسکو یہان چہیڑا وہان چہیڑا

دل خسروج کا ہر زخم پہر کیون ہو گیا گہیرا
صبا نی کیا کسیکا طرۂ عنبر فشان چھیڑا

نہ چھو اے مدعی احوال سالک رحم کہا کر ہی
کہ ایک غم کی کہانی تھی دیتا ہی جہان چھیڑا

دیگر

شبہ کیون دل پہ ہے سویدا کا
یہ ہی ایک داغ ہے تمنا کا

وہ اشکبار دیکھہ کے مجکو حزین ہوا
مین تر زبان لطف جہان آفرین ہوا

پھر گریہ سیل آفت روے زمین ہوا
پھر نالہ برق خرمن چرخ برین ہوا

کسکی خیال مین نہین کوی تبان مگر
یہ وہ مکان ہی جو دلون مین مکین ہوا

سنتا ہون اوس گلی مین گیا سچ ہی یہ اگر
آوارہ آج سالک غربت گزین ہوا

دیگر

دل رشک سی شریک نہ اپنا بنا سکا
لطف وصال یار زبان تک نہ آسکا

شاید شب فراق گزرنی محال ہو
وعدہ اگر سنا نہو روز حساب کا

گہیرے رہا مجھی غم ہجران تمام رات
آنکہون ہی مین کٹی ہی مری جان تمام رات

بزم خیال اور وہ مہمان تمام رات
فرقت کی بھی گزر گئی آسان تمام رات

تا رخصت سحر منڈلاون مین کچھہ خلل
کرتے رہی پھر آنکی پیمان تمام رات

دن بھر رہا کشاکش وحشت مین مبتلا
مین فی سیاہی چاک گریبان تمام رات

لطف وصال یار کوی ہمسی سیکھہ جاے
کہتے رہی ہین قصہ ہجران تمام رات

دل بد بلا ہی زلف مین رکھتی ہو کیے
رکھی نہ تمکو بھی یہ پریشان تمام رات

مین مرگیا تو غیر بہی مرتا میری طرح
وہ کیون رہی جفا سی پشیمان تمام رات

سینہ مین توڑ توڑ کے نشتر بھی رکھ لئی
پھر بھی رہا تصور مژگان تمام رات

آیا جو لب پہ نالہ او سے ضبط کر لیا
کرتا رہا مین خلق پر احسان تمام رات

محشر مین بہی اگر نہوا انصاف یا نصیب
اس روز کی دعا مین کٹی یہان تمام رات

سالک شام ہجر ہی کچہہ کہا کی سورہے
کاٹی عبث پہاڑ سی نادان تمام رات

کسطرح کہدون ارم ہی گلستان کوی دوست
ڈر ہی نظر و نسی نہ مٹ جائے نشان کوی دوست

دفن ہوکر بہی رہی اغیار ہی کی پایمال
ہمنی مرکر کر لیا ہی امتحان کوی دوست

گر زمین کا گر نہون حد سی نہ باہر جا سکون
گردش قسمت نبی ہی آسمان کوی دوست

ہم ملا کر خاک مین جس دلکو آی ہین اہی
یاد آتا ہی وہ جنت آشیان کوی دوست

نقد دل دیکر متاع درد و غم لیتی ہین لوگ
آج کل دنیا مین چلتی ہی دکان کوی دوست

گو نظر آتا نہین مین ضعف سی پر خوف ہے
ناتوان ہین مین ہی الہی پاسبان کوی دوست

جوش مین ساری تبون کی لکہہ گیا تعریف مین
میری دیوان ہی ملا سکو نشان کوی دوست

آپ سی کیا حضرت واعظ کرین ہم گفتگو
آپ جنت ہی کو کہدینگی بسان کوی دوست

او سکی دامن پر نہ چشم غیر رہا کر پڑی
اپنی مٹی بہی ہوی ہے رایگان کوی دوست

کل تو مین ہون اور شبگیر عدم کی سختیان
آج ہی کا رہگیا ہون مہمان کوی دوست

بعد مردن بہی اسی حیلہ سی وہ یاد آگیا
دیکہتی ہی خلد پر گزرا گمان کوی دوست

ایکبار اوسکی طبیعت رحم پر آئے تو دو
کون ہی ہمسی زیادہ خستہ جان کوئی دوست

کیون غریب آزار بنکر سر اوٹھایا اے فلک
کر نہ مٹسی کوی نالہ ناتوان کوئی دوست

تجرجکا نام نادانی سے رکھا خلق نے
ہم اوسی کہتی ہین پہلا آستان کوی دوست

سچ ہی الفت ہوتی ہی ہنجنس کو ہمجنس سے
ہل گئی دو دن مین دشمن سی گلے کوئی دوست

اس تظلم پر نہین ہتا کوئی فریادرس
ہی جدا میری زبان سی کیا زبان کوئی دوست

واعظ اپنی تو وہی خبث وہی فردوس ہے
جای ملجای جہان دو گر میان کوئی دوست

سچ ہی تخریب اوسکی کیونکر ہوسکی تجھسی فلک
غیر کے ہاتھ آگیا دارالامان کوئی دوست

تہک کے سالک کیلیے مٹھی ہو منزل دور سے
راہ مین تہتی نہین ہین سالکان کوئی دوست

کری بندہ کیا وصف شان محمدؐ
خدا نے کیا ہے بیان محمدؐ

ہو تفسیر سیما ہم اپنی جبین پر
اگر سر ہو اور آستان محمدؐ

رہا ساتھہ کب قاب قوسین تک
کہ جبریل ہو ریتبہ دان محمدؐ

گلی سی تیری جو گزرا کبھی وی دستان ہوکر
زمین دہان کی پہر ہی سون نظر مین اسمان ہوکر

گرا جو اشک آنکہون سی ہی بنا دل تہا
رہی جو دل مین حسرت رہگئی داغ نہان ہوکر

اسی گلشن کی مٹی ہی اسی گلشن مین رہتا ہے
نہین مٹ مٹ گئی برباد لاکہون اشیان ہوکر

نہوتا راہبر گر جذبۂ الفت زلیخا کا
نہ آتا چاہ یوسف پر کبھی یون کاروان ہوکر

وہ چھپ کر انجمن سی ساتھہ دشمن کی نکل آئے
پھری کس کس جگہہ ہم جستجو مین بدگمان ہوکر

الٰہی قبر مین انسان کیا پہنچا کہ وہان پہنچا
نکالا ہی عدم کی ملک کا رستہ کھان ہوکر

سوال وصل پر اتنا سکوت آخر سبب کیا ہے
زبان کو بھی سٹا دی تی ہو تم بی دہان ہوکر

نزول رحمت حق بعد مردن کیا ہو عاشق پر
رہی جب بیکسی مرقد پہ چہای سایبان ہوکر

رقیبون کی ہین بہکای ہوی چہرہ پہ غصہ ہے
چلی آتی ہین میری گہر وہ آشوب جہان ہوکر

کیے شکوہ شاری بزم مین تو نی قسمون سے
وہ سب دلمین میری اوتری ہین ظالم پریشان ہوکر

تماشا حشر کا ہی ایکدن ہوجاسگا سالک
یہ فتنہ بہی یون ہی رہجاسگا ایکدن عیان ہوکر

چہرہ آرائی شاہد نیکو جمال سخن ترازی بغازہ حمد خالق حقیقی و مجازی

جب خامہ میرا حمد نگاری کو جہکا ہو
تسلیم کو پھر کیون نہ فلک اور دوتا ہو

کب ہی وہ تیری دایرۂ حمد سی خارج
خود مین کوئی اپنا ہی اگر مدح سرا ہو

کہیرا ہی تیری ذات فی کونین کو یہاتک
گو تجھسی جدا ہو کوئی لیکن نہ جدا ہو

انکھیون ہون تو پہر کر کوئی پھر تجھسی کدہر جاے
تو سامنی ہو مونھ کی جدہر کوئی پھرا ہو

گر غم ہو تیرا اشک نبی گوہر غلطان
گریاد ہو تیری تو نفس غالیسا ہو

گر ہو نہ محالات مین تقدیر مددگار
کب ناخن تدبیر کہین عقدہ کشا ہو

جو شمع کہ ہو راہگزر مین تیری روشن
بجھتی نہین گو وقف رہ باد صبا ہو

جس قافلہ کو تیری ہدایت پہ ہو تکیہ
اوسکو نہ کبھی حاجت آواز درا ہو

محکوم تیرا ہو تو حکومت ہی جہان کی
آزاد وہی ہی کہ جو پابند رضا ہو

احسان گرانمایہ کری خلق جہان پر
احسان تیرا جسپہ زرا سا بھی ہوا ہو

کیا مایہ تھا جو شہرت حاتم ہوئی لیکن
قطرہ بہی تیری لطف کا دریاے سخا ہو

ہو غنچہ سر بستہ تا راج خزان وہ
جس دل پہ تیری راز کا عقدہ نہ کھلا ہو

کیا جام جہان بین سی اوسی دی کو نسبت
جو دل نہ تیری بادۂ الفت سی بھرا ہو

کیا خاک رہی سر صراحات سی محفوظ
وہ پھول کہ جو تیری ہوا مین نہ کھلا ہو

اس عشق سی اچھا ہی صیبت ہی مین رہنا
جب دل مین کوئی غم ہو تو ہو تو نہ خدا ہو

سحبان فصاحت ہی وہ بنجای تو پھر کیا
جسنے نہ تیری حمد مین ایک حرف لکھا ہو

فارغ نہوں آزار محبت سی تیرے ہم
یہ درد وہ ہی جس سی مریضون کو شفا ہو

گر سوز محبت سی تیری خاک ہو انسان
ہر ذرہ مین خورشید جہانتاب چھپا ہو

خاطر مین تیرا غم ہو تو کیونکر نہو روشن
آئینہ کو اس گرد سی کیونکر نہ جلا ہو

حاصل ہے ضعیفونکو عجب تجھسی تقرب
وہ نالہ سنی تو جو کسی نی نہ سنا ہو

کیا طور پہ دیکھین کہ تو ہر جای ہی موجود
اب کیون ارنی کہہ کی کوئی ہرزہ سرا ہو

عاشق کی ہی تائید کبھی تجکو کہ یوسف
کنعان سی عبث مصر کو یون راہگرا ہو

منظور کبھی عصمت معشوق ہے ورنہ
کیون واہو زلیخا نی جو بھتان لیا ہو

گھبراتے ہین کیون تیری مریضون سی اطبا
ظاہر مین بڑی درد تو باطن مین شفا ہو

مسجود سمجھتے ہون جہان جلوہ کو تیرے
وہان چشم حقیقت مین نظر قبلہ نما ہو

آیا ہی میری ہاتھہ عجب ڈھنگ کا مطلع
کیون طایر مضمون نہ یہان رشتہ بپا ہو

مطلع ثانی

منظور جسی شیوۂ تسلیم و رضا ہو
لب پر نہ کبھی لای کہ اب دیکھی کیا ہو

رکھی جو قدم کوئی تیری راہ طلب مین
مانند خضر نقش قدم راہنما ہو

دینی نہو گر زینت انظار خلایق
کیون پرورش نخل مین پہر سعی صبا ہو

منظور نہو تجکو اگر رزق رسانی
کیا کشت کہ باران سی نہ ایک بگ ہرا ہو

کہونی نہو گر تیرگی بخت تجھی کو
انسان پہ کیون سایہ فگن ظل ہما ہو

چاہی جو پریشانی گم کردہ رہان تو
کیا خضر کو مطلب ہی کہ یون راہنما ہو

بجلی بہی اوسی ابر مین پانی بہی اوسی مین
ہی قہر و کرم ایک ہی جو حکم تیرا ہو

وہان قہر جہان دل سی بہلا دی تجھی کوئی
ارہ سی ہو دو ٹکرے کہین جا کی چہپا ہو

یہان لطف کہ ہو نام تیرا ورد زبان گر
ماہی کی شکم سی کوئی دریا مین رہا ہو

سرکش کی ہلاکت کہین پشہ سی ہو ظاہر
آتش کہین سرچمن خلد فضا ہو

طوفان ہو کیسے لئے کشتے ہو کسیکو
فرعون کو ہو نیل تو موسی کو عصا ہو

آرایش خوبان جہان تجھی سے ہے ورنہ
قدسون مین اوبجہہ جای اگر زلف دوتا ہو

یہ تیرسی نظرون مین اشارہ نہ بہری ہون
آینہ رخسار پہ ہرگز نہ جلا ہو

عشاق کو سامان خرابی نہو یعنے
شوخی ہو طبیعت مین نگاہون مین حیا ہو

گفتار نہ جادو نہ کرامت ہو نہ اعجاز
رفتار سے آشوب قیامت نہ بپا ہو

ہر عشوہ بیباک سی یون دل نہ کہنچا جاے
ہر غمزہ غماز نہ یون ہوش ربا ہو

قرگان کو نہو خنجر سفاک سی نسبت
ابرو کے اشارہ مین نہ یون قتل مرا ہو

تنہا ہوا گر حسن تو کیون جان دی کوئی
انداز ہوا ناز پر افت نہ ادا ہو

آگہین ہون ہی کیون ہونگا ہونین یہ جا و
دیکہین جسی وہ ہی ہدف تیر قضا ہو

دی مجکو وہ نالہ کہ تیری راہ طلب مین
گم کردہ رہون کی لئی آواز درا ہو

وہ غم دی کہ جس غم پہ کرون عیش تصدق
وہ درد دی اپنا کہ جو درمان سی سوا ہو

پیش آے وہ صحرا مجہی شبگیر عدم مین
ہر ذرہ جہان مشعل خورشید نما ہو

وہ عمر دی مجکو کہ تیری یاد مین گذری
وہ موت دی مجکو کہ خضر جسپہ فدا ہو

مل جائین عناصر مین پس از مرگ عناصر
ہر جزو ہو کل گر تیری الفت مین فنا ہو

جو کام رضا پر ہو تیری ہی وہی بہتر
سالک کی دعا ہی کہ بُرا ہو کہ بھلا ہو

اظہار ناموفقیت روزگار و چارہ خواستن بہ پردۂ نعت جناب سرور کائنات خاتم الانبیا صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین

قدر انداز چرخ مین نخچیر
اب نہین ہی نجات کی تدبیر

کیا ہو درمان خستہ زخمی ہر
چہٹ چکا کب کی ناوک تقدیر

گر نہو بی سبب زمانہ عدو
کیون ملی مجکو بیخطا تعزیر

جس سی بڑہکر نہو ہنر کوئی
اوسکی لائق ہون گو نہین تقصیر

ہونین وہ کشتنی کہ ہر سفاک
تیز کرتا ہی دمبدم شمشیر

نہ کوئی غمگسار دنیا مین
نہ جہان مین میرا کوئی گیر

نہ کوئی کان دہر کی بات سنے
نہ کوئی میرا نیکخواہ مشیر

نہ میرا رازگفتنی افسوس — نہ میرا دردلایق تقریر

ہاتھ آجای گر کہین نیی ہر — مجکو کھاینمین کچھ نہیں تاخیر

نظر آجای گر کوئی جلاد — لون نہ رکھار مہلت تکبیر

کام اچھا کرون برا ہوجاے — وہ نخوست ہی میری دانگیر

رشک شعری اگر لکھون اشعار — شعر میرا نپای قدر شعیر

چاہون گر ازیاد دولت جاہ — اور رنج والم کی ہو توفیر

جاؤن گر حین موسم گل مین — رشک ملتان ہو خطۂ کشمیر

تازہ پھر فکر انہدام کی ہو — پای گر قصر منہدم تعمیر

گر ہون ذوق سماع کا مایل — نغمہ بنجای نالۂ شبگیر

بلکہ پھندا گلی مین ہوجاے — صوت مطرب مین ہو اگر تحریر

شب وصل تبان اگر ہو نصیب — شام سی نکلی آفتاب منیر

ہجر اگر ہو تو تیرہ روزی سے — دن نبی میری بخت کی تصویر

جاون گلگشت گلستان کو اگر — چاہون تسکین خاطر دلگیر

شہر اردی بہشت دی بجاے — رنگ گل کو ہواسی ہو تغیر

غنچہ بنجائین سب کھلے ہوی پھول — ہو نسیم چمن کی یہ تاثیر

باغ مین پای جاے ویرانے — صوت بلبل ہو رشک صوت صریر

بہر تسکین خاطر ناشاد — کچھ بن آتی نہین مجھی تدبیر

دل ٹہکانی ہی نی زبان بیمین | مین نی کی کیونکہ یہ غزل تحریر

مطلع ثانی

شب فے وقت اجل نی کی تاخیر | مرگئی یون ہی ہم زہی تقدیر
وہ سمجھتی ہین غم کو مصنوعی | اور اتی نہین مجھی تقصیر
نہ وفا پیشگی مین اپنی شاں | نہ تمہاری ستمگری مین نظیر
میری زندان کا دیکھکر عالم | چشم حیرت ہی حلقہ زنجیر
نہوا کوئی عقدہ وا نہوا | گہس گئی میری ناخن تدبیر
لب پہ ہر دم ہی آہ آتشبار | بنگئی ہی زبان آتشگیر
اور دشمن سی ہوگئی وہ صاف | سنکے اوجہی ہوئی میری تقریر
اب سماتا نہین نظر مین غیر | کیا سمائی ہی یار کی تصویر
غش نہوا وسپہ اے افسونگر دیکھ | پھیلے کر اپنی ہوش کی تسخیر
لطف صیاد ہی غضب مہپر | زمزمون نی رکہا ہی مجلو اسپر
ہی وہ گفتار دلنشین وزہ | اب زمانہ سی اوٹہہ گئی تاثیر
جرم ٹہہری سخنوری سالک | کیون یہ بہیودہ مین نی کی تقریر
غلطی کی وگرنہ لکہنی تہی | نعت شاہنشہ فلک توقیر
وہ ملک تبہ احمد مرسل | وصف جسکا ہی لوح پر تحریر
نہ کہون موسی بلند کلام | نہ کہون عیسی نکو تقریر

یہان خدا بات پر عاشق — یہان خموشی مین معجزی مین کثیر
نہ عدیل اوسکی قیصر و فغفور — نہ جم و کی ہی نہیک اوسکی نظیر
کیا اوسی دون زمینون مثال — جسکی خدام ہون سپہر سریر
اوسکی در پر بنای قدر فلک — ایک یہی ہان ہی خادم پیر
لکھیے وہ ایک مطلع روشن — ہو خجل جس سی آفتاب منیر

مطلع ثالث

نور سی تیری نور عکس پزیر — یعنی ہی مہر کا سب تنویر
تیری انگشت سے دو نیم ہی ماہ — برگہی ہی نجوم مین توقیر
کچھہ نہین ہی یہ گرمی فراقی — رشک سی جل رہا ہی مہر منیر
تیری حساد کو پناہ کہان — ہی خدا کا غضب تیی شمشیر
تیری احباب نیکخواہ پہ ہے — کثرت التفات رب قدیر
گر ارادہ کری ستانی کا — کہکشان چرخ کو بنی زنجیر
لکھہ چکا سر نوشت عالم کو — تیری مرضی پہ کاتب تقدیر
سنکے تیری حدیث شیرین کو — ارنی گو کی صاف ہو تقریر
تجھہ سی جو ہمکلام خواہش ہو — طور کی سرگذشت ہی تعبیر
تہا سلیمان کی پاس ایک انگشتین — یہان ہے ہر نگینہ خاتم تسخیر
ید بیضا پہ ہی کلیم کو فخر — نہین دیکھی تیی ی ای منیر

استواری مین غیرت اجرام — قصر احکام کی تیری تعمیر
یہ بلندی کہان سی پای مگر — نام تیرا ہی عرش پر تحریر
چمن آرزوی سائل کو — کف بخشش تیری ہی برطعیر
کیون انا الحق سرا کو ٹہیرایا — حق سرائی پہ واجب التعزیر
ہان وہ کہتا انا الرسول اگر — تجھی سزاوار دار یہ تقصیر
تیرا سایہ زمین پہ کیونکہ پڑے — جبکہ زیر قدم ہو مہر منیر
خرد دوربین یہ کہتی ہے — کہ ہی رونق فزای چرخ اثیر
عرض مجکو تیری جناب مین ہے — ای شہنشاہ آسمان توقیر
یون سری دل مین عشق ہو تیرا — جسطرح سی کہ سنگ مین ہو لکیر
اونکی الفت رہی مدام کہ ہی — شان مین جنکی آیہ تطہیر
میری عصیان کہین نہ چہپی مجہ سے — روز محشر نہو میری تحقیر

نعت تیری بیان ہو کیا مجہ سے
اسقدر کب ہی وسعت تقریر

محمل بستن کار روان قصاید و معانی بسوی شہرستان نعت سرور دو جہانی و نارسیدہ واماندن مقام در اثنار رہ سمر رہنمای حاجی حرمین الشریفین نواب حاجی حافظ محمد کلب علیخان بہادر والی رامپور

ہوای موسم گل سے زمانہ کا یہ حال — کہ صحن گلشن جنت بنی ہین دشت و جبال
نکل چلی ہی بدلکر مزاج باد سموم — بنی ہی ہم اثر اہتزاز باد شمال

یہ شکل پائی ہی روے زمین پہ سبزہ نے
خجل ہے سبزۂ خط بتان زہر جمال

خزان کی راہ نہ کیونکر ہو بند گلشن مین
کہ غنچہ غنچہ نے پای ہی صحبت اتصال

نجوم چشم فلک مین نبی ہین اشک حسد
زمین بلاتی ہی تارون سی قطرہ ہاے زلال

خرام ناز بتان پر ہے طعن ہر زہ دوی
ہواسی سرو کو حاصل نہ پای استقلال

جو کھینچیئی سر دیوار نخل کی تصویر
مثال سبزہ دیوار ہی ہو تازہ نہال

نہین ہی رنگ شفق عکس لالہ و گل ہے
بناہی جرم فلک اتبو آینہ تمثال

یہ شاہدان چمن کے ہی حسن کا عالم
کہ چشم نرگس شہلا ہی حیرتی جمال

عجب نہین ہمہ تن گوش گل ہو سنی کو
حدیث زمزمۂ طایران نگین بال

روش روش پہ ہر ایک گل کو چھیڑ کر چلنا
نسیم صبح نی سیکھا ہی شیوہ ادلال

قوای نامیہ ہین اپنے کام مین ہر دم
گرا ہوا نہین رہتا ہی سبزہ پامال

روان ہین دیدۂ نرگس سی اشک شادی کے
جگہہ جگہہ نہین جاری یہ چشمہای زلال

نبا چمن مین یہ ہر نونہال کا عالم
کہ مہد امن مین پائین نہ پرورش اطفال

سرور مقدم فصل بہار دیکھہ کہ ہے
زبان برگ پہ ہر نخل کے تعالی تعال

یہ گل نہین ہین چمن مین گل حقیقت ہین
کہ دامن نظر معرفت ہی مالامال

یہ کسکے حسن کا آینہ بنگیا ہے چمن
کہ شکل آینہ نظارگی ہی محو جمال

روش روش سی ہوئی نفی ماسوا پیدا
مگر ہے سبزۂ نوخاستہ زبان مقال

یہ باغ دہر نہین کارگاہ صنعت ہے
حقیقت اسکی بیان کرسکی یہ کسکی مجال

کہلایہ دیدۂ عبرت نگاہ نرگس سے
رسا ہوئی ہی چمن تک کسیکی چشم خیال

برابر اوگتی ہی اسطرح سی گیاہ کہ ہے
ہزار لاسے گلستان دہر کا ابطال

یہ فصل وہ ہی کہ سوسن کو بہی جو بخشیگی
زبان مدح طراز شہ فرشتہ خصال

وہ کون جس سی کہ تکوین ہر دو کون ہوئی
وہ کون جو کہ ہی منظور ایزد متعال

وہ کون جسکی سبب سے بنی ہین کون و مکان
وہ کون فیض سی جسکی جہان ہی مالامال

محمد عربی فخر انس و جن و ملک
کہ جسکی شرع نی کہویا طریقہ ضلال

بجا ہی مظہر ذات خدا کہون اوسکو
اگر کہون نہ خداوند بی نظیر و ہمال

اوسکی لطف سی دنیا کی خوبیان مین نصیب
اوسکے سایہ مین ہی روز حشر استظلال

اوسکی صدق کلامی کا فیض ہی ورنہ
یہ سنگریزہ کہان اور کہان زبان متمال

اوسکی ذات نی بخشا ہی نور پیشانے
وگرنہ حضرت آدم کی اصل ہی صلصال

جہان مین کسکو ملا ہی یہ پایہ تمکین
ہوا ہے زیر قدم کسکی سنگ مرمر مثال

ادہر تو چاک کیا اوسکا نامہ خسرو نے
قضا نے چاک کیا اوسکا جائحہ اقبال

دکہائی فتح کی صورت وہ اوسکی ضربت سے
بنای سنگ کو خندق مین آئینہ مثال

ستون سنگ بہی رونی مین بنگیا یعقوب
فراق پشت مبارک نی کر دیا بیحال

کہان ہے چشمہ حیوان یہ سب کہانی ہے
خضر نے جام سی اوسکی پیا ہی آب زلال

قیام روز اشارہ سی اوسکی جب ٹہری
غروب مہر جہانتاب ہو نہ کیونکہ محال

خزان رسیدہ ہو گلشن ثنا میرا
کہ نخل نخل ہے یہان دست پرور یکمال

تیرا وہ رتبہ کہ مداح خود خدا ہے ترا — تیرا وہ پایہ کہ پہنچیں جہاں وہم و خیال

تیرے ظہور نے توڑا محل کسرے کو — خراب ہوگئی گویا بنائے کفر و ضلال

دو نیم تیری اشارہ سی ہو رہی قسمت — ہوا ہے مہ کو تیری آستین سی ملکی کمال

رکھا جو سانپ تیرے طعام سم اسود — تو اژدہی تجھی کیا آپ زہر کا اقبال

حدیث لطیفہ یستقی ہی کافی ہے — دلیل قرب خداوند بے عدیل و ہمال

شفیع روز جزا جب سے سن لیا ہی تجھے — دیا ہی وسوسہ حشر من فی دل سی نکال

نجات حشر کو ہوگی تیری شفاعت سے — نگاہ لطف سی کر مجکو یہاں بہی مالا مال

کیا ہی دور فلک نی مجھی تباہ و خراب — کیا ہی گردش ایام نے مجھے پامال

قدم اوٹھانہ سکون سوی منزل مقصود — یہ فرط ضعف سی کچھہ بڑہگیا ہے اضمحلال

گذر گئے ہین دعا ذکی پیشتر ہنگام — دعا کو ہاتھہ اوٹھاون یہ کیا ہی مجھی مجال

جو کوئی عیش کی صورت نکالی تو ابہی — ہزار حیلہ سے بدلے زمانہ خیال

ابہی ہون جام تمنا کی میری دو ٹکڑے — جو ہو لکیر ہی کرون آرزو سے نیم ہلال

خدایان شہنشاہ مرتبت تیرے — عجب نہین ہی کہ لین مدح خوانکو تیری سنبھال

اشارہ ایک کو امین سی گر تیرا ہو جاے — بدل ہو عیش و طرب سی خرابی احوال

وہ کون کلب علیخان آسمان پایہ — کہ جسکو ایک زمانہ کہے سحاب نوال

جو آستان کو کہون اوسکے کعبہ امید — تو قصر کو نہ کہون کیونکہ قبلہ آمال

شمیم خلق سے اوسکی جہان معطر ہے — نسیم لطف سی ہی اوسکے دہر مالا مال

نظر مین آتی ہی کب اونکی رفعت افلاک — جو اوسکی در کو سمجھتے ہین آسمان جلال
لکھا ہی مطلع روشن وہ مدح حاضر مین — کہ جسکے رشک سی مہر منیر پای زوال

مطلع ثانی

نگاہ کرکے تیرا مایۂ عروج کمال — فلک کو مل گئی سوگند عظمت و اجلال
تیرا ہی نام ہی زیب دفاتر دانش — تیرا ہی ذکر ہے فخر رسائل افضال
جو رای کا تیرے ایک پرتو وہی ہا تہہ جائے — بنائے ایک جہان اور جوہر فعّال
دبیر چرخ مدد گار کلک سحر طراز — معین تیغ ہے ترک سپہر زور جلال
تیرے سمند کی تعریف لکھ سکے کیونکر — کہان سی خامہ نی پایا یہ پای استعجال
وہ خوشخرام کہ جسپر نسیم دل سے نثار — وہ تیز گام کہ مرصر ہی جسکے ہی دنبال
مجال کیا ہے کہ ہو اوس سی عنان کوئی — کہ دست وہم مین رہتی نہین رکاب وال
عنایت اوسکی ہی جولان کی تہی زمانیکو — زمین کی شکل بنائی ہی افضل الاشکال
زبان خامہ ہوی ڈرسی خشک کیا لکھون — صفات پیل گران پیکر فلک تمثال
صلای عیش ہوئی بخشش ترا عنم — دل حزین سی کیا رنج و غم کا استیصال
سواد شہر کی تعریف کیا لکھے خامہ — زبان ناطقہ توصیف مین ہی اوسکے لال
ادا نثار ہے آہنگ کی رسائی پر — ہر ایک فقرہ سی پیدا روائی سلسال
عیان وہ ربط ہی الفاظ کو معانی سی — کہ جسم و جان کو ہم اسقدر ہی ربط محال
نہین ہی لائق مدحت طرازی والا — زبان سالک بیہودہ گوی ہزرہ مقال

پہنچ گیا ہے دعا کا وہ زمزمہ لب تک
کہ جسکا آپ اثر نی کیا ہی استقبال

جہان مین سلسلہ ذکر و شغل جب تک ہے
نظر مین خلق کی جب تک ہے خواری خرال

کلام مین تیری احباب کی رہے تاثیر
ترے حسود کی بی اعتبار ہون افعال

ایضاً

ہون تیرہ روز کیا ہو ضیا گستر آفتاب
جاتا ہی میری سایہ سی بھی بچکر آفتاب

اس خاکدان سی کچھہ تو ہی بہتر کہ چرخ کو
ان گردشون پہ تو نی بنایا کہر آفتاب

کیا کیا ہی دیکھنے کی شب ہجر مین ہوس
گویا کہ ہے جمال رخ دلبر آفتاب

ایک داغ لیگیا ہی فلک مجھسی مستعار
لایا کہان سی ورنہ یہ بدگوہر آفتاب

انسان کو صبر ہو تو اوٹھای ہزار داغ
کب سینہ سپہر کو ہے دو بہر آفتاب

یارب نگاہ دیکھہ کی ہوتی ہی خیرہ کیون
کسکے ظہور حسن کا ہی مظہر آفتاب

کرتا نہین کسیکے نمایش پسند دہر
گردش مین کس طرح نرہی ون بہر آفتاب

اوس زلف کی نہ مشک سی ہوگی برابری
اوس رخ کی ہو سکی نہ کبھی ہمسر آفتاب

گرداب حادثات محیط جہان کو دیکھہ
ہر روز ایک سا ہی تجھے چکر آفتاب

گردش نصیب ہوتی ہین اہل ہنر تمام
کیا جانی تجھمین کون سی ہین ہنر آفتاب

حب حسن ہو تو حاجت مشاطگی نہین
ہی سادہ روئی تیری ترا زیور آفتاب

پورا نہین تلاش مین تو ورنہ ایک سا
ہی خط استوا و خط محور آفتاب

اوس بت کی ہجر مین کوئی کہایا نہین ہے داغ
چمکیگا میرے سامنی کیا تہر آفتاب

گر چشم حق نگر ہو تو اوسکو بھی توڑیئے
بت کی جگہہ بنای اگر آذر آفتاب

آہ شرر فشان میری جاتی ہی متصل
لی راہ لامکان کی نہ گہبر اگر آفتاب

ڈر کر جو کام کرتی ہن پوری ہن کام مین
لرزان ہی صبح شل تن لاغر آفتاب

مانیگے ہم نہ جوشش طوفان اشک کو
بہیگا ہوا پایے اگر بستر آفتاب

جانیگے ہم نہ نالۂ سوزان رسا تجھے
تا آسمان نہ خاک ہو خاکستر آفتاب

ہر خاکسار مہبط انوار حق ہی یہان
دیکھو ضمیر ذرہ مین ہے مضمر آفتاب

کیا ذکر آفتاب ہی ایدل کر اوسکی مدح
قربان جسکے نام کو ہو سنکر آفتاب

کادس کوس کلب علیخان جم شکوہ
جسکی نظر مین ذرہ سی ہی کمتر آفتاب

گردش خلاف اوسکی نہو چرخ کو کبھی
ہوا دسکے حکم سے نہ کبھی باہر آفتاب

شکل اوسکی دیکھکر عرق انفعال سے
ہو جای کیون نہ سر سی قدم تک تر آفتاب

کیا اوسکی پیشگاہ سے اسکو ملی سند
کس طرح بنگیا ہے شہ خاور آفتاب

یہ اور اوسکے شمسۂ ایوان کی ہمسری
لا چرخ اس سی اور کوئی بہتر آفتاب

یون روشنی زمین کو ہوتی اوسکی ذات سے
جسطرح زینت فلک اخضر آفتاب

دیکھی نگاہ مہر تو اوسکے سجود پر
دی چشم روزگار مین ایک نشتر آفتاب

گر حسب مدعای عدو ہو لکر پھرے
کھینچے سپہر کے لئی ایک خنجر آفتاب

ہی فیض خاک بوس دراوسکا کہ بن گیا
فرخندہ رو سہیل وزکو منظر آفتاب

اوسکے عطا نی بخشی ہی رونق جہان کو
سیمین لباس ماہ ہی زرین سر آفتاب

کافی ہی اوسکے دست سخا وت نشان کو کب
آجای تجکے خود ہی جو کان زر آفتاب

اوسکے جلال کا نہو واعظ بیان کبھی
جب تک نبی نہ تیری لئی منبر آفتاب

ہی اسمین کوئی بہید کہ غایب ہو شام سے
دایم سحر کو ای فلک اخضر آفتاب

پہرتا ہے چور پہرہ مین شاید چھپا ہوا
گرداوسکی خوابگہ کے مگر شب ہے آفتاب

یمن قدم سی اوسکی جہان حدوث مین
عالم نواز مہ ہی جہان پرور آفتاب

چہپتا ہے حال ظالم و مظلوم یہان کوئی
ایوان معدلت مین ہی سر دفتر آفتاب

ثابت کیا جہان کو قدیم اوسکی ذات نے
کہدو رہے نہ منتظر محشر آفتاب

کیا تاج زر نگار جم و کے کا ذکر ہے
رکہتا ہی گوشہ گوشہ مین یہان افسر آفتاب

رونق بر ہیکی عقد مین اوسکے جہان کی
اب کیا عروس دہر کو ہو زیور آفتاب

ہو ایک ایک ماہ ہر اقلیم کے لئے
پای نیا نیا ہی ہر ایک کشور آفتاب

ہو اوسکی رای سی یہ اگر کاسب ضیا
کہنے لگین سبھا کو جہان پرور آفتاب

نور جمال دیکہہ لے اوسکا اگر کبھی
ہو کاہش حسد سی سہا پیکر آفتاب

اوس انجمن کے مجہسی بیان روشنی ہو کیا
روشن ہی پنچیون کی جگہہ باہر آفتاب

ہی عالم اوسکے بزم مین سرگرمی نشاط
بنتا ہے آکے ہاتہہ مین یہان ساغر آفتاب

کرتا ہون ایک دعوی روشن حضور مین
تایید جسکی آپ کرے سکر آفتاب

مطلع ثانی

پاتا جو کچہہ بہی جای تیری در پر آفتاب
کب چار مین فلک کو بناتا گہر آفتاب

یون جال خستگان پہ ہی تیری نگاہ مہر
گویا کہ جلوہ ریز ہے ذرہ پہ آفتاب

روشن خرد نپای جہان مین تیری سوا
دہونڈے چراغ نور اگر لیکر آفتاب

کیون ذرہ ذرہ مشرق انوار مہر ہے
بنتا نہین ہی جلوہ سی تیری گر آفتاب

کیونکر نہ اسکو خلق مین روشن جہین کہین
ہر روز جہہ سا ہی تیری در پر آفتاب

ذرات آستان مین تیری اے علی تو ہو
چشم ستارہ بین سی جدا کیونکر آفتاب

تیرا جمال دیکہ حاسد مین کیا سماے
ممکن نہین کہ دیکہہ سکے شپر آفتاب

یہ اور تیری عارض تابان کی ہمسری
کہدو قدم نہ حد سی رکہے باہر آفتاب

ہی ایک ماہتاب کو فیض آفتاب سے
بنتا ہی تیری جلوی سی ہر اختر آفتاب

ذرات آستان کو تیری دیکہہ دیکہکر
ہر ذرہ سی بدلنی کو ہے پیکر آفتاب

مہرین ہین یہ ستارہ نہین آسمان پر
رکہتا ہی بندگی کا تیری محضر آفتاب

خدمت مین رات دن تیری نہا ملی اگر
فغفور ماہتاب بنے قیصر آفتاب

شیر افگنی کی دہوم ہی تیری تو کیا عجب
دورہ اسد مین گر نکری ڈر کر آفتاب

میدان رزم مین یہ تیری شان ہی بلند
ہی فرق مہر سا کو تیری مغفر آفتاب

تیری مقابلہ کو اگر آے رزم مین
ترک فلک سی چہینی اہی خنجر آفتاب

او جلاز ہے نہ کیونکہ تیرا رخش باد پا
خدمت کو ملگیا ہی اسی چاکر آفتاب

پیل فلک شکوہ تیرا دہ کہ ڈر گیا
مستک کو دیکہکر فلک پر آفتاب

کیون آن کا ڈرا دہر ہی او دہر او سکا خوف ہے
کس طرح بیچ مین نرہی مضطر آفتاب

سالک تم اور مدح مگر وہ دعا کرو | آمین جس دعا کو کہے سنکر آفتاب
جب تک ہی ایک داغ قمر کو لگا ہوا | جب تک ہی زینت فلک خضر آفتاب
نکلے نہ کام چرخ سی تیرے حسود کا | احباب کے نہ حکم سی ہو باہر آفتاب

ارستن شاید سخن بزیور مدحت گستری سری مہاراو راجہ شیو دانسنگہ بہادر والی الور

جو میری غم کی سنے داستان طولانی | تو عمر خضر الہی کرا دسکو ارزانی
سما سکے جو نہ زلف بتان مین نوز ازل | رقم ہوئی میری قسمت مین وہ پریشانی
بچا نہ وہ بھی رہا داغہای سوزان سے | دیا فلک نی جو مجکو لباس عریانی
پوچھہ تنگی کاشانہ کا میرے احوال | سر شک مورسی تا سقف خانہ ہو پانی
وہ تیرگی ہی کہ جس تیرگی مین آئی نظر | سواد خال بتان مثل مہر نورانی
ہجوم غم سی ہون راضی کہ سینہ مین دشوار | خیال عیش گذشتہ کو ہی جگہہ پانی
دل حزین کو میرے ہو نہ ارجمعیت | ملی جو طرہ طرار کی پریشانی
عبث ہی بی زری و مفلسی کا غم مجکو | کہ میری پاس ہی گنجینہ ثنا خوانی
دہن مین ہین میری لعل و گہر مضامین کے | بجا ہی مجکو کہین معدن سخندانی
صریر کلک میری جبکی کان تک پہنچی | کبھی سنے نہ صدائے طیور بستانی
میری ہی رشحہ خامہ سی دام لیتی ہین اب | گہر جو بنتے ہین رشحات ابر نیسانی
ہر ایک دایرہ ہی جاے دیدہ نرگس | کلام مین میری گر اے لفظ حیرانی

دکھاوون خاک مین گرداب و موج و لطمۂ بحر
جو گفتگو کے لئی خاک کو کہون پانی

خدا نے دی ہی میری نطق مین جو یہ طاقت
تو اسلئے کہ کسی کی کروں ثناخوانی

وہ کون نام گرا وسکا زبان پر آجاے
تو ہر سخن مین ہو تاثیر کی فراوانی

بسہر مرتبہ شیوۂ انسنگہ والاقدر
کہ جسکے مور کو ہے دعوی سلیمانی

جو اوسکی رفعت تمکین کو دیکھہ پای کبھی
تو دور ہو سر قیصر سے ناز سلطانی

وہ آفتاب ہی پرتھا ظہور فیض ضرور
خدا نی اوسکو عطا کی جو شکل انسانی

بہری ہی بزم یہ اوسکی کہ بس غنیمت ہے
صف نعال مین جمشید کو جگہ پانی

عجب نہین ہی کہ ہیبت سی اوسکی روز نبرد
عدو حیات سمجھتا ہو موت آجانی

نیگی آج تو صرصر بگولے کی صورت
کہ من مراد کو اوسکے ۔ ہے قصد جولانی

یہ چاہتا ہے کہ ہو جادۂ غزل پیما
نام آپ سمند طبع مین کیا اگی ہے جولانی

مطلع ثانی

روان مدام ہی آنکھون سی اشک کا پانی
بجای مجکو تخلص کرون جو گریانی

خیال ناوک مژگان یار کی سوگند
لہو جو تن مین نہین ہی آج صرف مہمانی

نجاے کام سی کیونکر زمانکی انسان
بڑا غضب ہی طبیعت کسی پر آجانی

نزول رحمت حق جانتا ہون مین اوسکو
ثمرہ سے اوسکی جو ہو مجھپہ تیر بارانی

وہ کہتی ہین کہ تیری جان لیکے چھوڑینگے
اجل سی کرنی پڑی جان کی نگہبانی

تنور چشم کو طوفان کا ارادہ ہے
پھر آیگا آج تو طوفان نوح پر پانی

رہے ہین ٹوٹکے پیکان جو اوسکی تیر دیکھے
تو بنگیا ہے جگر میرا لعل پیکانی

یہ شوق تھا کہ غزل لکھہ گیا ہون مین ورنہ
اوسیکی مدح مین ہی حاصل سخندانی

سلیقہ مند ہی جمشید اور مین ساعی
عجب نہین کہ ملے اوسکی خانسامانی

عدو کی آنکھہ اگر اوسکے تیغ پڑ جاے
تو پہلے قتل سی بنجای چشم قربانی

چمک وہ آب مین اوسکی جو دیکھہ پانی کبھی
بہرے دیدہ ترک فلک مین بہی پانی

نوید خرمے جاودان ہو باغ امل
ہی اوسکی بارش ابر کرم کو طغیانی

ہوئی ہے ہر سر موسی میری زبان پیدا
نہ آے جب بہی یہان کام کچھہ سخندانی

دعا پہ ختم سخن چاہیے کرون سالک
میری زبان کہان اور کہان ثنا خوانی

ایضاً

رات زاہد کو رکہتا ہون سحر تک بیدار
نالہ اس بی اثری مین بہی نہین ہی بیکار

اثر سوز محبت نگیا بعد فنا
او گئے مین خاک سے بہی ہی نخل چنار

بت پرستی کا میری کرتی ہین چرچا کعبہ
جو یہ کہتی ہین کہ البتہ خدا ہی ستار

جو گیا لیکے میرا خط نہ پھرا پر نہ پھرا
قاصد دون سی میری اباد ہو کوچہ یار

رشک کہتا ہی کہ اوس کو چہ مین تنہا ہی نہ جا
شوق کہتا ہی چلو اوس سی ہمین کیا سروکار

اسقدر ربط اوسی غیر سے اللہ اللہ
صورت یار نکلتی ہے جو لکہون اغیار

وہ جہان آکے دکہاتی ہین عدو کو جلوہ
اپنے سایہ کی طرح کیون نہین گرتی دیوار

رہگئی شرم قیامت مین وفاداری کی
تیری صورت مین ہوا مجکو خدا کا دیدار

کس طرح می سی کیا کرتی ہین تو بہ کہ یہان — بن پیئے بات نکلتی نہین مو نہہ سی زنہار
آشیان پر سیرے ای برق نکر تکلیف — تجہہ سی کچہہ کم نہین میرا نفس آتشبار
بہتر زمین مکان مجکو یہی رہنے دیجے — فرط حیرت سی ہو نہین صورت نقش دیوار
گہر سے کب نکلی ہن وہ میری عیادت کے لیئے — نالۂ اہل عزا جبکہ ہوا گوش گذار
جیسے دیوانے کیا کرتے ہین باتین اسطرح — ایکدن مین نی کیا دل سی یہ مطلب اظہار
کوئی تدبیر بتا رفع تردد کے لئے — دیتی ہے ابتو پریشانی خاطر آزار
سنکے بولا کہ ذرا ہوش مین آ ای نادان — نظر آتی نہین کیا تجکو زمانیکی بہار
طرب و عیش کا وہ جوش ہوا ہے ابتو — کہ نہین ہجر بتان مین بہی الم سی سروکار
نغمۂ روح فزا کا نہو دہوکا جسپر — لب عاشق پہ وہ نالہ نہین آتا زنہار
فرحت انگیز ہوی باد بہاری یہانتک — کوئی بتا ہمین عالم مین کیسکا غمخوار
نامیہ اوسکا ہی ایک رنگ جما دیتا ہے — جس شجر پر ہو گلستان کی ہجوم انظار
جان ڈالیگا مگر فیض ہوا ان مین ہی — متحرک نظر آئینگے نقوش دیوار
سبد گل مین اوٹھا کر اونہین رکہلی گلچین — نالۂ بلبل شیدا سے اگر نکلین شرار
دل صیاد جلا مت تو جلائین وہ نہ — تازگی نی کہین چہوڑے نہین سوکہی اشجار
کہا سنکے اہل جہان یہ ہی ہوا گر چندے — تو زمانہ مین نہوگا کوئے دق کا بیمار
فیض سی اوسکے یہ دنیا کا چمن پہولا ہے — اوسکی بخشش نی دیا دہر کو تشریف بہار
راو راجہ وہ سکندر وہ دارا دربان — خسرو عصر جو کہئے تو اوسی آئے عار

نہین وہ دل کہ نہین جسمین محبت اوسکی
نہین وہ سنگ کہ پوشیدہ نہو جسمین شرار

فیض اوس بحر کرم کا جو نہ پہنچے اوسکو
ابر نیسان کی یہ طاقت ہی کہ ہو گوہر بار

نجت واقبال پر اوسکو نہو کیا ناز شن
بزم مین دی وہ اگر خسرو پرویز کو بار

اسطرح بہاگتے ہین رزم سی اوسکی اعدا
کہ نہ شبگیر سمجھتے ہین نہ جانین ایوار

نام آجاتا ہے گنتی مین شہنشا ہونکا
کوئی کرتا ہے اگر اوسکی غلامونکا شمار

اہل عالم اوسی کہتی ہین نہایت کم ہین
پیل کو اوسکی جو کہتا ہی کوئی کوہ وقار

اسلئے رنگ سیہ اوسکا بنایا حق نے
تہی سیہ بختی حاسد کی قسمت درکار

چاند اس رنگ سی ہستگ پہ نظر آتا ہے
جسطرح سے مہ نخشب ہو نمایان شب تار

صورت دست دعا صاف ہی تو نسی عیان
کہ سیہ روزی دشمن کا اسی پر ہے مدار

جسطرح مست لئی دوش پہ جاتا ہی سبو
یون عماری لئے مستانہ ہی اوسکی رفتار

کیا لکھون تو سن چالاک کی اوسکی تعریف
انگلیون مین نہین خامہ کو میری لحہ قرار

کس زبان سی ہو بیان اوسکی سبک گامی کا
یون چلے جیسی گلستان مین چلی باد بہار

مدح حاضر سی کروں صفحہ کو رشک گلشن
کچھہ بہی ہمت ہو جو ای خامۂ توصیف نگار

مطلع ثانی

تیری بخشش نے دیا اہل جہان کو یہ وقار
ہر گدا اب نظر آتا ہے شہنشاہ تبار

طمع سود پہ دیدی اوی قارون سب گنج
تیری بخشش کے جو وعدہ پہ کوئی مانگی اودہار

گوہی بازی ہی تیری عہد مین لڑکونکی لئی
کف پرویز مین تہا وہ جو زر دست افشار

آبرو بحر تنک مایہ کی کسطرح رہے
یون رہی دست کرم جبکہ تیرا گوہر بار

لعل و یاقوت بناتا ہی جو اس کثرت سے
تجھپہ کرتا ہے مگر مہر جہانتاب نثار

یون رہی ہاتھہ کو تمکنا تیری حاتم ہردم
جسطرح جانب ساقی نگران بادہ گسار

کسکو تعداد ہے معلوم تیری لشکر کی
کسکو مفہوم زمانی مین ہی تار و نکا شمار

مجھسی تقصیر تو سرزد ہوی لیکن ہو معاف
کیا کرون عدل مین تشبیہ ہی تیری درکار

اس سی بہتر نہ سمایا میری نظر و نہین کوئی
ای کرم پیشہ کہا ہی تجھی کسری ناچار

ذکر کیا ہی کہ کسی پر کوئی کچھہ ظلم کرے
دخل کیا ہے کہ کسیکو کوی دیوی آزار

پر پروانہ سی گر شمع کو پہنچے نقصان
دل بلبل مین چبھے گل کی طرف سی گر خار

عمر بھر اوسکو جلاتی ہی رہی آتش تیز
حشر تک اوسکا جگر چاک رہے بادبہار

ختم کر مدح سرا اسکو دعا پر سالک
کہ تیری مونہہ کے سزاوار نہین یہ گفتار

تا جہان مین رہی رنج و الم و عیش و سرور
تا فلک پر رہین گردش مین نجوم سیار

پای اجاب رہے زینت فرق اعدا
سر اعدا رہے پامال ہجوم ادبار

مدحت طرازی نواب میر یار علیخان بہادر شہاب جنگ صدر المہام علاقہ متفرقات حیدرآباد فرخندہ بنیاد

چلی ہی خرمی یہ کسکے در پر
نشاط عید اضحے آج بنکر

وہ در جسکا کہ دارا ہی نگہبان
وہ در جسپر کہ دربان ہی سکندر

وہ در بابہ شرف کہتی ہین جسکو
وہ در جو ایک جزو نام حیدر

وہ در جو اسل بخش کی نظر گاہ — وہ در جو پیشطاق قصر قیصر
وہ در جو فتح باب نیکخواہان — وہ در جو قفل ملیح کمینہ پرداز
وہ در رفعت مین چرخ چہارم — وہ در جسکو کہین خورشید نہ نظر
وہ در جس سی صد انکلی انا الشرق — وہ در ہر ذرہ جسکا مہر انور
وہ در حلقہ کو جسکی خود تو ن نے — کہا ہی حلقہ گیسو سی بہتر
وہ در جسمین ہی استحکام پورا — اگرچہ شکل مین ہی نیم مصدر
وہ در جسکی بلندی کیا بیان ہو — زمین اوسکی لئی ہی چرخ اخضر
وہ در چشم حقیقت بین مین گر ہو — نہ جانی گنبد نیلی کو بیدر
یہ وہ در ہی جہان سائی سی جسکے — بڑہی اقبال دارا و سکندر
یہ وہ در ہی کہ جسپر ہی الہی کا — نشان سجدہ خاقان سنجر
یہ وہ در ہی جہان آیا ہی ضیوان — درخت کا دہوکا کہا کی اکثر
کہان مین اور کہان یہ در دولت — یہ دولت ہوگئی کیونکر میسر
گزار شگر ہو نہین یہان کسکی کبھی — کہ جو بخشش مین ہی حاتم سی بڑہکر
کہون صدر الہام حیدر اباد — امیر ابن امیر و خلق پرور
محیط فیض وہ یاور علیخان — علی یاور ہی جسکا حق مدد گر
نسیم دلکش اوسکی بوستان کی — نبای غنچہ دل کو گل تر
شمیم خلق اوسکی وہ کہ جس سے — مشام جان ہمیشہ ہی معطر

بیان فیض نی اوسکی نخوتی ہی — جگہ افسانۂ حاتم کی لب پر

لب سائل سی بس بس کی صدا ہو — دہش مین ہی یہ تعداد مقرر

ملا پھلے اوسی دست زر افشان — ہوئی پہر آشکارا معدن زر

کف گوہر فشان جی اوسکو جانے — صدف مین پہر کیا قطرہ کو گوہر

کیا دامان سائل گنج قارون — بنائی جیب گنج صد جواہر

فقیر اوسکے فقیر دنسی غنی ہین — گدا اوسکی گداؤن سے تونگر

شجاعت مجھسی اوسکی کیا بیان ہو — شجاعت خود کہے جسکو دلاور

مقابل اوسکی رستم ہو نہ سہراب — نہ گیو و طوس ہین اوسکی برابر

جنیت کش ہین اوسکی نصرت و فتح — وہ ہو کیونکر نہ منصور و مظفر

علم ہو کر جو اوسکی تیغ اوپری — تو پہیلی کہکشان سی تا زمین در

نشان ہو گردن ماہی سی پیدا — بنای چرخ پر شکل دو پیکر

زمان عدل اوسکا آگیا ہی — ہوا بیکار اب چرخ ستمگر

ستاتا ہی کسیکو اب اگر بھیہ — دکہاتا ہی اوسی مریخ خنجر

کسی ملتا ہی اوسکی بزم مین یار — میری خوش قسمتی میرا مقدر

اگر خسرو بہی آئی بی اجازت — تو دربان دور سی کہدی کہ باہر

ملا جم کوکب اوسکی بزم مین بار — پیا ہی کسنے آب حوض کوثر

یہی خاقان چین کی نازبس ہے — نعالین صف مین ہی میری ابر

میری خامہ فی سکھی ہی تیغی جمال
انامل مین ہوا جاتا ہی مضطر

کہین دیکھا ہی وہ رخسن شکیسر
نہ پہنچی گرد کو بھی جسکے مرصر

نہین ہی اوسکی جولانگاہ گریہ
زمین فی پای کیون شکل مدور

وہ پیل کوہ رحمت شان اوسکا
دبا جاتا ہی جس سی چرخ اخضر

عماری اوسپہ یک بیت اشرف ہے
میرا ممدوح ہی خورشید انور

یہان عاجز ہوا ہی خامہ ایسا
غزل لکھنی لگا ہی تنگ اگر

مطلع ثانی

نہین قرب سپہر کینہ پرور
میری پستی بلندی سی ہی بہتر

یہ کسکو نامہ لکھکر باندہتا ہون
بڑہی کیون زینت بال کبوتر

تیون کی ظلم کا شکوہ کرون کیون
یہان سب کارخانہ ہین خدا پر

جو کچھ بھی خلق ہوا ہی تیمین تو کیا ہو
ستم سی تو زمانہ ہے مسخر

سنا ناصح سی طعن بادہ نوشی
چلا ہون میکدی اوسکو بھی پیکر

کہین راز درون برباد ہوگا
ڈبو گا کہین یہ دیدہ تر

شب دیجور میرا دن بنا ہے
میری شب بنگئی ہی روز محشر

مجھی دیکھین تو وہ شرمائین لیکن
نظر آتا نہین اتنا ہون لاغر

تمہاری تفتہ جانونکی لی ہے
دل پروانہ و طبع سمندر

کچھ ایسا حال کرای چرخ میرا
کہ اوسکو رحم آی خستگی پر

دہرا ہے آفتاب حشر مین کیا — لئے پہرا ہون کر ہے دامن تر

نہین ساغر تو خم مونہہ ہی لگاؤن — مجھی کرنا ہی کیا جمشید بنکر

غضب ہے وہ نگاہ قہر آلود — یہ بجلی دیکھئے گرتی ہی کس پر

صفائی دل کی چہرہ مین سمائی — تو تم تیرہ باطن ہو نہ کیونکر

غزل گوئی سی حاصل کیا ہی اہل — سمجھتا ہون مین ننگ مدح گستر

وہ مطلع پڑہ کہ جسپر آفرین ہو — وہ مطلع لکھہ سخن جسکو سخنور

مطلع ثالث

فلک چہایا ہوا ہو جسکی سر پر — وہ کیا جانی کہان ہی تیرا منظر

نہو چشم حقیقت بین ہی جسکو — کہی تجکو فرشتہ ہی وہ کیونکر

دبیران عطارد پیشہ تیری — ہوی جسوقت زینت بخش دفتر

دبیر چرخ کو دیکھا ہی مین نے — کہی فرط خجالت سی نگون سر

ورق پر لکھہ رہا ہون وصف عارض — شعاع مہر سی کھینچا ہی مسطر

بیاض صفحہ سی میری عجب کیا — مہ کامل کو ہو کسب ضیا گر

نہی لکھون تیری اوصاف مین ہی — کوئی ثابت کریگی تعداد اختر

غضب تیرا فلک کو برہمی سا — کرم تیرا زمین پر خلق پرور

تیری ابر کرم سی ہی توقع — کہ ہو نخل تمنا بار آور

توقع کیون نہو مجکو یہان سے — مین آخر ہون قدیمی بندہ در

اسی سرکار مین میری اب و نمک — رہے برسون نمک خوار اور نوکر
نمکخواری مین گزری عمر اونکی — دعا گوئی مین کاٹی وقت اکثر
وہی شہر لطافت بہر ہی بہیہ — جسے بولد کہے اپنا شاگرد
چہٹا شش سالگی مین سید رامپور — بنی یہ شش جہت جیرت کا مشہور
میری دشمن میری قسمت ہی ہی — نہ گردش چرخ کی فی سیر اختر
کیا پورا زحل فی ایک دورا — تو لایا پھر یہان مجکو مقدر
یقین ہی اب لیجائیگی تقدیر — مجہی اس آستان ہی زندگی ہو
اگر مین ذرہ ہون سایا لک تو نیر کیا — کہ ہی ممدوح میرا ذرہ پرور
برائیگی میری امید یہان سے — کہینگے اس دعا مین وقت اکثر
رہی اجابت گیتی تیرا قصر — رہی دشمن کو دنیا قبر کافر

ایضاً

برتر لامکان سی مکان شہاب جنگ — بڑہکر فلک سی کیون نہو شان شہاب جنگ
کیونکر زبان خامہ نہ گوہر فشان بنے — مین کر رہا ہون آج بیان شہاب جنگ
تسلیم کو نہ میری جہکے کیونکہ چرخ پیر — کرتا ہون ذکر نجت جوان شہاب جنگ
کیونکر شان قیصر و فغفور و جم سی دون — کیا مین نہین ہون مرتبہ دان شہاب جنگ
اس عہد مین نباہی جو مسجود خلق کو — ہی آستان فیض نشان شہاب جنگ
ہو جس سی بات بات مین اعجاز کا ظہور — حق نی نبائی ہی وہ زبان شہاب جنگ

پوچھیں نہ جم کی بات نہ جمکین قباد سے
دیکھہ اے شام شوکت و شان شہاب جنگ

حسرت سی دیکھتا ہی دبیر فلک مدام
کلک گہر فشان و زبان شہاب جنگ

جس جا شکست نیزۂ ترک سپہر کھای
اوس جا ہی کارگر ہو سنان شہاب جنگ

کب جوشن فلک سی ہو یون تیر کا گزار
کھچتی ہی کب کسی سی کمان شہاب جنگ

دعوی رستمی نر ہے پور زال کو
دیکھی جو شکل شکریان شہاب جنگ

اپنی نظیر مین آپ سبک کیون ہی کیون نہین
دیکھا عدو نی گزر گران شہاب جنگ

کس طرح پشت گاہ زمین سی نہ ہل سکے
مھرہ کری جو پیل دمان شہاب جنگ

عمر عدو کو اپنی روانی پہ ناز ہے
دیکھا نہین ہی اسپ جھان شہاب جنگ

ہو جای بادشاہ و زمیندار کیونکہ ایک
حاتم بھی ہو تو ہو نہ بسان شہاب جنگ

دیکھا کبھی نہ بذل و کرم مین رکا ہوا
دریا ہی دست گنج فشان شہاب جنگ

تھوڑا سا ہی جو عیش جہان مین بٹا ہوا
اسکو بھی چاہتا ہون ازان شہاب جنگ

جو کچھہ ملی یقین کو بدیہات سی کمال
محسوس سی وہ پای گمان شہاب جنگ

کیون ہین جہان مین سدرہ و طوبی کی آرزو
یہ بھی کہین ہین دست نشان شہاب جنگ

کیا صفہان وہ مرجع عالم جھان گیا
وہ ہی نبا ہی نصب جہان شہاب جنگ

پوشیدہ سب کے راز ہین اوسپر کھلے ہوے
رکھتی ہی دل سی ربط زبان شہاب جنگ

سیر نجوم و دور فلک مین جو بھید ہے
دیکھا نہان خلق و عیان شہاب جنگ

حسرت نہین اگر نہ بنے ہمزبان میرا
حاسد نہین ہی مرتبہ دان شہاب جنگ

ہی کلک نکتہ سنج کو کوشش بہت دلے
میری زبان اور بیان شہاب جنگ

جب تک صفت شہاب کی ثاقب ہی خامہ
روشن رہے زمین پہ نشان شہاب جنگ

جب تک ہما کا ذکر جہان مین رہی رہے
غرق جہان و ظل امان شہاب جنگ

ایضاً

جب کر سکے نہ مطلب دل کو ادا زبان
کس کام کی خدا نے اگر کی عطا زبان

جو مدعا ہی آج میری دل مین جوش زن
سب سے عاطفین اگر آ جاے تا زبان

وہ مدعا کہ آے زبان تک اگر کبھی
قربان لاکھ بار نہو اوسپہ کیا زبان

وہ مدعا کہ جس سی زبان آپ ٹھیک ہو
وہ مدعا نہین کہ جسی دے بتا زبان

وہ مدعا کہ جس سی لبون کو شرف ملی
وہ مدعا کہ جس سی ہی فخر شناز زبان

وہ مدعا کہ مجھسے ہو پورا اگر بیان
لب خود پسند اور نہی خود ستا زبان

وہ مدعا اگر کہے سحبان میری طرح
کہنے لگے فصیح ہوئی اب ذرا زبان

شیرین بہت ہی ورنہ ہو کیون دیر اسقدر
شاید کہ لے رہی ہی لبھی خود مزا زبان

کچھ اسقدر عزیز ہے وہ مدعا نپوچھہ
دل چھوڑتا نہین ہی کہ آجاے تا زبان

سننے کے شوق مین ہون نہایت بہری ہوے
کانون کو دے نہ کیون ہو تیری التجا زبان

مین چاہتا نہین کہ کسیکی بدے کرون
مین چاہتا نہین ہون کسیکا برا زبان

مین چاہتا نہین ہون بیان رنج ہجر کا
مین چاہتا نہین ہون تو نکا گلا زبان

منظور ہے نہ شکر وصال صنم مجھے
منظور ہے نہ شکوۂ جور و جفا زبان

مین چاہتا نہین ہون نعیم بہشت کو
مین چاہتا نہین کہ ملی یون مزا زبان

مظلوم آسمان ہون مگر آسمان سے
مین چاہتا نہین ہون کوئی سا زبان

مجبور روزگار ہون پر روزگار سے
نی کچھہ خطر ہے مجکو نہ دہشت ذرا زبان

مدت سی ہون مین راتبہ خوار شہاب خجگ
منظور دل سی اوسکی ہی مدح و ثنا زبان

وہ قدردان اہل ہنر جسکی بات مین
ہو جای مہسی لاکہہ کا دم مین بھلا زبان

کیونکر نہ مجکو لوگ سراپا ثنا کہین
بنتا ہے اوسکی مدح مین ہر رونگٹا زبان

کیونکر میری زبان کو نہ مانین فصیح لوگ
رکھتی ہو اوسکی مدح پہ جب اتکا زبان

دیون اس بیان نی مجکو یہ روشن بیانیان
اندر دہن کی بگڑی بدر الدجے زبان

قائل ہون اوس کلام کراست نظام کا
کیونکر نہ خود کہون کہ میری دبکہنا زبان

تعریف اوسکی چہر کی آئے زبان پر
گویا ہے زیر سایۂ بال ہما زبان

کج مج زبان ہون مجہسے ہو کیونکر بیان عدل
نوشیروان کی رک گئی ہے بارہا زبان

دست جفا تو کیونکہ ضعیفون پہ ہو دراز
طاقت نہین دراز کرین اقویا زبان

ممدوح میرا باذل و روشن ضمیر ہے
سائل نہ اوسکے سامنی ہرگز ہلا زبان

دل مین ہو ایک گنج تو وہ لاکہہ گنج دے
جب تک سوال دل سی کرے مدعا زبان

نادم ہون کہہ کی رشتہ وافر اسیاب اوسے
خود کہہ رہا ہون کوی میری روکنا زبان

اسفندیار کیونکہ نہ عاجز ہو رجز مین
یہ خوف چہا گیا کہ گئی ٹہر کھڑا زبان

منظور تھے شکایت جور بتان مجہے
لاتا و گر نہ کیون یہ غزل آج تازبان

غزل

کیون کہل گئی ہی استدای بیوفا زبان
سب کے دہن مین کی ہی خدانی عطا زبان

وہ پوچھتے ہین حال ہمارا زہی نصیب
رہجای رعب سی نہ میری ای خدا زبان

کہتا ہون آج خواہش دل کھلکے یار سے
جسکا دہن بنا نہو پھر اوسکی کیا زبان

ڈر کر میری فغان سی وہ دشمن کی گیر چپی
یہ اور تازہ لای ہی مجھپر بلا زبان

خاموشیان سمجھلے غنیمت وگرنہ یہان
ای شمع اوسکی بزم مین دینگی جلا زبان

گستاخیان معاف کہان تک سنی کوئی
مضطر ہون اتو بس مین نہین نا صحا زبان

فریاد کا میری نہین دیتا کوئی جواب
شاہد ہی اہل دہر سی میری جدا زبان

تعریف کیا ہو دست نگارین یار کی
ہی لال مثل شوخی رنگ حنا زبان

دیتی ہی التفات و غضب کی خبر مجھے
کیونکر نہی تیری نگہ سرمہ سا زبان

کوئی نہ تھا جہان مین مخاطب اگر صحیح
رکہنی تہی نبد تجکو انا الحق سرا زبان

سالک یہ کیا کہا کہ اوسے بہید دیئے
خانہ خراب نبد نہ تو کر سکا زبان

اوصاف پھر یہ لکہتے ہی کسکی خوشا قلم
سرگرم کسکی مدح مین ہے جندا زبان

قاصر ہون مدح مین تو ابہی میری لب سنو
عاجز ثنا مین ہون تو میری کیلنا زبان

رخش صبا خرام کا اوسکے پوچھہ حال
چلنے مین وہ فصیح کی ہے گویا زبان

کیسی زبان کہ ایک مجھا نکو کری وہ ڈہلے
جب تک کری نہ لفظ جہان کو ادا زبان

ہی یہ تصرف اوسکی ہی وصف خرام کا
چلتی ہی یون دہن مین جو بید ست پا زبان

ای آرزو نمود و وہ روشن ضمیر ہے — پروا نہیں جو کچھ نہ سکے مدعا زبان
میری زبان لال کجھاں اور یہ بیان — فیض شمار دیف میں لکھوا گیا زبان
اوسکے دعا میں شعر سے لکھے بات رہ گئی — تھی ورنہ مو نہہ میں گوشت کا ایک پارہ زبان
جب تک تو نکلے لب کی عدو سے بکا کرے — جب تک سخن میں رکھی اثر ریز کا زبان
احباب اوسکی ہوں ہی عشرت سے شاد کام — ہر بات میں ہو دعا کی کہے یا خدا زبان

ایضاً

قدم ہر طی کری مشکل سی وہ میری بیابان کو — بجای سبزہ روندے جو کوئی جا مجنوں کو
بہر سا ای دل نادان فا وعدہ کا اوس سے — جو ایکطرف کلہ سمجھے شکست عہد و پیمان کو
یہ وہ نالہ ہی جسکے رشک سی بلبل ہی جلجاوے — یہ وہ گریہ ہی جو پانی کری دم بھر میں طوفان کو
مآل کار اپنا بھی نظر آجای گر دیکھے — نگاہ غیرت آگین سی کوئی گور غریبان کو
وہ نو آموز وحشت ہوں کہ سینہ چاک کرتا ہوں — جنوں میں چاک کرتا ہوں جو کچھ گریبان کو
ہزاروں ارزو میں جیمن آکر یاد دے اوتر — بھلا کلہای رنگا رنگ سی پیمان ملاقی نسیان کو
ہماری سانسی دشمن سی کیوں آنکھیں لڑاتی ہو — ذرا ہمپر جازت تیر برسانے کی مژگان کو
کہوں کیونکر کہ وہ ظالم ہیں کیا بھی نہیں ہوتیں — شرارت ہای پیدا کو اشارتہای پنہان کو
میری زمونسی ہے شکا شور انفت خون کی بدلے — ہوا ہو کچھ اگر خالی تو پہر بھر تو نگہدان کو
زمانہ میں ہی کیا کیا نوح کی طوفان کی شہرت — مگر رو کی ہوی تنہا ہوں ابتک چشم گریان کو
[illegible] — نہیں ہی پانو پھیلانیکی وسعت میری زندان کو

وہان جاتا ہون میرا حوصلہ دیکھو کہ جس مین
قیامت بہی گذرتی ہی ہمیشہ اپنی دامان کو

صدا ہی صور محشر کیونکہ پہیلیگی زمانہ مین
طلا لین گے نہ جب تک اُسمین میرے شعر افغان کو

خدا مادح کا کسکے قصیدہ اسمین شامل ہے
کہ مین پاتا ہون بمقبول دوعالم اپنی دیوان کو

وہ مین صدر المہام دہر جنکی رای روشن سے
خجالت مند دیکہا ہمنی خورشید درخشان کو

تحمل کی صفت دیکھو ہواسی حل نہین کرتا
لکہا ہی کلک نی جس صفحہ پر نام علیخان کو

شمیم خلق اوسکی اسقدر پہیلی ہے عالم مین
کہ گہر بیچے ہوی ہین ہم بوی گلستان کو

کوئی نقش نگین مجہسے اوسکا پڑہ گیا ہوگا
وگرنہ نقش خاتم کیونکہ ہاتہہ آیا سلیمان کو

بقدر فہم گر لکہہ لاؤن اوصاف اوسکے
سیاہی کی جگہہ لاؤن عمل مین جرم کیوان کو

کلک سر سی جدا ہوا در ملے سر نشست سے جاکر
کوئی گرلا مکان پر چڑہ کی دیکہی اوسکی ایوان کو

جدہر کو ابر فیضان کرم اوسکا برس جاے
بجاے دانہ حاصل ہون دُر شہوار دہقان کو

سمیہ کا رونسی اوس نیزہ کو بسکہ نظر رقت سے
عجب کیا بجاگر جاے سر سے کنگر صفہان کو

صفاہی تر کلک لکہون ہون اوسکی تیغ پر ان کی
نہ آی بنرا جل کچہہ بھی نفر سام و زہر جان کو

زرا نیا سے لے جاتی ہی ہر وقت کرنت سے
پہنچا تی ہین ہر دم سائل اپنی اپنی دامان کو

فلک سی کہ مہر پرور کش خصم شدید کو لاے
قبا مین اوسکی ہو در کار ایک گے گریبان کو

دوتا کیونکر نہ پشت چرخ نیلی خام ہو جاے
اوٹہا سکتا ہے کوئی اگی کب بار احسان کو

اسی تقریب سی مین نی شرف پایا حضور انکا
دعا مین کیون نہ دون دلسی ظہور عید قربان کو

زبان کو جب نہین رستی ہی طاقت مدح کی اسکے
دعا گوی کا شیوہ یاد آتا ہی سخندان کو

الٰہی دوستون پر اوسکی جو مشکل پڑی حل ہو
الٰہی اوسکی بدخواہون کی گردش سوار آسان کو

بتقریب شادی سری مہاراو راجہ شودان سنگہ بہادر والی الور

فخر سے چرخ کی پہنچا ہی برابر سہرا
راو راجہ کا ہی کیونکر نہ چترہی سر سہرا

ایک عالم جو تری بارگہ جشن مین ہے
مرجع اہل جہان ہی یہ مقرر سہرا

بخت کی دیکہہ بلندی کہ کہان پہنچا ہے
اج ہی افسر نوشہ کے برابر سہرا

مہر نے اپنی مقابل جو کئے تار شعاع
آپ انصاف سی بولا کہ ہی بہتر سہرا

رخ نوشاہ پہ کیا نور ہی چشم بددور
بنگیا مہر جہانتاب کا منظر سہرا

اوسکی بو باس نہ کسطرح سی ہو مشک فشان
پاس رکہتا ہی بہت زلف معنبر سہرا

صرف کر خوب گہرہای مضامین سالک
جانگا نذر مہاراج کو اور سہرا

پای بوسی کو جہکایا گیا سہرا
ہی بہت رتبہ شناسا سہرا

یہ بہی ہے ایک تضاد ی صورت
بندہ کی نوشاہ پر کہلا سہرا

حسن نوشاہ دیکہکر زر گل
نذر کرتا ہے روزانہ سہرا

کہانی آیا ہوا ین جشن کے
تا سر دامن قبا سہرا

بسکہ نیچی ہین شرم سی نظرین
بنگیا پردہ حیا سہرا

عجز سے جہک کے مانگتا تہا آج
طول شب کے لئے دعا سہرا

صبح مرجہا گیا جدا ہو کر
اوسکی رخ پر ہی تبلا سہرا

لای عبد المجید خان کی لئے — سالک اکثر سخن سرا سہرا

مین نی بہی لکہہ لئی ہین چند اشعار
مجکو کہنا ہی دوسرا سہرا

آج یہ کسکے سر بندہا سہرا — تاج خسروی پر گیا سہرا
ہی مہ اقبالمند وصل خان — جسکے سر پر ہی بخت کا سہرا
نور نوشاہ پر برستا ہے — سہری پادر ہی ہی سہرا
سعی خورشید ہوگئی مشکور — زر کے تار و نسی جو بنا سہرا
صلہ کوشش نسیم ملا — لینی پہولونسی ہی گندہا سہرا
چشم بد کے لئی نقاب کی شکل — رخ نوشاہ پر بنا سہرا
دیکہہ حسرت سی افسر پرویز — تجہسی افزون ہی شما سہرا
سہری پرلون عیان تجلی حسن — جسطرح رخ پہ ہی پڑا سہرا
پای یہ بوگلون نے کب لیکن — زلف شکین سی ہے بسا سہرا
رخ ہی خورشید اور گہر شبنم — صبح ہوتی ہی اوڑہا گیا سہرا

گل خندان ہین یہ سہرے مین
آج سالک ہی ہنس رہا سہرا

بتقریب تسمیہ خوانی فرزندار جمند نواب میر ابراہیم علیخان

کراتا ہی جو یہ زر تار بسم اللہ کا سہرا — مکرکرتا ہی زر افشار بسم اللہ کا سہرا

بہری ہین عارض نوشاہ مین خورشید کے جلوے
نباہی مطلع انوار بسم اللہ کا بہرا

یہ ثریان موتیون کی ہین کہ ایک رحمت برسی ہے
مگر ہے ابر گوہر بار بسم اللہ کا بہرا

خدا کا نام ہی اوسمین تبرک ورد کر زاہد
پڑہا جائی اگر سو بار بسم اللہ کا بہرا

رخ نوشاہ ہی اوٹہا تو جو کچہہ طور پر گذرا
کریگا بزم پر اظہار بسم اللہ کا بہرا

بسی ہی انجمن کیا انتشار نکہت گل سے
ہی رشک گلشن فرخار بسم اللہ کا بہرا

رخ نوشاہ پر سہرا ہی اور سہری پہ ہی گویا
ہجوم کثرت انوار بسم اللہ کا بہرا

پہنچ جائینگے اسکی مین سی منزل پہ ہم لیکن
نکہا ہی ریل مین ای یار بسم اللہ کا بہرا

لئے ساتہہ عشرت کا سامان ہی بہرا
تیرے سر محمد سلیمان ہی بہرا

تیرے رخنہ کیون ٹنگیا ہے نقاب
مگر چشم بد کا نگہبان ہے بہرا

[illegible] ہی بہرا ہے [illegible]
ہوا ہی بہرا بہت پریشان ہے بہرا

[illegible] ہے [illegible]
اور ہر زلف تا بہ دامان ہے بہرا

[illegible] ہی [illegible]
وفور مسرت ہی حسان ہے بہرا

بہر [illegible] ہے [illegible]
یہ کس بحر خوبی کا دامان ہے بہرا

مبارک [illegible]
بہت دل کا یہ ارمان ہے بہرا

نظر ہے [illegible]
یہ سہری پہ تازہ نمایان ہے بہرا

[illegible]
کہ جلوہ مین اپنی ہی پنہان ہے بہرا

اوٹھا آرسی اور مصحف کے وقت | چڑھا تری سر اور نازان ہے سہرا

بنایا ہی رضوان نی خوب اسکو سالک
وگرنہ بنانا کچھہ آسان ہے سہرا

سلام

دی حر نے جان مجرئی اعدا کے سامنے | لی ایک جای عرش معلا کے سامنے

پوچھینگے اونسی حسرت اہل حرم کو ہم | جو تشنہ کام تھی ہون دریا کے سامنے

آیا نہ سپہر امامت خسوف مین | ایک فوج شامیونکی ہی نہاکے سامنے

محتاج غسل کب ہین شہیدان کربلا | خون مین نہاکی جاتیگے زہرا کے سامنے

گردش کو تیرے ای فلک پیر کیا کرون | آیا نہ پھر کے کوئی سکینا کے سامنے

ہی شاہ بی سپاہ مگر ہی سپہ فگن | تیتھر نگے کیا لعین شہ والا کے سامنے

تسلیم کیش اور رضا پیشہ ہے حسین | تقدیر کر لیگئی اعدا کے سامنے

ہونیکو ہی قیامت صغری جہان مین | اکبر کی نعش آتی ہی صحرا کے سامنے

چھائی ہی شکل ابر سیاہ سیاہ رو | فوج خزان ہی گلشن زہرا کے سامنے

صورت نی ذوالفقار کی اثبات لاکیا | موجود کون ہی شہ والا کے سامنے

سالک کیا ہے اہل شام ہی کیا تیرہ روز تھے
عقبی نمای دولت دنیا کے سامنے

مجرئی شہ کا بیان ہونیکو ہے | چشم تر کا امتحان ہونیکو ہے

دفن شاہ انس و جان ہونیکو ہے
اب تہ و بالا جہان ہونیکو ہے

تشنہ کامی شہ کی پھر یاد آگئی
پھر نفس آتش فشان ہونیکو ہے

شاہ کے غم کا بیان کرنیکو ہون
بی زبانی ہی زبان ہونیکو ہے

پھر ہے مجلس مین بیان اہل بیت
صور محشر پر فغان ہونیکو ہے

کوفہ کو مقتل بناتی ہے قضا
آج مسلم میہمان ہونیکو ہے

خیمہ سے میدان کو جاتی ہین حسین
بیکسی اب پاسبان ہونیکو ہے

نعش اکبر کو لئے آتے ہین شاہ
ماتم مرگ جوان ہونیکو ہے

آگیا میدان مین ہم شکل نبی
یہ نشانی بے نشان ہونیکو ہے

شادی قاسم کا ذکر آیا کہین
طبع کچھ ناشادمان ہونیکو ہے

ایک کے بعد ایک ہوتا ہے شہید
دستان پر دستان ہونیکو ہے

دیکھہ لی شام غریبی شاہ نے
صبح محشر کب عیان ہونیکو ہے

اب ہوا جاتا ہے بی چوب و طناب
خیمہ شہ آسمان ہونیکو ہے

بے ردا اہل حرم کو دیکھکر
ماہ کا جامہ کتان ہونیکو ہے

خاک اوڑانیکو مین شہ کے ماتمی
یہ زمین اب لامکان ہونیکو ہے

لے چلے ہین شام کو سر شاہ کا
آفتاب دین نہان ہونیکو ہے

قطعہ

جب وطن سے کاروان اہل بیت
ہمرکاب شہ روان ہونیکو ہے

وہ جوانان حسین و خوبرو ۔۔۔ جو ہر ایک رستم توان ہونیکو ہے
ہین یہہ وہ گلبن کہ جسکے سایہ مین ۔۔۔ سدرہ و طوبی بھی ہونیکو ہے
کوئی کہتا تھا یہ ہین دریتیم ۔۔۔ انکی قیمت اب گران ہونیکو ہے
کوئی کہتا تھا کہ ہین وہ نونہال ۔۔۔ جو ہر ایک سرو جہان ہونیکو ہے
کہہ رہی تہی دیکھکر اونکو قضا ۔۔۔ اس گلستان کی خزان ہونیکو ہے

ہی لب سالک پہ مدح اہل بیت
قدسیون کا ہمزبان ہونیکو ہے

قطعہ مدحیہ کہ بتقریب سالگرہ مہاراو راجہ شیودان سنگہ بہادر والی الور بسکر پرشاد نگارش یافتہ

یہ کسکی سالگرہ کی ہی آج بزم طرب ۔۔۔ کہ کارخلق سی کہلتی ہی روزگار گرہ
پھر رتبہ شیودان سنگہ جو گا ہے ۔۔۔ لگای کیسہ زر پر نہ زینہار گرہ
مگر یہ اوسکی برس گانٹھہ کا جو رشتہ ہے ۔۔۔ کہ جسمین اور لگانی ہین بیشمار گرہ
یہ رشتہ حضرت یوسف کی پیرہن کا ہے ۔۔۔ اور اوسکی بند قبا کی ہے استوار گرہ
سمجھہ لیا ہے سر سال نی اسی انعام ۔۔۔ ہوئی جو صورت دستار آشکار گرہ
نہ کیونکہ لوگ اسی سوتیون کا ہار کہین ۔۔۔ کہ ہی بہر لہ در شاہوار گرہ
شعاع مہر نے کہا حد جو رشتہ پر ۔۔۔ تو چشم بد کے لئی بنگئی حصار گرہ
نسیم صبح کو ہوتا ہے غنچہ کا دہوکا ۔۔۔ دکہا رہی ہی عجب رنگ سی بہار گرہ
گرہ مین خضر کے تہی ایک نقد عمر ابد ۔۔۔ یہ دوسری ہوی دنیا مین مایہ دار گرہ

دعای طول بقا دیني آ ننگے ہر سال
یہ دی ہی خضر نی اب بہر یادگار گرہ

شمار سے ہین سوا کہکشان کی پاس نجوم
یقین ہی پای یہ رشتہ بہی بیشمار گرہ

برابری نہو اس رشتہ کی اگر دین بھی
ملا کے طول امل اور زلف یار گرہ

یہ رشتہ مین ہی درازی اور سپہ کیا ہی عجب
ہجوم سی ہو گرہ پر اگر سوار گرہ

زبسکہ رشتہ مین اینکی آرزو مین ہے
ہمیشہ بیخود و بیصبر و بیقرار گرہ

بسان دانہ تسبیح وقت خواندن ورد
عجب نہین ہی کہ دوڑی بروی تار گرہ

کیونکہ سب سے زیادہ یہ مایہ دار بنے
گرہ مین لای ہی بس نقد اختیار گرہ

یہ سیم مژدۂ عیش و نشاط کی صورت
ہوئی ہی مژدہ دہ امن روزگار گرہ

شمار مین ہے یہ اظہار ہون گرہ سالک
دعا یہ مانگ کہ دی جاین بیشمار گرہ

ایضاً

ای حاتم زمانہ زبان ہی میرے نام
شیو دانسنگہ خرد وارانشان تیرا

وہی ہی خدا نی میرے دہن مین زبان گو
پر اس زبان سی کیونکہ نہون مدح خوان تیرا

تو وہ کہ مجھسی لاکھہ اگر ہون سخن گذار
زنہار ایک سی بہی نہو دی بیان تیرا

رفعت مین لامکان ہی کہ ہی شش سی اوپر
کیا جانی آسمان کہ کہان ہی مکان تیرا

ایک ایک ذرہ غیرت خورشید ہی یہان
مشرق ہزار مہر کا ہی آستان تیرا

ہی فرق صنع خالق و مخلوق آشکار
بہتر ہی جام جم سی دل رازدان تیرا

یہ حسن خلق مہر سلیمان سے کم نہین
فرمان پذیر کیونکہ نہوا یک جہان تیرا

تو جسطرف سے گزری ہزارون ہی بیخبر جھکین — نبتا ہے نقش سجدہ قدم کا نشان تیرا
پرویز کس طرح نہو تلخی کش فراق — شیرین جو ایکبار سنے کچھ بیان تیرا
نکلیں کسی روش سے نہ پھر حوریان عدن — آنیکو منع گر کرے باغبان تیرا
کیونکر کمی ہو دستگہ فیض عام مین — تو مہربان خلق و خدا مہربان تیرا
اللہ ہی گر کہے تو رہے آبروئی بحر — دست کرم ہوا ہی یہ گوہر فشان تیرا
جمشید محنتون سی بنا تا نہ جام کو — آتا جو ہاتھ جام مئی ارغوان تیرا
خواب گران تا بحد عدد کو تیرے دیا — کیونکر نہ ہوشیار رہی پاسبان تیرا
عمر ابد جو خضر کو دی ہی تو اسلیے — ایک پیر نیک خواہ رہی ہر زمان تیرا
دنیا مین مہر و ماہ کی جب تک ہی روشنی — روشن رہی یہ نیر بخت جوان تیرا
ہر سال اس طرح سی ہو جشن گرہ سعید — قایم جہان مین نام رہے جاودان تیرا

بتقریب سالگرہ فرزند اقبال پیوند مہاراو راجہ شیودان سنگھ بہادر والی الور

زمان عمر مہاراج العلجی سالک — دراز زندگی خضر سے بھی بڑھکر ہو
ملی وہ علم کہ جس علم پر عمل ہوا دشین — ملی وہ حلم کہ جو کوہ سی گران تر ہو
وہ جاہ جسپہ حسد کہاے خسرو پرویز — وہ بخت جس سی خجل طالع سکندر ہو
وہ رائے حق سی عطا ہو کہ روشنی جسکی — بسان مہر جہانتاب خلق پرور ہو
صفت کرم کی ملی وہ کہ یمن سی جسکے — دہش کے وقت اگر ہو اقل تو اکثر ہو
وہ قصر دولت و اقبال کو ملے رفعت — کہ جسمین چرخ چہارم بھی ایک منظر ہو

یہ رشتہ جسمین گرہ آج دی گئی سالک	ہزار دانۂ تسبیح سے کے برابر ہو

قطعہ بطلب کشتہ مرجان بخدمت جناب حکیم محمود خان دام افاضتہم

ہین وہ محمود خان عیسی دم	جنسے پائن مریض اکثر جان بر
ذکر کیا ہے یہان ارسطو کا	کچھہ فلاطون سی اونکو بھتر جان
نبض پر جسکے ہاتھہ رکھدین وہ	نیم جان ہو تو جاے پاکر جان
نسخہ اونکا ہے نسخۂ صحت	اور تبرید روح پرور جان
اونکو دست شفا ہے ارزانی	اونکا ہر نسخہ طب کبیر جان
فیض عام اونکا عام ہی ہر جاے	خاص سالک ایک مجھپر جان
کیون نہ درخواست میری ہوگی قبول	کیون نہ جسمین گے کشتۂ مرجان

قطعہ بمدح نواب میر یاور علیخان بہادر شہاب جنگ صدر المہام متفرقات ممالک محروسہ سرکار نظام

خاک مین ہون ملا ہوا لیکن	رتبہ کیون آسمان سی برتر ہے
سر جھکای ہوی میری آگے	گاہ جم ہی کہے سکندر ہے
خلق کرتی ہے کیون میری تعظیم	کیا زبونی بخت جوہر ہے
لگیے ساتھہ اب عم اجداد	اب نہ دولت نہ جاہ نہ فر ہے
پہلے تھا جسمین بادۂ گلگون	آج خالی پڑا وہ ساغر ہے
جسمین رہتے تھے عیش ہای نشاط	اب یہ عبرت کدہ وہی گھر ہے

نہین آتا جدہ مین کچھہ زنہار — کیون بتا ہی میری کو قر ہے
نذر دیتا ہون عید کی کسکو — کسکا دیدار روح پرور ہے
کسکی پابوس کا شرف پایا — کسکے آگے جہکا ہوا سر ہے
صدر بزم و قار صدر مہام — جسکی تمکین بیان سی باہر ہے
بزم مین کہئے خسرو پرویز — رزم مین رستم دلاور ہے
روشنی وہ کلام مین اوسکے — جس سی شرمندہ مہر انور ہے
اوسکی ہر بات مین ہی وہ اعجاز — ابن مریم کو رشک جسپر ہے
پاس ہی اپنی نام کا اوسکو — بندگان خدا کا یا در ہے
میرا مطلب برا نہ مانیگا کہ دعا — میری لب پر ہجوم آور ہے
اوسکو ہر روز روز عید بنے — تا قمر زیب چرخ اخضر ہے
اوسکے دشمن کو روز بد ہو نصیب — تا سپہر برین کو چکر ہے

قطعہ لعالم گوشہ نشینی از بیم مخبران بہ محمد تفضل حسین خان کوکب در الور نوشتہ شد

کوکب دوست نواز اد ملاذ سالک — تمسے کرنا ہی یہ اظہار تمنا مجکو
کیا کہون حالت بیتابی شوق دید — بیٹہے بیٹہے جو خیال آپ کا آیا مجکو
دل بیتاب فی بستر پہ لٹایا کیا کیا — دیدہ تر نے بہایا لب دریا مجکو
دست وحشت فی میرا جیب گریبان تاکا — دشت گردی کا کیا پانو نے ایما مجکو
دن کو وہ فتنے ہین مجہپر کہ جو محشر مین نہون — شب وہ آفت ہی کہ ہی روز بھلا مجکو
قافلہ قافلہ ہین رنج والم میری سات — اور پہر اہل جہان کہتی ہین تنہا مجکو

پانو مین غور سے دیکھا تو نہین ہی زنجیر
اور اوسپر نہین رفتار کا یارا مجکو

طوق کا بوجھ بہی گردن مین نہین ہی لیکن
سر اوٹہانی مین ہی اندیشہ فلک کا مجکو

نہین دیکھا تہا سو تقدیر سی یون شکل آیا
گہر مین مچھلی ہوی زندان کا تماشا مجکو

غرض اس سب سے ہی یہ بات کہ بلوا بھیجی
اور جو بلوانے مین نقصان ہو پیدا مجکو

بہیجیے لکھہ کے جو احوال ہوا ہو معلوم
کچھہ تو تسکین کا میری کیجیئ ایما مجکو

جانتے ہو کہ مین آوارہ و بازاری ہون
مرتبہ حضرت یوسف کا نہ دینا مجکو

قطعہ

جسکو ہم آسمان سمجھتے ہین
رفعت عرشیان کو کب ہے

جسکو ہندو سی چرخ کہتی ہین
بندہ بندگان کو کب ہے

کیون نہو اتقا گزین بریس
قاضی شرع دان کو کب ہے

سب پہ چہای ہی ہیبت مریخ
پاس اوسکی سنان کو کب ہے

مہر کیونکر نہ اسقدر چمکے
ذرہ آستان کو کب ہے

زہرہ پر کیون نہو مدار سرور
مطرب نغمہ خوان کو کب ہے

نام جسکا کہا دبیر سپہر
حاسد منشیان کو کب ہے

قد یون تو سی رسم و راہ کہ ماہ
پیک نامہ رسان کو کب ہے

کرہ اتش کا فصل سرما مین
مجمر عود دان کو کب ہے

پردہ زہریر کو دیکھو
بہر گرما مکان کو کب ہے

باد شرق و جنوب و غرب و شمال — نفس باغبان کوکب ہے
ابر نیسان کو رشک ہی جسکا — کف گوہر فشان کوکب ہے
کرۂ خاک و آب کا کیا ذکر — لامکان آستان کوکب ہے
فوق سی تحت تک غرض سالک — ہر جگہ ذکر شان کوکب ہے

قطعہ بفرمایش دوستی تعریف فلفل سرخ

فلفل سرخ بہی ہی خوان زمین پر ایک چیز — اوسکی تعریف مین جو کچہہ کہی شایان کہیئے
لب پان خوردۂ معشوق سی نسبت دیجے — سر انگشت حنا بستۂ خوبان کہیئے
بے تکلف قد گلرنگ لباسان کہیئے — مد شنجرفی یاقوت رقم خان کہیئے
سبز رنگی مین سزاوار ہے جو کچہہ بی فرض — سبز فولاد کا نو ساختہ پیکان کہیئے
سرخ رنگی مین نہ کہیئے کہ اسی کیا لکہیئے — خنجر تر شدۂ خون شہیدان کہیئے
سبب سرخی منقار بیان گر کیجے — تو اسی لقمۂ طوطئ سخندان کہیئے
دیکہہ لیجے جو لٹکتے ہوی اُلٹا اسکو — سبزۂ حلقہ گوش چمنستان کہیئے
سرنگون شاخ مین ہی مثل حیا مند دبکے — ہاتہہ آجاے تو ایک شوخ ستمران کہیئے
دانت رکہتی ہین بہت آپہ حریصان جہان — اسکو ہم لذت بوس لب جانان کہیئے
رکہیئے گر ہاتہہ پہ دو تین اوٹہا کر سالک — ہاتہہ کو رشک دہ پنجۂ مرجان کہیئے

قطعہ در بیان کثرت اموات کہ بعد زمانہ غدر واقع سنہ ۱۲۷۳ ہجری رو داد

زور بازار موت دیکہہ کہ چین — ملک الموت کو نہین ایک دم

نہیں کس جا مٹی ہیر مردوں کا — نہیں کس لب پہ نالہ پی ہم
نہیں تل دہر کی زمین جگہ — مردہ کا دفن ہی اگرچہ ہم
خاک آسودگان پیشین پر — یہ نئی طرح کا ہوا ہی ستم
ایک کی قبر میں گئی سو اور — تنگی جا سی لڑتے ہیں باہم
کیا رہینگے یہاں وحوش و طیور — کیوں مٹی یہاں سی صورت آدم
قافلہ قافلہ چلے کیوں لوگ — کب ہی آسا وسیع ملک عدم
نہیں جاتی مگر عدم کو یہ خلق — اور ہی نکتہ اسمیں ہی مبہم
کرہ خاک و باد و آتش و آب — فرط خلقت سی ہو گئی تہی کم
روئی اپنی کمی پہ جب چارون — ہو گیا رحم خالق عالم
دیدئے انکو لیکے خلقت سے — کچھ عناصر جو مل گئی تہی ہم

تاریخ ہار

فوت آمد عظیم الدین را مرگ — دل احباب زین غم شد دونیم آہ
چو پرسیدند سال مرگش از من — کشیدم آہ از رنج عظیم آہ
۶۷ ۱۲ ۶۳ ۱۲

قطعہ تاریخ وفات زبدۃ العارفین حضرت محمد نصیر الدین معروف کالیصاحب قدس سرہ العزیز

از مرگ نصیر دین فخری — پوشید سیہ لعنم جہانے
یکسوی بود صدای شیون — از سوی دگر رسد فغانے
ما نیز گریستیم و گفتیم — پیوست بحق خدای دانے
۱۲ ۶۹

قطعہ

برس دن میں مرے یہ تین شاعر — کہ جو تھی حضرت دہلی کے ساکن
نہ ہاتھ آئی کوئی تاریخ رحلت — رہی فکر اسکی سالک کو بہت دن
کہا دل نے کہ داخل ہو گئے سب — ارم میں عارف و تسکین و مومن ۱۳۶

قطعہ تاریخ وفات مرزا زین العابدین خان عارف ۱۲۶۸

جبکہ زین العابدین خان مر گئے — آگے انکھوں کے اندھیرا آگیا
ہم پہ برپا ایک قیامت ہو گئی — اس سپہر فتنہ جو کا کیا گیا
یوں کہی سالک نی تاریخ وفات — روی دل پر داغ ہجران چھا گیا ۱۲۶۸

قطعہ تاریخ وفات میر کاظم علی سجادہ نشین حضرت سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ

زہ عارفا رخت ہستی بربست — قضا گفت افسوس کاظم علی
بجہتم سال وفات دسروش — بما گفت افسوس کاظم علی ۱۲۶۸

قطعہ

ان کریم الصفات پاک سرشت — ان محمد شکور نیک نہاد
تا بنا کرد مسجد عالے — فارغ آمد ز بند فکر معاد
سال تعمیر گفتم از تہ دل — کعبہ ثانی است نو بنیاد ۱۲۶۲

قطعہ

عجب مسجد بنی اسلام خان کی — پڑی یہ دین کی گویا کہ بنیاد

لکھی تعمیر کی سالک نی تاریخ	عبادت خانۂ اسلام آباد ۱۲

قطعۂ تاریخ تعمیر مکان نواب غوث محمد خان شوکت جنگ بھادر والی جاورہ

ہوئی تمام جو تعمیر قصر شوکت جنگ	تو کہہ کی سال بنا لای شاعران دہر
ادب کی ساتھہ یہ مین نے بھی نذر کی تاریخ	مکان قصر جہان اور سلسبیل ہی نہر ۱۲۷۴

قطعہ

نمود سیر جان حزین آہ خود کشے	جان داد و خون بگردن او ماندہ صد دریغ
تاریخ این ملال چہ گویم کہ خود نہاد	از بہر سال واقعہ گردن بزیر تیغ ۱۲۷۴

قطعہ

ہی غضب رحلت ثنا ر اللہ	تو نے ای چرخ کج یہ کیا بیداد
خانۂ دوستان ہے غم خانہ	دشمنون کا ہے گھر نشاط آباد
مجکو سال وفات کی تھے فکر	ہاتف غیب نے کیا ارشاد
جان لے جبکہ نکلی جان عزیز ۱۴۷	ملی بے شبہ اے نجستہ نہاد
خاک ۶۲ مین خاک ۶۲ اور آگ ۲۱ مین آگ ۲۱	پانی ۶۳ مین پانی ۶۳ نے اور باد مین باد ۷
گر کہے کو نے کیا ہوئی تاریخ	تو یہ کہہ اوس سے ای سخن نقاد
یہ عناصر کے جو مین نے بیان	ایک کے ایک پر بڑہا اعداد

جتنے جان عزیز کے ہین عدد
کہودی اور سال مرگ کر ایجاد ۱۲

قطعہ

حق نی فرزند با سعادت آج — میری مخدوم کو کیا ہی عطا
یکنخواہو نکی تہک گئی زبان — مانگتی مانگتی اسی کی دعا
لوٹ ہاپی کی ساتہہ آئی مراد — یاس و حرمان کا نقش دلسی مٹا
خشک کشت امید تہی بالکل — پہل گلستان ارزو مین نہ تہا
مین نی ہی سال لک اخر شی کا سال — نخل امید فتح جنگ لکہا

۱۲۷۶

قطعہ تاریخ میلاد فرزند سید محمد حسین تحصیلدار چونیہ

چون محمد حسین را فرزند — کرد اکرام خالق اکرم
گفت سال ولادتش سالک — از سر ہوش نیر اعظم

۱۲۷۶

قطعہ

کیا محمد نعیم خان کو دیا — حق نی فرزند نیک خو سالک
فکر کیون ہی کہ نام تاریخی — نعمت اللہ خان کہو سالک

۱۲۷۷

قطعہ تاریخ بنای مسجد نور محمد خان

کسقدر خوشنما ہی مسجد — جس سی شرمندہ مسجد اقصیٰ
سال زاہد نی پوچہہ سالک سے — آپ تو خانہ خدا مین آ

۱۲۷۸

قطعہ

ہجوم خلق در بازار دیدم — کہ ہر یک بر زبان افسوس می برد

یکی گفته کز رنج جوهری هست | بگفتم چیست نام او وچون مرد
چنین گفتا که مشتی سالک این فن | جواهر لال الماس قضا خورد

قطعه تاریخ طبع شرح دساتیر مصنفه مولوی نجف علی صاحب سالک مجتهد

ناثری کز فقره نثرش بود نثری مجمل | شاعری گر شعر نغز آورد است شعری شرمسار
جوهر صد گونه فطرت هست در ملبوس نهان | راز صد علم و هنر از فکر او شد آشکار
فیض تدقیقات او چون ابر باشد نفع بخش | حکم تحقیقات او در ملک معنی استوار
عالمی را صیت علم او گرفته در بغل | دشنه تیز است بهر حاسدان هر زه کار
لعب او سقراط را آموزگار حکمت است | سر او بقراط را در سینه چون دل در کنار
یاده گو بهاست بادی دعوی فضل و هنر | آمد نیست پیشش هر مهین آموزگار
خواهش مدحت طرازی کم نمی گردد ولی | تاب گفتارم نماند است وصفاتش بیشمار
این کتابی زد رقم تا پارسی را شد اساس | یادگاری هم بماند در جهان تا روزگار
منت این مجموعه را هر گز در نیعالم نظیر | رحمت حق بر مصنف باد و ماند پایدار
گفته ام این قطعه را سالک بطرز دلفریب | تا نگویم شرح مضمونش نیابی آشکار
بنگر از هر مصرعه اول تو حرف اولین | گر بود نام مصنف را دل تو خواستار
حرف آخر هم ازان گیرو بسان اعداد او | یکهزار و دو صد و شصتا د هجری در شمار
اولین حرفی بگیر از آخرین هر مصرعی | نام این مجموعه بی مثل را آسان بر آر
ور تو جویی نشان از عیسوی تاریخ نیز | آخر هر مصرعه آخر بگیر و یاد دار

چون حساب آن کنی وچون نه نیی سالمش
جان نه نیم در تن خود از کمی شصت وچار

گر زدرگاه خدا جانے عطا گردد مرا
افگنم در خویش و در تاریخ هم آرم بکار

۱۲۸۰ اخری ۱۸۶۴ء

قطعه

مسجد و چاه و سرا و باغ کے
جب رکھی خرم علیخان نے بنا

مسجد و چاه و سرا و باغ ہے
سال تعمیر اوسکا سالک نے لکھا

قطعه تاریخ وفات دختر نیک اختر محمد تفضل حسین خان مرحوم کوکب تخلص

سالک زد فات احمدی بیگم آه
هر لحظه دمی شرر فشانست مرا

تاریخ وفات او سرد شے از غیب
گفت آه در دناک برزبانست مرا

۱۲۸۰

قطعه

ز فضل الله خان باید که پرسے
چه می پرسی ز سالک حال این غم

دو دختر مرد کوکب را به یک ماه
شد اندوه دو دختر سال این غم

۱۲۸۰

قطعه

شفیق من که غمین بود از مرض سالک
شقیقه داشت سرش را زهشت ماه گران

شفا به فرق مهر الحسن رسید و بگفت
که سال صحت او را نموده ایم عیان

۱۲۸۰

قطعه

اوخ اوخ که سوے ملک عدم
ره ندیده شتافته آثم

سالک عزده رقم زد سال
قصر فردوس یافته آثم

۱۲

قطعہ تاریخ تعمیر مسجد جامع سہارنپوری

للہ الحمد کہ شد مسجد جامع تعمیر	یا قب ایں قصبۂ مہین جہرمش معموری
قبہ گنبد والاش کہ چشمیں مرساد	رفت انجا کہ از دہر کند مستوری
نتوان کرد نشیمن بمنارش طائر	لائق ایست کہ عنقا بکند عصفوری
عبد رب عالم بمثل فقیہ یکتا	سعی ہو فور بنود از مدد جمہوری
دیدم ایں سال بنا بر پایش سالک	مسجد قوت اسلام سہارنپوری
	۱۲۸۱

قطعہ

رکھی گئی جو مسجد جامع کی یہاں بنا	امداد مومنین جہاں سے طلب ہوئی
وہ شیخ عبد رب کہ فقیہ یگانہ ہے	اوس سے ہوئی جو سعی بشر سی وکی ہوئی
سال بنا یہ سالک دلخستہ نے کہا	تائید مومنین کی تائید رب ہوئی
	۱۲۸۱

قطعہ

خان ذی شان بخاک رفت افسوس	چہ ستم کرد گردش افلاک
ہر یکے نالہا بلب دارد	ہر یکے اندرام گریبان چاک
بنود دل کہ مضطرب بنود	بنود دیدہ کو نشد غمناک
سال ایں صدمہ گفتہ ام سالک	شد نہان بو تراب خان تہ خاک
	۱۲۸۲

قطعہ

افسوس یوسف سیرزا جان داد در فرخ نگر	سالک درین غم ہر کسی گریان بود بر حال او

چون نعش او از بهر دفن آمد در نجف گفته شد — تابوت یوسف میرزا آمد بدین سال او ۱۲۸۲

قطعه

زهی دبیر سخن فهم خواجه بدرالدین — که میکند به بزرگی دبیر چرخ ادب
ز فکر ترجمهٔ این کتاب فارغ شد — نمود از من شفته سال طبع طلب
ز ماه و سال نشان دادم و چنین گفتم — هزار و دو صد و هشتاد و دو ماه رجب ۱۲۸۲

قطعه

اسدالله خان بهادر را — رهبری کرد بخت و اقبالش
داد طلعت گوزنر پنجاب — مهربانی نمود بر حالش
عیسوی گفتم از سر عشرت — طلعت هفت پارچه سالش ۱۸۹۶

قطعه

به بین این قصر عالی را که با کیوان بود همسر — فضای صحن و سعت مسکن اوراخبان گفتم
نشد تاریخ تعمیرش ز پیر عقل خود سالک — مکان نو بنای میر عبدالله خان گفتم ۱۲۸۳

قطعه

مرون دوست ناگهان ساکت — خاطرم را بصد مه کرد حزین
نغز شی خورد پا و افتاده — میر افضل حسین بروی زمین

قطعه تاریخ وفات نواب امین الدین خان بهادر رئیس لوهارو

امین الدین احمد خان بهادر — ز دنیا رفت و شد فردوس مسکن ۱۱۰۹

سروش از بهر تاریخ وفاتش | نوشته نام والایش بر مدفن ۱۲۹۳

قطعه

والی اور شهنشه مرتبت | آپ پر اقبال و دولت هو فدا
مهر پرتو کو دیکهی کوئی | آستان پر آپ کی ہی جبهه سا
خلعت مسند نشینی کا یه جشن | جشن جمشیدی سی بهی کچهه برگٹا
حاسدو نکو اسقدر ہی رنج و غم | حشر تک دلمین رہیگا جان گزا
اس همایون جشن کا سالک سال | خلعت مسعود لکها ہی بجا ۱۲۸۴

قطعه

یافت فرخ پسری کوکب فرخنده نژاد | نخت خوش طالع مسعود مبارک باشد
زآتش مجمر دلهای حسودان امروز | بزم را سوختن عود مبارک باشد
سال این مژده بگفتم ز سر سور و سرور | جلوه شاهد و مقصود مبارک باشد ۱۲۸۴

قطعه تاریخ تولد فرزند نواب محمد رضا علیخان

چنان یافت فرزند فرزانه عاقل | که از دیدن او جهان مست خورسند
به عمر خضر جاودان زنده ماند | به نخت سکندر بود مرتبت مند
ظهورش بود جرمی زاد سالش | بجا گفت سالک که فرخنده فرزند ۱۲۸۱ ۱۲۹۲

قطعه

چو هنرمند خواجه بدرالدین | که بود شمع دودمان خیال

فارسی را لباس اردو داد — بہر تزئین دستان خیال
داد در مطبع رضا فالش — کرد در جسم طبع جان خیال
بی سر و صحبد سال او سالک — گفت مطبوع بوستان خیال
۱۲ ۸۲

قطعہ

جہان سی اٹھ گیا افسوس صد افسوس — حقیقت دان حق جوی دل آگاہ
نوادس سر در کی سالک نے تاریخ — کہی سید نظام الدین حسن آہ
۱۲ ۸۴

قطعہ

اسد اللہ خان بھادر کا — بہر گیا کیون حیات کا ساغر
اس ضعیفی و ناتوانی مین — کیون عدم کیطرف کیا ہی سفر
حیف ای آسمان ناہنجار — وای ای روزگار کین پرور
ہای وہ تاجدار ملک سخن — ہای وہ اوستاد اہل ہنر
اوسکی غم مین ہوا ہی ماتم عام — پھر نہ کیونکر سیاہ ہو دفتر
گم ہان رہ معانی کا — آج دنیا سی گم ہوا ہی خضر
پانور کہنا سبنہا لگر سالک — اب طریق سخن ہی بی رہبر
کسکو اہل زمانہ جانینگے — بہترین زمانہ سی بھتر
اونکی اوصاف کیا رقم ہون مین — میری صد بیان سی باہر
فکر اونکی گئی ہی ہون ہان کہ جہان — طایر سدرہ کا رہی شہپر

اونکی اندیشہ کی بلندی سی — قصر معنی ہی آسمان منظر
نثر دیکھو تو معدن معنی — نظم دیکھو تو شش عقد گہر
اونکی اجمال سی عیان توضیح — اونکی اندازمین ادا مضمر
ہای وہ لطف یاد آتی ہین — جیمین ہوتی ہی کاوش نشتر
مجکو سودا نہین کہ اس غم مین — در و دیوار سی نہ پھوڑون سر
کور ہو جای بس الہی یار — گر نہ دریا بہای دیدۂ تر
ہون نہ اس غم سی جسکی سوزش سی — میری سینہ مین ہی کہان وہ جگر
مجہسی کیا پوچھتی ہو سال وفات — ہوش کب ہین بجا کہ ہون مضطر
دیکھہ لو رنج حسرت دوری — دل نویسا پر ہجوم آدر ۱۲۸۵

قطعہ ایضاً

غم مرگ دبیر الملک عالم ہست — سپہر ابواب غم در دہر بگشاد
ریاحین سخن پژمردہ گشتند — خیابان معانی رفت برباد
ز دل پرسیدم از سال وفاتش — بہ سالک داغ انجم الدولہ بنہاد
نظر کردم سر سر مصرعی را — بنای عیسوی تاریخ افتاد ۱۲۸۵

قطعہ

صدمہ مرگ حضرت غالب — سبب رنج خاص و عام ہوا
اور اوسی سال مین چھپی یہ کتاب — طبع کا اوسکے انصرام ہوا
خوب ہی سال طبع و سال وفات — آج اونکا سخن تمام ہوا ۱۲۸۵

قطعہ تاریخ وفات فرزند سید احمد سالم تخلص

قہر کیا کر دیا یہ چیچک نے
آفت اطفال کی یہ شیک ہے

مرگ فرزند حضرت سالم
صدمہ جانگزای ہر یک ہے

سر افسوس سی لکھے تاریخ
دل پہ صد چیف داغ چیچک ہے

۱۲۹۹

قطعہ تاریخ وفات جناب مولوی محمد صدرالدین خان مرحوم

صدر آرای دین و مفتی شہر
کرجسی لاکھ نے یگانہ کہا

سب نے اوسکی وفات کو سنکر
رنج واندوہ کا فسانہ کہا

سال رنج واقعہ کا سالک نے
مرگیا فاضل زمانہ کہا

۱۲۸۵

قطعہ

ان صدر دین و فخر جہان مفتی زمان
ہمت برہ نوردی ملک بقا گماشت

صد رنج و غم بجان غریبان و اقربا
صد داغ ہجر بر دل احباب خود گذاشت

سالک ز سال مرگ شمار سنین عمر
شد تا دو یک عاند بگفتی حسین بہشت

۱۲۸۵

قطعہ تاریخ انتقال فرزند محمد تفضل حسین خان کوکب

غم مرگ پسر دادی بکوکب
نکردی رحم ای گردون بحالش

ثمر خوردن نداد از باغ ہستی
بخاک آورد از پا نونہالش

گلی نارستہ از شاخ و خزان دید
مہی طالع نگشت و شد زوالش

شب تار است روز او تو گوئی
نہان گشت از نظر مہر جمالش

خراش چیست زنیم بیخه برد | شگفتے رونموده اتفاقش
چو خواب مرگ آن بی شیر را برد | مبارکباد بر کوشر زلالش
چه پیرسی زسالک سال ایزغم | کرجمعیت نباشد وخیالش
مگر از غیب می آید صدائے | برد افضل حسین است سالش

قطعه

صد شکر شد فراهم این گنج فضل و دانش | در دهر یافت گویا گنج معاد خواجه
تاریخ اختتامش گفت اینچنین سروشے | تهذیب قول بیجا در دل نهاد خواجه

قطعه تاریخ تقریب جشن مسند نشینی مهاراو راجه شودان سنگه بهادر والی الور

ده سلیمان مرتبت شودان سنگه آفتابری | حاتم دوران اگر او تکو کهون تو هی بجا
غیب سی ملتی هی یون هر کام مین اونکو مدد | ماه کو خورشید سی جیسے حاصل هو ضیا
آج وه حق نی دکهایا هی خوشی کا دن انهین | عمر بهر جمشید نے انکهون سی جو دیکها نه تها
کسقدر سے خرمی افزا گلستان مراد | کسقدر شیرین ثمر لایا نهال مدعا
نور آگین هوگئی شمع شبستان جلال | بزم رنگین بنگیا هر گوشهٔ دولت سرا
یعنی فرزند سعادتمند نے پایا ظهور | دی مبارک باد کی نجت همایون نی صدا
خضر نی آکر حیات جاودانی نذر کی | پیشکش لایا سکندر طالع و بخت رسا
طالب انعام رقاص فلک هی بعد رقص | مشتری نی دی سعادت ماه بولا مرحبا
نغمه سنج تهنیت اهل زمین کو دیکهکر | عالم بالا سی قدسی کهه رهی هین جذا

ہورہی ہے اس خوشی مین زرفشانی اسقدر — نکھتی ہین سائلون کی جھولیان کان طلا
مین نی چاہا سمت و تاریخ ہجری ہو رقم — دیکھکر حیران سروش غیب نے مجھسی کہا
ہی مبارک بزم جشن فرخی سرکار کو — سمت اسکا یہی اب بحر لکا دون بجکو بتا
دیکھہ بزم و جشن عشرت خیر کے آغاز کو — فیض و لطف و مکرمت کی ہیر نظر کر انتہا
سنکے تاریخین کیا مین نی ادا اوسکا سپاس — ہاتھہ اوٹھای اپنے آقا کی لئی بھر دعا
تا رہین دنیا مین عیش و عشرت و لطف و سرور — تا رہین گیتی مین درد و کلفت رنج و بلا
عیش و عشرت سی رہین احباب اونکی شاد کام — درد و کلفت مین رہین بدخواہ اونکی مبتلا

قصیدہ تاریخ وفات نواب محمد امین اللہ خان المعروف منشی امو جان

رفت بخلد برین نایب الور در بنغ — برد دل اہل جہان باعث افسردگیست
بر لب ہر کس بود شیون ماتم فزا — سالک افسردہ نیز در غم او خون گریست
ہان سر آسودگی نیست مرا اندکے — ای دل غمگین بپرس سال وفاتش کہ چیست
حرف نقطہ دار مین گفتہ سعدی نگر — زندہ جاوید گشت ہر کہ نکو نام زیست

قطعہ

میرزا حاجی ز دنیا رفت آہ — دوستان را داد اندوہ و ملال
جستم از پیر خرد سال وفات — گفت داغ میرزا حاجی است سال

قطعہ

خواجہ بدرالدین والا مرتبت — دلکش و مرغوب ہی یہ ترجمہ

مین نے سالک سے جو پوچھا سال طبع
وہ یہ بولا خوب ہے بہتر ترجمہ
۱۲۸۶

تاریخ وفات مرزا شہاب الدین احمد خان ثاقب تخلص فرزند ارجمند نواب ضیاء الدین احمد خان بہادر

از صدمۂ مرگ ثاقب والاجاہ
ہر سو ہست صدای نالہای جانکاہ

تاریخ وفات او چنین سالک گفت
روز ششم مہ محرم صد آہ
۱۲۸۶

قطعۂ تاریخ اسیر شدن شاہ فرانس بجنگ جرمن

آفت ہی ایک بلا ہی زمانہ کا انقلاب
جسکی نظر مین سنگ کچھ اسکا سما گیا

وہ ایک جانتا ہے قباد و کلیم کو
نظرون سی امتیاز اسیر و گدا گیا

دیکھو سوائے نام کی اب کچھ پتا نہین
قیصر جو قصر وقت مین اپنے بنا گیا

مقدور ہو تو اوج سلیمان سی پوچھیے
ہمراہ تیرے جز عمل نیک کیا گیا

پابند جسکے حکم سی تھی فوج بیقیاس
یون بخت وارگون اوسی دم مین پھنسا گیا

وہ حشمت فرانس وہ اقبال جسکا ذکر
کہن جامی دہر مین گیا جا بجا گیا

عبرت کا ہی مقام کہ وہ شاہ ذی وقار
ہوکر اسیر نام کو اپنے مٹا گیا

ازبسکہ ہی یہ واقعہ اس سال مین عجیب
تاریخ اوسکی سالک غمگین سنا گیا

شاہ فرانس کو سر پیرس نہین ہی اب
جنگ پروشیا مین گرفتار آگیا
۱۲۸۶

قطعه

قدرت الله بیگ خان بگذاشت ۱۲۸۵ — منزل بس بیدار و بنارا ۱۲۸۹
سالک اورا بجنت الماوا ۱۲۸۳ — داده حق در مقام اعلاجا ۱۲۸۷

قطعه تاریخ طبع قران مجید که به اندازه قطع تعویذ طبع شده بود

طبع شد قران به تصحیح تمام — اینهم از اعجاز قران یافتم
می فزاید دیدنش نور بصر — دیدم و بر دیده احسان یافتم
حرز باید گفت هر یک نقطه اش — سال او تعویذ قران یافتم ۱۲۸۷

قطعه تاریخ بنای مسجد نواب محمد ابراهیم خان

آن سمی خلیل دنیک نهاد — ان نظر کرده خدای کریم
مسجدی طرح کرد و قف نمود — اجر برداشت و ثواب عظیم
گفت تاریخ این بنا سالک — باد خرم مقام ابراهیم ۱۲۸۷

قطعه

هزاری لال باغی کرد بنیاد — سزاوار است باجنت نشانش
سروش غیب گفت از من که سالک — بگو باغ هزاری لال سانش ۱۲۸۷

قطعه

یون توسارا باغ ہی جنت نظیر — حوض اسمین ہی نہایت خوشنما
دیکھکر سالک نی تو تعمیر اسے — ثانی کوثر لکھا سال بنا ۱۲۸۷

قطعہ

زرشح کلک نادر نقش نادر
تراوید و میر گشت کاش

برائے سال تالیف از سر فہم
نہادہ نادر الاذکار نامش ✤

۱۲۸۸

قطعہ تاریخ عقد مولوی محمد عبد الرحیم خان بیدل

ہوئی تقریب جشن عقد بیدل
سروش غیب نے مجکو صدا دی

کہ لکھہ تو بہی تہ دل سی ہے تاریخ
مبارک کہ خدا نی کی ہو شادی

۱۲۸۸

قطعہ

بیدل نیک خو کی شادی کا
آج دنیا مین شور ہی بیحد

اوسکی تاریخ پای سالک نے
بعد فکر زمانہ ممتد

رکہین یارب عروس اور نوشاہ
سر الفت سی اتفاق ابد

۱۲۸۸

قطعہ

منشی بیمثل کاشی ناتہہ نے
ترجمہ لکھا ہے کیسا بیمثال

کیون نہو اخلاق کاشی اسکا نام
یہ بہی ایک حسن طبیعت ہے پر دال

کیا مٹاسی ہین سراسر دقیقتن
عام کو اب ہی سمجہنا کیا محال

غور سی دیکہین اسی اہل جہان
تاکہ ہو ہر کام کا اچہا مآل

عیسوی تاریخ جسکی ہے یہ
نسخہ اخلاق کاشی مین ہی سال

قطعہ تاریخ کد خدائی حکیم عبد المجید خان و حکیم واصل خان فرزندان حکیم غلام محمود خان صاحب

خان عبد المجید و واصل خان — دونو محمود خان کی ہین فرزند
کد خدا ہو گئے یہ دونو جب — سنکے سارا جہان سوا خورسند
ہاتف غیب نے کہا سالک — کیون ہے فکر و تلاش کا پابند
کہدی یون غایت خوشی سی سال — کد خدائے دو سعادتمند

قطعہ

وہ فرخندہ خان عبد المجید — جبین جسکی مطلع ہے اقبال کا
کیا اوسکی شادی کی تقریب نے — زمانہ کا ہر گوشہ عشرت سرا
لکھا اس خوشی کا یہ سالک نے سال — ملی زہرہ و مشتری ایک جا

قطعہ تاریخ کد خدائی میرزا احمد سعید خان خلف نواب ضیاء الدین احمد خان بہادر نیر رخشان

نیر رخشان وہ گردون اقتدار — جسکو مہر پرضیا کہتا ہون مین
مظہر خلق و کرم لکھتا ہون مین — مصدر جود و سخا کہتا ہون مین
اوسکو بحر لطف کہنا ہے بجا — پھر یہ کہتا ہون کہ کیا کہتا ہون مین
آپ ہی کچھ دل مین ہو کر منفعل — لاکھ دریا سے سوا کہتا ہون مین
پوچھتے ہین مجھسے کیا اہل جہان — مژدۂ رحمت فزا کہتا ہون مین
اوسکے فرزند سعادتمند کو — کد خدا حق نی کیا کہتا ہون مین

انعقاد بزم عشرت خیز کو — جشن بہجت انتما کہتا ہون مین
دور پہنچا اوس سی تو نی کیون مجھے — ای فلک تجکو برا کہتا ہون مین
کیا ہوا انکھون سی گر دیکھتا نہین — دل شریک بزم تھا کہتا ہون مین
بسکہ اس شادی کی عشرت عام ہی — عشرت شادی بجا کہتا ہون مین

قطعہ تاریخ مکتب نشینی فرزند میرا براہیم علیخان فدا خلف میر اکبر علیخان مغفور

فدا وہ شمع افروز شبستان مودت ہی — کہ دیکھا ہی جسی رونق وہ بزم صفا مین نے
یہ فرزند سعادتمند کی اوسکی ہے بسم اللہ — یہ جلسہ جشن خسروسی بہی کچھہ پایا سو مین نے
اسی محفل کا ایک ایک ذرہ وہ خورشید تابان ہی — کہ جسکی شرم سی خود مہر کو مانا سہا مین نے
ہمایون سال اس تقریب کا سالک نی جو چاہا — مبارک مجلس مکتب نشینی ہو کہا مین نے

قطعہ

خدا نے حضرت سیاح کو دیا فرزند — ہوا ہے خاطر سالک کو خرمی افزا
سنا یہ مژدہ جان بخش جب تو اسکا سال — نہال تازہ کشت امید ہے یہ کہا

قطعہ

گلزاری ناتہہ سالک پر نیہ دوست میرے — انشا مین بے بدل ہین فن سخن مین یکتا
اخلاق محسنی کا کیا ترجمہ کیا ہے — مغلق نہین عبارت معنی کا رنگ اچہا
پاکیزہ اصطلاحین ہر ایک محل کی چین — ساری محاورون کو اچہی طرح سے برتا
اکثر سخنوردن سی سن سکے سال مین نے — تاریخ عیسوی کو پیر خردسی پوچہا

اوسنی دیا یہ مصرعہ مجکو زروی بخشش | کیا ترجمہ ہی نادر اخلاق محسنی کا

قطعہ تاریخ ولادت فرزند مولوی محمد عبدالرحیم خان بیدل

عالم یہ کیا ہی فصل گل نے | ہی سطح زمین بھا ترنگین
کر روکش آفتاب گل ہے | چشمک زن حسن سہی نسرین
لالہ سی ہین کوہ و بیز | پھولی ہین چمن چمن ریاحین
غش زلف بتان سی آتی کو | ہی بسکہ دماغ عطر آگین
کیونکر نہو یہ خوشی جہان مین | کیونکر نہو باغ دہر رنگین
پایا ہی میری شفیق نی آج | فرزند خلف سعادت آئین
کہتا ہون وسال عیسوی مین | ہر لب پہ ہو جس سی شور تحسین
بیدل کو دیا خدا نی سالک | فرزند نرینہ تحسین

رباعی تاریخ کدخدائی منشی محمد کرم اللہ خان شیدا

سالک پی تسکین دل خانہ خراب | بشتاب بہ بزم عقد شیدا بشتاب
پرسند چو اہل بزم سال این خشن | بنویس قران آفتاب و مہتاب

قطعہ تاریخ تولد فرزند ارجمند آغا سید علی طوبی تخلص شوشتری

پیرایش حضرت سید علی است | زادہ فکرم کہ طرب زا بود
آنکہ بود دیدہ او حق نگر | آنکہ دلش معرفت آرا بود
ابر گہربار بود کلک او | رشحہ او گوہر یکتا بود

پور گرامی گهرش داده اند | در دل احباب تمنا بود
عمر درازی کشدش همچو خضر | مرتبه برتر ز ثریا بود
علم بیاموزد و عامل شود | حلم در اندوزد و دانا بود
مصرع تاریخ ظهورش ببین | خرمی گلشن طوبی بود ۱۲۸۹

قطعه

این قصه پارسی زبان را | رشح قلم خیال گوئی
در ریخته اش ببین و تاریخ | از ترجمه خیال جوئی ۱۲۸۹

قطعه

مبین خسته جان را ختمی مرد | دلش مجروح گشت و سینه افگار
خداوندش پس از یک روز فرزند | بدل شد با طرب هم مایهٔ و آزار
ز سال عیسوی سالک چه پرسی | غم دنیا و شادی توام انگار

مثنوی در تاریخ انتقال فخر نواب میرزا وزیر علیخان شهاب خبگ صدر المهام علاقه متفرقات سرکار عالی محتمل بر صنعت توشیح که از صدر و ابتدا هر شعر عبارت محصورهٔ خطوط وحدانی برمی آید (شبنه پنجم جمادی الاولی یکهزار و دوصد و نود هجری)

ستم ای روزگار کین پرور | های تکری کیا ہی تو نی جگر
شکوونسی تیری ہم جیسی ہین نگار | نالی کرنی پڑی مجھے ناچار
یا دہ نم وہ جام مین ہی میری | ہوش کہوئی جو ایک عالم کی

پاتا ہی جسی بغل مین تو — نیند آتی ہی موت کی اوسکو
جو نظر آئی مہد عشرت مین — مہد سی لیکے پہنچے تربت مین
جو ہی نالان ہی تیر جو رد سے — مین تو مین پوچہا اسکو اور رو دی ہے
آج جو سبز ہین چمن مین نہال — دیکہتی ہین کل اونکو ہم پامال
یاد کرتے پرانی قصہ ہم — انکی افسانی کچہہ جو ہوتی کم
لے یہ صدمہ نیا دیا تو نے — اور فتنہ بپا کیا تو نے
واجب ای کینہ جو نہا تجکو — لازم ای فتنہ خو نہا تجکو
یہ ادا دیکہہ اور صدر مہام — یہ جفا دیکہہ اور صدر مہام
کس جگر گوشہ کو کیا تہ خاک — ہای کسکا جگر کیا ہی چاک
زحمت مرگ اور وہ کم سن — آہ تہی مہد امن عیش کی دن
راہ نادیدہ اور راہ عدم — واہ تنہا روی کی اوسپہ الم
دست پرور دہ عیش عشرت ہای — وادی ہمناک مین یون جای
صغر سن اور یہ سفر افسوس — دور کی راہ اور یہ افسوس
وہ قمر جو ابہی افق مین تہا — ناگہان پردہ زمین مین چہپا
وہ نہال ریاض جاہ و جلال — دیکہتی دیکہتی ہوا پامال
ہای تاریخ کیا لکہون سالک — جی یہ صدمہ ہی کیا کہون سالک
راتون مین ہون اور تم دیکہہ — یہ سر رنج و صد غم دیکہہ

اب نہین گو کہ طاقت گفتار — رہگئی بات سی لب اظہار
لیکن اظہار مدعا ہے ضرور — کیا کرون اس بیان مین ہون مجبور
کہ یہ اشعار اے جو لب پر — طرز توشیح انمین ہی مضمر
صدر اشعار وابتدا دونو — کھولدیتے ہین مدعا دونو
حرف حرف انکا جمع کیجا ہو — فقرہ نثر تاکہ پیدا ہو
یوم وتاریخ وماہ وسال اوس سے — راز دانان بخت چین پہ کھلے
آشکارا ہو اور نہان ہو سخن — لفظی ومعنوی عیان ہو سخن
کیون یہ ہو وہ مین فی کی گفتار — خود ہی ممدوح واقف اسرار
جام گیتی نما ہے دل اوسکا — آینہ بنگیا ہے دل اوسکا
میری دل مین جو راز مضمر ہی — جانتا ہون وہان زبان پر ہی
یارب اس رنج وغم کا دی بدلا — کوئی فرزند کر نرینہ عطا
تا قیامت رہی وہ پاک گہر — ناز پرورد لطف ومہر پدر

قطعہ تاریخ وفات محمد عثمان خان مدار المہام ریاست رامپور کہ بدست افغانی زخم کرنک دار شت

خان گردون مرتبت عثمان خان — جسکی عظمت کا ہی گردون خود گواہ
کس طرح محصور ہون اوسکے صفات — لکھہ نہین سکتا کوئی بی اشتباہ
یہ صفت کافی ہی اوسکے واسطے — تھا وزیر رامپور اور نیک خواہ
کرنک بیداد کی اسے چرخ تیسرے — اور ڈبوی اوسکے خون مین واہ واہ

ہوسکا اخر نہ جانبر زخم سے — لی سرای دہر سی جنت کی راہ
کیون نہ آنکھون سی بھی دریاے خون — کیون نہ نظرون مین رہی عالم سیاہ
سال مجھسی اس غم جانکاہ کا — پوچھا کیا ہے کہون کیا تجھسے آہ
لکھہ رکھا ہی مین نے سالک قلب پر — دیکھہ لے قتل قتیل بیگناہ

قطعہ

کیا کرون لطف علی خان کی ثنا — شکر سے اوسکی ہین سب رطب اللسان
لطف اوسکا دہر مین ساری ہی یون — جسطرح انسان کی تن مین روان
بار خجلت سے دوتا ہی کیون فلک — سن لیا کیا اوسکے رفعت کا بیان
اوسکی صحت نے کیا تقسیم آج — رنج حساد اور عیش دوستان
اس نوید روح افزا کے لئے — ڈہوندہتا تھا سال ہر پیر و جوان
مین نی بہی سنکر یہ سالک سی کہا — مژدہ گوی تندرستی ہی عیان

تاریخ ولادت یادگار اصغر مولوی محمد عنایت الرحمن خانصاحب معتمد صدر المہام متفرقات علاقہ تعلیمات سرکار عالی

شکر احسان حق کہ این مولود — یافت خان عنایت رحمن
عارفی کاملی خدا داد نے — نکران عنایت رحمن

سرو پاکش بدید و سال گفت — ہست شان عنایت رحمن

تاریخ وفات محمد تفضل حسین خان کوکب

ای دریغا کوکب فرخنده خو — آفتاب آسمان جاه و فر
گلشن اوصاف را تازه نهال — قلزم اخلاق را یکتا گهر
خوی او صندوقه ابد جیب داشت — روی او در جلوه صد نور سحر
داد عیش و کامرانی داد و دست — زینجهان سوی بقا رخت سفر
در غمش سالک گریبان چاک شد — ریخت صد عمان خون از چشم تر
از لبش برداشت مهر خاموشی — شورش فریاد محروم اثر
جست تحکر دو بدست آورد دور رخت — سونس الماس بزخم جگر
گفتمش سال وفاتش دیست گفت — چون نویسم سال ان خاکم بسر

قطعه

چون تفضل حسین خان افسوس — دهر ناپاسدار را بگذاشت
آغا مرزا که نام تاریخی — بهر سال ظهور خود میداشت
هم بسال وفات او این را — کلک سالک سر فراز نگاشت

قطعه

گفتم ای چرخ مرگ کوکب را — تو روا داشتی ستم کردی
گفت سالش بگو دگر چان باش — گفتم از وی که سخت بیدردی

قطعه

کوکب روشن روان راچون فرازآمد اجل — از غم این مرگ شد سیر در گریبانم فرو
آه آن والا نهاد و آه ان نیکو نژاد — آه آن فرخ صفات و آه آن فرخنده خو
پر نشد جام تمنایش زصهبای نشاط — آسمان مانند خود وا کرد نمود او را سبو
هرچه در کف داشت گوئی همتش بر کف نداشت — هرچه در دل داشت از دل بر نیامد از رو
از سر دلسوزیش من یافتم سال وفات — بهرهٔ نایافت از مهر پدر صد حیف او

۹۰ ۱۲

قطعه

زین جهان رفت و بجا شد سالک — طاعتے یافته قصر فردوس
حق ارا بود که گفتم تاریخ — متقے یافته قصر فردوس

۹۰ ۱۲

تاریخ وفات میر حیدر حسین خان عرف میر نواب

رخت هستی کشید سوی بقا — میر نواب این جهان ای وای
بود حیدر حسین خان نامش — یاد آید بهر زمان ای وای
گفت سال وفات او سالک — مرگ حیدر حسین خان ای وای

۱۲۹۰

تاریخ وفات مرزا یوسف علیخان عزیز

کلیم مرتبه یوسف علی عزیز سخن — که ظاهر است زخوبی نظم اولاش
چه نظم حاوی اقسام نظم باید گفت — کسی نیافت چنین دفتری زانماش
میل بود و عمیر المعاش تا تقدیر — کشید از وطن آخر بسوی بهو پالش

نگشته کام دل ابخار و اهنوز افسوس — که دست مرگ رسانشد بدامن حاشش
بفکر سال همی بودام که سالک گفت — عزیز یوسف مصر سخن بگو سالش

تاریخ تعمیر چاه بنا کردهٔ خواجه فرحت الله خان

نهاده فرحت الله خان بنائی — که از کوثر بود آب زلالش
دل از من جست و من تا دل بگفتم — چه شیرین بنای خواجه سالش

قطعه

چون نیاز احمد مجتبه صفات — مسجدی را نهاده نو بنیاد
گفت سال بنای او سالک — مسجد دلکشای حیدرآباد

رباعی در تاریخ خطاب و ولادت فرزند صدالمهام علاقه متفرقات سرکار عالی

ممدوح نی میرے پایہ اعلا پایا — ای دل یہ نوچہہ مجھہ سی کیا کیا پایا
کہل جای جو تاریخ لکھون مین سر بزم — آقاسی خطاب حق سے بیٹا پایا

قطعه تاریخ وفات نواب عبدالرسول خان

مرگ عبدالرسول خان افسوس — داغ بر سینهٔ نگار گذاشت
خلف خویش را که بتاب است — ناشکیبا و بیقرار گذاشت
خود ز عالم گزشته عالم را — با دل و جان سوگوار گذاشت
خامهٔ سالک سرا سیمه — نقش تاریخ یادگار گذاشت
رفت عبدالرسول خان به ارم — سر دنیای بیمدار گذاشت

قطعه تاریخ ولادت فرزند مولوی محمد زکی الدین خانصاحب

پسر یافت از حق جناب زکی — جمالش کند زهره را مشتری
الهامی شکرانِ سعادت بود — که پیداست سالش ز نیک اختری

قطعه تاریخ وفات مولوی هدایت الله صاحب جالیسری

آن فقیه زمان بحق پیوست — هیچ دانست دهر او بهشت
گفت با سالک سریعه — سال رحلت سه روش پاک سرشت
هادی دین هدایت الله را — حق عطا کرده است جای بهشت

تاریخ وفات حکیم غلام مرتضی خانصاحب مرحوم و مغفور

مرتضی خان حکیم حاذق عصر — کش نبود است در زمانه سهیم
آن یگانه مسیحا دمی که ناز کند — به فلاطون اگر دهد تعلیم
آوخ آوخ که آن یگانهٔ دهر — کرد امروز جان بحق تسلیم
آنچه آفت پدید کرد فلک — آنچه غم داد روزگار لئیم
چه عجب گر بماتمش برسد — شور اهل جهان لبریش عظیم
لب نگارست و ناله ها بایست — چشم خونبار و دل لبینه دونیم
گفتم از سالک آن حکیم دریغ — گفت سالش بگو دریغ حکیم

قطعه

مرتضی خان شد ازین دار فنا — سال این واقعه جوی تو اگر

مرقد حاذق ہند ست برین ۱۲۹۲ بسر فاتحہ سالک بگزر

قطعہ

شہاب جنگ بہادر کہ طالع اورا ۱۲۹۳ فزون ز زیر اعظم ضیا مبارکباد
سرور و عشرت جاوید باد دش از رانے ۱۲۹۳ بہ نظم سنجی سالک ثنا مبارکباد
بسال تہنیت عید شد رقم کہ مدام ۱۲۹۳ نشاط ہمرہ عید الضحی مبارکباد

قطعہ

نوکروں کی کہی ہے کیا تصویر ۱۲۹۲ ایک کاغذ پہ سبکی ہی تمثال
خامۂ نقش بند سالک نے ۱۲۹۲ نقش شاگرد شہ لکھا سال

قطعہ تاریخ وفات خواجہ کرامت اللہ پانی پتی کرامت تخلص

گزشت از دار دنیا خواجۂ ما ۱۲۹۲ بہ ہر سو صد فغان شد آہ امروز
مگر از صوفی صافی نہادے ۱۲۹۲ تہی زین خاکدان شد آہ امروز
دم وقت وداع شیخ عمرم ۱۲۹۲ دمی بر من گران شد آہ امروز
ز مرگش صدمۂ صد مرگ گوئی ۱۲۹۲ بہر پیر و جوان شد آہ امروز
بسالک گفتم این سال وفاتش ۱۲۹۲ کرامت از جہان شد آہ امروز

قطعہ انشای مصنفہ مولوی محمد زین العابدین عرف سلطان میاں

چو سلطان اقلیم معنی نبشتہ ۱۲۹۳ کتابیکہ رنگین بود چون نگارے
ز سالک شنیدیم تاریخ طبعش ۱۲۹۳ ہمیگفت انشائے معنی نثارے

قطعہ تاریخ وفات مرزا باقر علیخان کامل خلف زین العابدین خان عارف فرزند نسبتی نواب ضیاء الدین احمد خان بہادر نیّر رخشان

یادگار عارف مرحوم تھا — کسکو ہاتونی دوران حیف ہے
یون دکہایا تونی اوسکو روز بد — جس سُنی شن تہی شبستان حیف ہے
اوسکی وابستو نکی دل مین گہی — دیکہہ کیسی کیسی ارمان حیف ہے
حسن اوسکا ماہ کامل سی دو چند — چھپ گیا وہ مہر رخشان حیف ہے
یہی نوحہ ہی یہی تاریخ سن — نوجوان باقر علیخان حیف ہے

۱۲۹۳

قطعہ تاریخ تولد فرزند سید حبیب شاہ برادر خرد سید فضل شاہ صاحب

یافتہ چون حبیب شاہ پسر — شمع اقبال و جاہ میدانم
سایہ گستر بفرق او سالک — شان فضل الہ میدانم
از ظہورش چنان سرور شد — شام خود را لگاہ میدانم
ماند این نخبہ دودۂ آدم — در جہان دیرگاہ میدانم
سال میلاد و نام نامئے او — ذاکر اللہ شاہ میدانم

۱۲۹۳

تاریخ وفات مرزا شمشاد علی بیگ رضوان برادر خرد راقم

روز یکہ برادر از جہان رفت — گفتیم کہ وای وای رضوان

۱۲۹۸

از عالم بیدار بگزشت
گردید بخلد جاے رضوان

۱۲۹۸
۱۰۷
۹۳
۱۲

قطعہ تاریخ وفات فرزند دلبند حافظ محمد عبد الغفور تجلے تخلص

روشن رہے چراغ جناب تجلی کی آنکھ مین — کیون نہ چرخ تو نے تیرہ کیا روزگار کو
پھولا پھلا وہ اوسکا گلستان انبساط — بدلا خزان سی کیلے اوسکی بہار کو
کیون اوسکو قوی رنج وفات پسر دیا — یا یوس یون بھی کرتی ہین امیدوار کو
کشتی نہ ڈوب جای تیری دیکھہ ہوشیار — اب روک اوسکے دیدۂ خونبار کو
لب پر ہی نالہ ہای جفا سوز کا ہجوم — پاتے ہین لامکان سی پری ہم شرار کو
کیا جانی تو نہ دوست ترا فی کوی عزیز — سالک سی پوچھہ رنج دل سوگوار کو
تاریخ اس وفات کی ہے داغ ناگزیر — اے پسند کیون نہ دل داغدار کو

۱۲۹۳

ایضاً

ان پایہ فرزای خرد و عقل و تجلے — کز مرگ پسر زندگی اوشدہ مشکل
از کرلک غم چون جگر و دل ہمہ خونست — تاریخ بجوئید ز لخت جگر و دل

۱۲۹۳

ایضاً

صدمہ حضرت تجلے بین — دل دونیم ست و دیدہا نمناک
چون بنا شد کہ اندرین تاریخ — لاش فرزند کردہ در تہ خاک

۶۲۱ ۶۷۲ ۱۲۹۳

قطعہ

آن حکیم یگانۂ دوران — آن سخن سنج بیدل و مشال
این شرف نامہ تمام نمود — گشت مسعود در ہمہ حال

فکر تاریخ داشتن سالک — گفت با من دل خجسته خصال
نیک بین اگر بقالب چاپ — نسخهٔ نست احمد آید سال

قطعهٔ تاریخ مثنوی صفدر حسین خان از اولاد ٹیپو سلطان نبیرهٔ کہ بطرز مثنوی ہالی شہر آزی نوشتہ

ریاض مضامین صفدر کو دیکھو — خزان کو نہیں جسمین کچھہ فصل اصلا
ترکیب پر اوسکے معنی تصدق — معانی ترا کیب پر دلسی شیدا
فکر سال اوسکا زردی اشارت — بہار گلستان بجنیس لکہا

قطعهٔ تاریخ طبع قصهٔ طلسم حیرت مصنفهٔ غلام رسول شوق تخلص کہ حسب فرمایش نواب اقبال الدولہ بہادر نگارش پزیرفتہ

کردن کیا مدح اوسکی ہی یہ وہ بینش فزا قصہ — کہ جسکا دیکھنا ہی سرمۂ چشم تمنا ہے
ادا اچھی معانی خوب آہنگ رسا اچھا — عبارت مین روانی وہ کہ مضمون چیستہ شیدا ہے
لکہا ہی کس امیر نامور کی حکم عالی سے — کہ اقبال سکندر سی فزون اقبال جسکا ہے
کہون گر بادشاہ وقت سنکر نام کو اوسکے — تو گویا ایک جزو اسم کہتا ہون ثنا کیا ہے
لکہون تاریخ کیا اوسکی کہ یہ قصہ نہین سالک — طلسم حیرت جاودی فکر فوق چہا ہے

قطعهٔ تاریخ وفات میان شرف الدین خطیب مسجد شہر خوشاب کہ بزیارت پیر رفتہ و در راہ وفات یافتہ بفرمایش جناب سید فضل الدین صاحب

درۂ پیر داد جان افسوس — شرف دین بہ خطیب شرف ادین
صبر را در گمان نماند نشان — ظلم کردی فلک بر اہل یقین

بہتر تاریخ انتقالش یافت | سر ہر مصرع سالک غمگین ۱۲۹۴

ایضاً

وہ خطیب یگانہ فاضل دہر | مثل جسکا کوئی جہان مین نہین
عارف و عالم و فقیہ زمان | ہادی و سالک طریق یقین
جب ہوا عازم زیارت پیر | ہوگیا داخل بہشت برین
موت اثنائے راہ مین پائی | کیون نہ کہئی اوسی نجات قرین
مٹی شہر خوشاب کی رونق | ذات اوسکی تہی باعث تزئین
فکر سال وفات مین اوسکے | کیون اوجھتا ہی سالک غمگین
ایک جہان کی زبان پہ ہی تاریخ | وای وای انتقال شرف الدین

قطعہ تاریخ تکمیل دیوان فصاحت عنوان بلبل گلزار معانی محمد سرفراز علی وصفی

عجب نقش بدیع الحیثیت آرائے | زہی کلک سخن پرداز وصفی
ز سالک جستم و سالش شنیدم | سخن سرمایۂ اعجاز وصفی

قطعہ

تہا یہ وہ جام جسکی خوبی پر | جام گیتی نما فدا صد حیف
وہ طلا کار آب زر جسکا | زر پرویز سے بہا صد حیف
وہ بلور اوسکا تہا کہ جسکو مہر | ہو کے حیران دیکھتا صد حیف
میر عالم علی کی ملک سی تہا | غم مین عالم ہی مبتلا صد حیف

اک ملازم کی ہاتھہ سی ناگاہ — فرش سنگین پہ گر پڑا صد حیف
آب شیرین مین آگئی تلخی — اب ہی پینے مین کیا مزا صد حیف
سال سالک نی یہ بدیہہ کہا — بال ۳۳ سا غر مین آگیا صد حیف ۱۲۶۱ ۱۲۹۴

قطعہ

جو احمد حسن خان ستودہ صفاتے — ز دہلی بہ بہونگرا قامت گزیدہ
قضا در پیش بود نگزشت اورا — شد از دہر رنج غریبی کشیدہ
برا اہل و عیالش کہ ہمراہ او بود — عجب آفتے در فراقش رسیدہ
ازین واقعہ چون خبر شد بدہلی — ہمی رنگ از روی ہر کس پریدہ
ز سالک شنیدم سال وفاتش — غریب الوطن روی دہلی ندیدہ ۱۲۹۸ ۱۲۹۴

قطعہ تاریخ وفات محمد عبد المجید حیدرابادی

مرگ عبد المجید سی سالک — کون ہی جو نہین ہی گریہ کنان
دن یہ کیا خوب موت کا پایا — جمعہ در روز اول شعبان
بہر تاریخ دی زمین نی صدا — شیخ عبد المجید دفن ہی یہان ۱۲۹۴

قطعہ تاریخ مثنوی مصنفہ حافظ محمد کریم بخش حقیر

مثنوی مین جناب احقر نے — کیا بہری کوٹ کربلا نعت ہے
یہ ادا ہی کہ آئینہ یارب — قصد قائل کی سہی صورت ہے
دیکھکر سلسبیل ہو پانے — یہ بیان مین جو کچھہ سلاست ہے

آب کوثر مین کب نظر آئے — اوسکی مضمون مین جو لطافت ہے
دائرے وہ ہلال ہین اوسکے — مہر کو جنسی کب طلعت ہے
معنی آبدار وہ گوہر — درشہوار جسکی قیمت ہے
چمنستان صفحہ کو دیکھا — آنکھہ مین جس ہی اک طراوت ہے
مین کروں وصف اسکی کیا سالک — مجکو ایسی کہان ملاقت ہے
بسکہ مملو ہی یہ فصاحت سے — سال ہی نسخہ فصاحت ہے
۱۲ ۹۴

قطعہ تاریخ مسجد بنا کردہ قصابان شہر احمد آباد

ہی یہ مسجد بنا قصائیون کی — جنی دیکھا اسی پسند کیا
سعی سید امیر حسین نی کی — خلد مین ایک قصر مول لیا
سال تاریخ اسکا سالک نے — مسجد بی نظیر ہے لکھا
۹۴

تاریخ وفات زوجہ میر احمد حسین صاحب بیخود تخلص

وہ اہل عصمت و عفت صدف سوس — کہ جسکی موت قوام بکسی ہے
جہان نادیدہ یون چھوڑ جہان کو — بیان یہ بخ ہو کیونکر کسی سے
کیا کاشانہ دل غم نی تاراج — بچھوڑا کچھہ متاع خرمی سے
لکھون اس واقعہ کی مین بھی تاریخ — اگر فرصت ملی کچھہ بیخودی سے

سناون حضرت بیخود کو سالک
تہی آغوش ہو مجبور جانے سے
۱۲۹۳

قطعہ

وہ عفیفہ کہ جسکے مرنی سے — دیدۂ تر بھا ہی طوفان کو
سیدہ وہ کہ جسکے ماتم مین — مین نی دیکھا ہی حور و غلمان کو
چھوڑکر خرد سال دخت و پسر — کیونکہ چھوڑا سے آے امکان کو
کم نہ تہا قصر حضرت بیخود — کہ لیا ہے ریاض رضوان کو
مہر اولاد کی نہ کچھہ بہی ہی — مرنیسی پہلی کیونکہ انسان کو
چھوڑنا تھا علاقہ دنیا کا — آہ عفت مآب دوران کو
سال اس رنج روح فرسا کا — یون ملا سالک پریشان کو
دل بخود پہ دیکھتے ہین ہم — الم و رنج و یاس و حرمان کو

۶۰۰ ۲۵۳ ۱۱ ۲۹۹

قطعہ تاریخ یافتن خطاب نواب میر غلام بابا خان لقب خانی و بہادری از سرکار اعلیٰ

ملا نواب سورت کو ہی سالک — بہت اچہا لقب خان بہادر
دبیر چرخ نی دفتر مین اپنے — لکہا ہر جا لقب خان بہادر
کہا سالک نی ہی سال اس خوشی کا — طرب افزا لقب خان بہادر

۱۲ ۹۴ ۹۵

تاریخ وفات حکیم میر علیخان

مرگ میر علیخان امروز مشتہر شد — بگرفت دہر یاران افسوس موت حاذق

دیرینہ دوست بودہ چون سالک حزین را
سال وفات او را گفتا کہ فوت حاذق

۱۲ ۹۵

قطعہ تاریخ وفات عندلیب چمنستان سخنوری محمد سرفراز علی وصفی

اوٹھہ گیا دنیا سی یارب کونسا روشن بیان — فرط غم سی کیون نظر آنے لگا عالم سیاہ
کیون ٹپکتا ہی لہو اہل جہان کی آنکھ سی — کیون ہوا جاتا ہی دل کا حال سینہ مین تباہ
اس بزرگی پر تیرا اہل ہنر سی یہ سلوک — واہ واہ ای آسمان کینہ پرور واہ واہ
زینت افزای شبستان سخن ہی جب نہین — کس طرح بیرونقی ہر گوشہ مین پای نہ راہ
آج ویران ہوگئی اقلیم معنی گستر ے — آج بستان سخن مین ہی خزان کی پانگاہ
سنکر ارباب عزا کے نالہ و فریاد کو — آسمان فرش زمین سی مانگنی کو ہی پناہ
دیکھکر مونہہ اہل ماتم کا کہا سالک نے سال — سرفراز ملک معنی وصفی مرحوم آہ
۱۲۹۵

تاریخ وفات خواجہ بدرالدین خان عرف خواجہ امان مترجم بوستان خیال

سفر زد وار فنا کرد خواجہ بدرالدین — زبان بعرض اظہار واقعہ لال است
نہ دیدہ ایست کہ از خون دل نشد رنگین — نہ سینہ ایست کہ از تیر غم نہ غربال است
چہ فتنہ خاستہ از صورت ای فلک امروز — ہمین کہ سالک غمدیدہ مضطرب حال است
دو حصہ ترجمہ گردید بوستان خیال — کہ باغ ہستیش از سیل مرگ پامال است
بپرس از من شفتہ ور قومی پرسی — نیافت خواجہ امان آہ از اجل سال است
۱۲۹۶

تاریخ طبع دیوان نواب مرزا خان داغ سوم کلان داغ

اب طبع ہوچکا ہے یہ دیوان بے نظیر — اب حشر تک مٹی گا نہ نام نفیس داغ
دل نی کہا کہ فکر مین سالک ہو کیلیے — تاریخ طبع لکھو کلام نفیس داغ

قطعہ

چھپا دیوان رنگین داغ کا جب
تو اردو ہی سے کا کہلا حال

زبان خاص دہلی کی یہی ہے
اسی پاتی ہن کب اقران و امثال

یہ خوبی دیکھکر سالک نے لکھا
کلام پاک و صاف داغ ہی سال ۱۲۹۶

تاریخ شریک کردن حسن خان باغ نو خریدرا در باغ دل افروز

خریدہ باغ دیگر چون حسن خان
نمودہ شامل باغ دل افروز

بگفتا سال او رنگین نوائے
مضاعف شد بہار دولت امروز ۱۲۹۶

تاریخ وفات مرزا محی الدین بیگ

میرزا صاحب نے جب پای وفات
پانچ دن کم تھے سہ شوال مین

ڈھانپ کر مونہہ روتی ہین احباب یون
داغ کہا یا ہی یہ ابکی سال مین ۱۲۹۶

قطعہ تاریخ تسمیہ خوانی سعادتمند ازلی سید سرفراز علی فرزند ارجمند سید عبد الحق

کہ در ماہ جمادی الاخری رو دادہ

یہ تقریب ہمایون ہے وہ تقریب
کہ وابستہ ہے جس سی شادمانے

بہر اجوش مسرت سے دل ایسا
کہ ہے سینہ مین مشکل جای پانے

پہنچن کیونکر نہ دامن سا لوگنے
زر ایثار نے کے ہے گرانے

عطا کر پور عبد الحق کو یارب
جہان کے علم و فن مین نکتہ دانے

سرور دایمے سے شادمان رکھہ
خضر کی دے زندگانے

فلاطون فطرتے بخت سکندر — شکوہ خاص وعیش جاودانے
لکہا سالک نی وسط سال مین سال — نشاط افزا ہو بسم اللہ خوانے
۱۲۹۶

قطعہ

نکو منزلت میر عبد الجلیل — زحق یافت پور یکہ باشد نکو
نوشیم تاریخ میلاد سالک — نبل پدر دیا ماند او
۱۲۹۶

قطعہ

کس محب یگانہ کا ماتم — آج برپا ہے زیر چرخ برین
سالک اس واقعہ کی لکہہ تاریخ — رنج دلسوز مرگ شرف الدین
۹۶

قطعہ

ای چرخ روا نبود بیداد چنین — یکبار نمودہ دلم را غمگین
دیروز زبیر نظر ما میگشت — امروز بخاک رفت شرف الدین
۶۷۵ ۶۲۱

قطعہ

ہی کسکی بزم عقد کا یارب جہان مین نقیض — عیش ونشاط کو ہی وفور اہکی سال مین
اہل سرور کو ہے فراوانی سرور — افسردہ دل ہی ست ہوی اپنی حال مین
جمشید کا نہ جشن نہ پرویز کی ہے بزم — آتی نہین مثال بہی کوئی خیال مین
ہوتی ہے جو جہان کو خوشی کیا عجب ہو — پیدا اسی زمانہ عشرت مآل مین
۱۵۹
کیا لکہی سال سالک دلدادہ خود نہین — بزم نکاح اتلف احسان خصال مین
۱۲۹۶ ۱۴۵۵

قطعہ

ہاتف خوش خصال را نازم — خلق عاشق بود بر افعالش
سالک اظہار عجز چون نکند — در صفاتش زبان بود لالش
یارب از چشم بد بود محفوظ — فرق حساد باد پامالش
ہمچنین عیش عقد دائم باد — نہ پزیرد تغیری حالش
از سمیعش کہ ہاتف غیبی ست — عشرت دلفریب شد سالش
۹۶ ۱۲

جناب ہاتف عالی نسب نے — قطعہ — نشاط جاوید ان عقد پائی
کہا سالک نے سال اس کی — مبارک فرح افزا کد ذائی
۹۶ ۱۲

قطعہ

آج دنیا مین نہین ہی کوئی — زہد و تقوی مین جواب ہاتف
عقد مین ہی تو کیا ترک رسوم — رہگیا یون ہی ثواب ہاتف
سال ہی اسکا لکہا سالک نے — شرعی عقد جناب ہاتف
۹۶ ۱۲

قطعہ تاریخ وفات مولوی غلام امام شہید تخلص

وہ جناب غلام امام کہ جو — دل سی تہا واصف رسول مجید
نثر اوسکی کہ غیرت نثرے — نظم اوسکی کہ دیدہی نہ شنید
آج دنیا سی اوٹہہ گیا صد حیف — اب کہان اسطرحکی فرد فرید
سال اس رنج روح فرسا کا — رو کے لکہتا ہی سالک نومید

آہ ارباب درد پرطاری ۱۴۱۴ پھر ہوا ماتم امام شہید ۱۲۹۶

قطعہ

تصویر کچھی ہی کیا ہی تصویر بہزاد کے نقش پر ہی سکا
تمثال شریف بیگ کی ہی تصویر شریف سال لکھا ۱۲۹۶

قطعہ

ترقی پیدل وحضرت زکی را بود دبہ نشاط وعشرت امروز
ترقی خواہ سالک بود گفتا مضاعف شد بہار دولت امروز ۱۲۹۶

قطعہ تاریخ تعمیر مکان عبدالرحمن خانصاحب کوتوال چھاونی سکندرآباد

زہی تعمیر خان عبدرحمن دوتا تاریخ این حجور ق نشان است
یکی سالک تعالی اللہ تعمیر دگر کاشانۂ رحمت رسان است ۱۲۹۷

قطعہ

این منزل دلپزیر را سال ازسالک ہرزہ یافت انجام
آغاز بنا بقصر خوش گشت برکاخ نکوتر آمد اتمام ۱۲۹۷

قطعہ

سالک این خوش بنا عمارت را بنگر واسمان اساس بگو
سال تعمیر اگر کسے پرسد خانہ بوستان اساس بگو ۱۲۹۷

قطعۂ تاریخ کدخدائی محمد عبدالوارث خان خلف الصدق فیض محمد خان مرحوم

جشن فرخندۂ این عقد مبارک باشد — انبساط و طرب و عیش ابد ارزانے
ہم دعا باشد و ہم سال کہ گفتم سالک — خلف الصدق بہ نوشاہ بود ارزانے

۱۲۹۷

قطعہ

تعالے اللہ بزم عقد والا — مبارک انبساط جاودانے
چہ میخواہے ز سالک سال آنرا — بہار کتخدائے جلوہ دانے

۱۲۹۷

قطعہ

یافت ازآقائے خود تشریف عقد — خان عبدالوارث والاتبار
گفت سالک بی حساب و بی سوال — سال عقد او ز نام او برار

۱۲۹۷

قطعہ

روشنی بزم عقد والا کی — جس سی خورشید کی خیرہ نگاہ
کیون نہو شور جذبہ پیدا — کیون لبون پر نہو تعالی اللہ
حسن نوشاہ اور جمال عروس — وہ اگر مہر ہے تو یہ ہے ماہ
سال سالک نی یون کہا اسکا — زہرہ و مشتری ہم ہین واہ

۱۲۹۷

قطعہ

رمضان مین جو کوئی کہتا ہی — آپ کیون میری گہر نہین آتے
کیا کہین آج کل کی منی سے — سیر ہوتے نظر نہین آتے

مخمس بر غزل حافظ شیراز علیہ الرحمۃ

لازم است کہ از وقت نہ غافل باشے
جہد کن جہد بعیش خود و عاجل باشی
تا بکے در غم و اندیشۂ باطل باشے
نو بہار است دران کوش کہ خوشدل باشی
کہ بسی گل دمد از خاک و تو در گل باشے

یہ وہ دن ہین کہ بجز عیش کسیکو نہین ہوش
طبع انسان تو کیا ہی در و دیوار کو جوش
عندلیبان چمن کرتی ہین ہر سمت خروش
من نگویم کہ کنون با کہ نشین و چہ بنوش
کہ تو خود دانی اگر زیرک و عاقل باشے

جسکی خاطر مین ذرا سا بھی اگر ہی انصاف
میری گفتار کو ہرگز وہ سمجھتا نہین لاف
تو سنی یا نہ سنی مین تو کہونگا یہ ہی صاف
نقد عمرت ببر و غصۂ دنیا بگزاف
گر شب و روز درین قصۂ مشکل باشے

فکر دنیا نی تیری ہوش اوڑائی یکدست
ہست کو نیست سمجھتا ہی تو اور نیست کو ہست
زہی چشم بصیرت تجھے ای دہر پرست
در چمن ہر ورقی صورت حال دگر است
حیف باشد کہ ز کار ہمہ غافل باشے

مدتون تیری طرح ہمنی بھی ڈھونڈھا در دوست
جس سی پوچھا یہ کہا اونسی کہ کیسا در دوست
عاقبت بیٹھ رہی جبکہ نپایا در دوست
گرچہ راہست پر از بیم ز ما تا در دوست
رفتن آسان تو ار واقف منزل باشے

کوششین حضرت سالک نی بھی کی مین بیحد
کسی تدبیر سے لیکن نہ بر آیا مقصد

نہ ملی قسمت و تقدیر سے اونکو تو مدد | حافظا گر مدد از بخت بلندت باشد

صید آن شاہ مطبوع شمائل باشے

مخمس بر غزل مرزا قلی میلی

کنم سپاس عیادت مرا طلاقت نیست | بگفت و گوی نہم گوش آن سماعت نیست
زمان نزع رسیدست لطف صحبت نیست | کسی بدیدن من گو میا کہ نسبت نیست

مرا بحال حنین دیدن از مروت نیست

عنایتین وہ تیری کیا ہوئین جو مجھپر تھین | عدو سی وصل کا وعدہ کیا ہی تو نی کہین
یہ حال اور یہ خصومت کچھہ اسکی شرم نہین | کیونکہ جان بلب آمد مرا دے نے شین

مرد کہ وقت چنین فتن از مروت نیست

بھرے ہین دل مین خدا جانی مدعا کیا کیا | بڑھا ہوا ہے بہت اشتیاق کہنے کا
اب اتفاق سے تو آگیا تو سنتا جا | بغایتی ہوس گفت و گوی ہست مرا

کہ تاب خامشیم باوجود حیرت نیست

یہ رعب حسن کی تیری ہی فتنہ گر خوبی | کہ بات دل کی نہ آئی میری زبان پہ کبھی
کبھی نہ اور کسی سی تجھی سی کہنے تھی | زبیوفای خود گرچہ شرمسارنئی

ہنوز با تو مرا جرات شکایت نیست

ہوی ہین شک کی سالک آپر فتین بیحد | وہ جانتا ہی سب اوسکی رموز نیک و بد
سوای اوسکی تماشی سی کسکو ہی مقصد | تو بار قیدے و میلی تنا نے فلے دارد

تغافل فلک کہ کم از صد نگاہ حسرت نیست

مخمس بر غزل جناب استادی نجم الدولہ دبیر الملک مرزا اسد اللہ خان غالب نظام جنگ

مین کون ہون جو یہ کہون مجھسے نباہ ہو
ہو جسپہ لطف اوسپہ کرم کی نگاہ ہو
ملیے اوسی سی آپکا جو نیک خواہ ہو
تم جانو تمکو غیر سے گر رسم و راہ ہو
مجھکو بھی پوچھتے رہو تو کیا گناہ ہو

کہتا نہین ہی خوف سی کچھ کوی آپکے
پر ما جرائے قتل مرا سب ہین جانتے
کیا ہے جو دار و گیر سے دنیا مین بچ گئے
بچتے نہین مواخذۂ روز حشر سے
قاتل اگر رقیب ہے تو تم گواہ ہو

ان بدگمانیون کی نہ حد ہی نہ کچھ شمار
دیکھی کوئی نہین یہ نہایت ہی ناگوار
اس شکسی اوٹھاو نگاہ صد ہزار باز
اوبہرا ہوا نقاب مین ہی اوکی ایک تار
مرتا ہون مین کہ یہ نہ کسیکے نگاہ ہو

باتین جو کر رہی ہو یہ دور از قیاس ہین
دعوی جو کر رہی ہو دلیلین بھی پاس ہین
کیا وہ کسیکے مرجع امید و یاس ہین
کیا وہ بھی بیگانہ کش و حق ناشناس ہین
مانا کہ تم بشر نہین خورشید و ماہ ہو

دل ہی نہین بجا تو بہراب کیا جگہ کی قید
چھوٹے بس آشنا تو بہراب کیا جگہ کی قید
سب سے ہوا جدا تو بہراب کیا جگہ کی قید
جب میکدہ چھٹا تو بہراب کیا جگہ کی قید
مسجد ہو مدرسہ ہو کوی خانقاہ ہو

تقریر زاہد و زکی سمجھتی ہین کب درست
ہر ایک جہان کہنی لگا سکتے جب درست

اس اجتہاد پر یہ یقین کیون ہو اب درست
سنتے ہین جو بہشت کی تعریف سب درست

لیکن خدا کرے وہ تیرا جلوہ گاہ ہو

غر قاب سطح خاک اگر ہو تو ڈر نہین
گر جائے آسمان ہی تو اتنا خطر نہین

حاجت کسی کی دیر مین سالک اگر نہین
غالب ہی گر نہو تو کچھ ایسا ضرر نہین

دنیا ہو یا رب اور میرا بادشاہ ہو

ایضاً

طالع نہ مہر ہی نہ اذان زیب گوش ہے
نی طائرون کو زمزمہ سنجی کا ہوش ہے

آغاز صبح کا ہے نہ پیدا خروش ہے
ظلمت کدہ مین اپنی شب غم کا جوش ہے

ایک شمع ہی دلیل سحر سو خموش ہی

لکنت زبان مین چہرہ پہ پسینی سی آب آب
بند قبا کھلے ہوی اولٹا ہوا نقاب

بی باکیان ہین اوتنی ہی جتنا تہا انقلاب
می نی کیا ہی حسن خود آرا کو نی حجاب

ای شوق ہان اجازت تسلیم ہوش ہے

آلات یکسی نہین جو ہو غم شکست
نی محتسب کا ڈر کہ رہی فکر بند و بست

ہم ہر جگہہ ہین بنظر و خوف می پرست
دیدار بادہ حوصلہ ساقی نگاہ مست

بزم خیال میکدہ بیخروش ہے

سنتا ہی کون کس سی کہون جا کی اپنا حال
کٹتے ہین رنج و غم مین شب و روز و ماہ و سال

کہیئے تو کس طرح سی ہو زندگی وبال — نے مژدۂ وصال نہ نظارۂ جمال
مدت ہوئی کہ آشتیٔ چشم و گوش ہے

چلتی ہو وہ ہی راہ کہ جو کچھ ہو بنای دل — ق — کرتے ہو وہ ہی کام کہ جو من ضای دل
آگاہ ہو کہ حرص و ہوس ہی بنای دل — ای تازہ واردان بساط ہوای دل
زنہار اگر تمہیں ہوس نادنوش ہے

کیوں راہ راست چھوڑ کی گم کردہ راہ ہو — سنبھلو ذرا نہ میری طرح سی تباہ ہو
پوچھو اگر تمہارا کوئی نیک خواہ ہو — دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو
میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہے

ایک عمر تک نگاہ بدو نیک پر نہ کی — گویا تہی ایک چادر غفلت پڑی ہوئی
آخر کو ہوش آے تو آیا نظر یہی — ساقی بجلوہ دشمن ایمان و آگہی
مطرب بنغمہ رہزن تمکین و ہوش ہے

رکھتا تہا دلکشی کا اثر گوشۂ بساط — تہا غیرت بہار مگر گوشۂ بساط
سمجھی ہوی تہی باغ نظر گوشۂ بساط — یا شبکو دیکھتے تہی کہ ہر گوشۂ بساط
دامان باغبان و کف گلفروش ہے

یکسو صلاے بادہ و یکسو نوای چنگ — وہ جلوہ ہای دلکش و وہ نغمہای چنگ
دل مین ہوس شراب کی سر مین ہوای چنگ — لطف خرام ساقی و ذوق صدای چنگ
یہ جنت نگاہ وہ فردوس گوش ہے

کیا پوچھتے ہو لطف اومیا جو بزم مین
وہ رنگ تھا کہ بار نہ تھا غم کو بزم مین

ہی رات ہی کی بات کہ دیکھا دو بزم مین
یا صبحدم جو دیکھیے آکر تو بزم مین

نی وہ سرور و سور نہ جوش و خروش ہے

نی دور جام ہی نہ وہ ساقی نہ وہ خوشی
افسردہ اہل بزم ہین بیزار زندگی

اب کس سی پوچھیے کہ ہوئی کیا یہ برہمی
داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی

ایک شمع رہ گئی ہی سو وہ بھی خموش ہے

تعریف اس غزل کی ہمارے مقال مین
گویا کہ اب خضر ہے جام سفال مین

سالک کہے پہا نہ ہو گرانی حال مین
آتی ہین غیب سی یہ مضامین خیال مین

غالب صریر خامہ نوای سروش ہے

مخمس بر غزل جناب اوستادی حکیم محمد مومن خانصاحب مومن

آشوب رستخیز کا کدم گمان نہین
کسکے لبون پہ الحذر والامان نہین

کسکی زبان پہ نالہ آتش فشان نہین
آہ فلک فگن تری غم سی کہان نہین

جو فتنہ خیز اب ہی زمین و آسمان نہین

ڈالی ہی ضبط نالہ و شور و فغان کی خو
خون شب کو روی جس ہی چھپا ذکو رنگ رو

کس سے کہون جدائی افشای راز کو
کہنا پڑا مجھے پئے الزام پند گو

وہ ماجرا جو لائق شرح و بیان نہین

چاہون کوی امید تو حرمان بھی ملے
مانگون دعاے وصل تو دون ہجر کا بڑہے

انجام نیک کی مجھی امید کیا رہے
ڈرتا ہون آسمان سی بجلی نہ گر پڑے
صیاد کی نگاہ سوے آسمان نہین

عیاریون مین تو نہین رکھنا کوی مثال
کیونکر فریب کا نہو ہر بات مین خیال
برآے تجھسے کام دل اپنا یہ ہی محال
اظہار دوستی کی خوشی کیا شب وصال
دشمن سے سن چکا ہون کہ تو مہربان نہین

رہتے ہین کب کسے ہوش تمکین یکجا بجا
تم مجھسے ہمکلام ہو یہ سب سے ہے سوا
کیا جانے میری دل مین ہی کیا کچھ بھرا ہوا
پیش عدو سمجھ کے ذرا حال پوچھنا
قابو مین دل نہین میرے بس مین زبان نہین

کہتے نہین تو کیا نہین معلوم حال غیر
آجاو یہان کہی تو نہ جاے خیال غیر
تم ہی کہو کہ چاہتے ہو تم ملال غیر
اسکو بھی جانتا ہون فریب وصال غیر
تمکو عشق یقین ہی کہ مین بدگمان نہین

مغموم غم سے ہون نہ خوشی کا امیدوار
خواہش نہ وصل کی ہی نہ دوری سی بیقرار
سمجھا ہوا ہون ہیچ زمانیکے کاروبار
استغنے سبک نظر مین ہین اوضاع روزگار
دنیا کے حسرتین میری دلپر گران نہین

آفت اشارتون کو نگہ کو بلا کہون
یہ لطف ظاہری نہین قہر خدا کہون
مجھسے ہی پوچھلی تو ابھی مدعا کہون
باتین وہ تیری ہوش رہین کہ کیا کہون
جو کوی راز دان ہے میرا راز دان نہین

بیٹھا نہ لاغری سے کبھی تھک کے عمر بھر
کب ضعیف تجکو مانع رفتار رہتا مگر

آواز پر نہ کان نہ دروازے پر نظر
نومید کیے جواب ہی کیون آنی شوق پر

یہ کیا ہوا کہ مین پس قاصد روان نہین

اس رنج انتظار سی کب تک ہون مکمل
وہ وعدہ وصال گیے یہانسی حال کی ہون

اتیوا جل ہی آے تو دل سی مجھی قبول
بیصرفہ جانکنی کا میری کچھہ تو ہو حصول

محنت کسیکے آج ملک رایگان نہین

ہوتی خطا امید وفا پر تمام عمر
سہتے جفا امید وفا پر تمام عمر

مرتے سوا امید وفا پر تمام عمر
کرتے وفا امید وفا پر تمام عمر

پر کیا کرین کہ اونکو سر امتحان نہین

بیفایدہ ہے شکوہ کسیکا جو مین کرون
بیزار بیقراری دل سی عبث رہون

مین اپنے بسمل اشک کو غماز کیون کہون
مین اپنے چشم شوق کو الزام خاک دون

تیری نگاہ شرم سی کیا کچھہ عیان نہین

سبکے کسیطرح یہ نہین وہ معاملہ
تم بھی جو درمیان ہو تو ہو نیٔ فیصلہ

مدت سے ہمدگر ہے عداوت نہین گلہ
فطری ہے پیر چرخ سی اپنا مقابلہ

طفلی سے مجکو حسرت بخت جوان نہین

اعجاز عیسوی ہے تیری چال مین بھرا
مین کیا کہ مجھسے لاکھہ کو ایکدم مین دی جلا

پوچھی نہ زندگی مین میری بات بھی ذرا
مین جانتا ہون نعش پر آیگا مدعا

آسودگی پسند تیری شوخیان نہین

ای رہروان بادیۂ جستجو سنو
ہان پھونک پھونک کر قدم اس راہ مین دھرو
گر لاکھہ حشر ہون تو یہ ہوتا نہین فرو
گزرے ہین میری قبر پہ غیرون کی ساتھہ دو

فتنہ اوٹھا ہے گرد پس کارواں نہین

ہین لب پہ نالہای پے ہم شب فراق
اشکون کے بدلے آنکھون مین ہی دم شب فراق
محشر کے روز سے نہین کچھہ کم شب فراق
لگ جای شاید آنکھہ کوئی دم شب فراق

ناصح ہے کولے اوگرا فسانہ خواں نہین

امید تھی کہ چین ملیگا پس فنا
لیکن ملا نہ خاک بھی گو خاک مین ملا
افسوس قبر کیا کہ نشان تک نہین رہا
ہر ذرہ میری خاک کا برباد ہو چکا

پس اے خرام ناز کہ تاب و توان نہین

کہہ جاے راز دل مجھی یہ مٹ گیا ہی خوف
عاشق کہلا ہوا ہون تیرا کیا رہا ہی خوف
اس فرط ضعف سی مجھی یہ آپڑا ہی خوف
نالے کے ساتھہ دم کے نکلجانیکا ہی خوف

پر کیا کرون کہ طاقت ضبط فغان نہین

سالک سی سن چکا ہون مجھی اعتماد ہے
تو بھی یقین جان اگر اعتقاد ہے
اب کیا ظہور حشر مین عرصہ زیاد ہے
اوس بت کی ابتداے جوانی مراد ہے

مومن کچھہ اور فتنۂ آخر زمان نہین

مخمس بر غزل شیخ ابراہیم ذوق المخاطب خاقانی ہند

کیون پس گئی ہین ہای پشیمانیون مین ہم
کیون اسقدر سبک ہین گرانجانیون مین ہم
کسکا گلہ اسیر ہین نادانیون مین ہم
پابند جون دخان ہین پریشانیون مین ہم
یارب ہین کسکی زلف کی زندانیون مین ہم

پہر آگئی بہار گلستان کو ہو نوید
پہر ہے گلے مین بوجہہ گریبان کو ہو نوید
پہر زمزمون کی بلبل نالان کو ہو نوید
پاکوبیون کو مژدہ ہو زندان کو ہو نوید
پہر ہین جنون کی سلسلہ جنبانیون مین ہم

ای رشک مہر و ماہ کو نسبت ہی تجھسی کیا
ہی وصف تیری چہرہ کا والشمس والضحے
قران کی قسم ہے یہ کہتی ہین ہم بجا
ہو وہ عزیز سورۂ یوسف سی ہی سوا
رکہدین تیری شبیہ جو کنعانیون مین ہم

ہی کونسی جگہہ دل اندوہگین پناہ
فی آسمان سی امن مذیوی زمین پناہ
سچ ہی کہ خونگرفتہ کو ملتی نہین پناہ
پای نہ تیغ عشق سی ہمنے کہین پناہ
قرب حرم مین بہی ہین تو قربانیون مین ہم

آزار دین کسیکو یہ ہمکو نہین قبول
سبہا ہوا ہی جہین تو کیا اپنی بوالفضول
عظمت پر اپنی اسقدر ای آسمان نہ پہول
دوزخ بہی جای نعرۂ ہل من مزید ہول
لائین گر آہ کو شرر افشانیون مین ہم

بیٹہے ہوے ہین ضبط کئی جیکا مدعا
سینہ ہمارا ایک خزینہ ہی راز کا

ہی لب پر اپنی قفل خموشی لگا ہوا
مطلب سی اپنے کون سی آگاہ خبر خدا

جون خط سرنوشت ہین پیشانیون مین ہم

پیش نظر فنا ہی نا امید ہے نہ بیم
کچھہ بھی نہین رہیگا بجز خالق کریم
کیفیت جہان کہین کیا تجھسے امی ہیم
کیا جانین ہم زمانیکو حادث ہی یا قدیم

کچھہ ہو بلا سی اپنی کہ ہین فانیون مین ہم

کیون مر گئے نہ ہم خلش اضطرار سے
کیون جل گئی نہ ہم نفس شعلہ بار سے
کیون چھٹ گئی نہ زندگی مستعار سے
کیون جیکے ہجر مین ہوی شرمندہ یار سے

اب مر رہے ہین اوسکی پشیمانیون مین ہم

مضمر ہین ہم زبان مین تقریر کی طرح
پوشیدہ آہ و نالہ ہین تاثیر کی طرح
پنہان ہین صوت نغمہ مین تحریر کی طرح
زنجیر مین ہی نالہ زنجیر کی طرح

جوشش جنون سی رہتی ہین جولانیون مین ہم

سینہ مین ضبط نالہ و فریاد گر نہو
غم سے گرفتہ خاطر ناشاد گر نہو
خوف جفا و دہشت بیداد گر نہو
بیم کدورت دل صیاد گر نہو

کیا کیا اڑا ئین خاک پر افشانیون مین ہم

ہی لاغری مین حضرت سالک پہ ہمکو شوق
ایک بے جہہ ہی گلی مین گریبان نباہی طوق
طاقت نہین کہ کیجئے درمان جوش شوق
جاسکتی صف سی نہین کوچہ اوسکی ذوق

بہ جائین کاش گریہ کی طغیانیون مین ہم

مخمس در بیان تب سوء خوس که تمامی اطراف هند و عرب را مستولی شده بطرز ترجیع مصرع

تاریخی و بیان واقعی تپ زدگان

شدت تب سی زمانہ ہی تباہ — لاغری مین ننگئی مین شل کاہ
دو قدم چلنا ہی سو منزل کی راہ — بعد صحت بہی ہی لب پر گاہ گاہ

جانگزا بودہ تب سوء خوس آہ

تین دن آیا ہی جسکو یہ بخار — موت سی ہو گیا ہی وہ دوچار
چین شب کو ہی دن کو ہی قرار — کہہ رہا ہی سوچ کر انجام کار

جانگزا بودہ تب سوء خوس آہ

تین دن کی بعد اگر باقی رہا — پیر تو مدت کو بنا یہ بدلا
شدت تین یہ کین کہ جاں کو گیا — کیون نہ ہر انسان پکاری ہر بلا

جانگزا بودہ تب سوء خوس آہ

سرخ چہرہ ہی بدن پر مین ہو ر — درد سی اعضا مین ساری چور چور
خود پسندی کی ہی بدبو سی نفور — پاس والی کہہ کی ہا گی دور دور

جانگزا بودہ تب سوء خوس آہ

ہی فساد خو نسی جدہ کی خیال — ہی کسنی کا ہی کچہہ کچہہ احتمال
کثرت او ہام سی جینا محال — اکثرون کی لب پہ ہی یہ ہی مقال

جانگزا بودہ تب سوء خوس آہ

کوئی کہتا ہی دباو فرق و دوش
کوئی غش ہی مجھے لپٹی ہی خموش
بند ہی گویائی اور کر ہی گوش
اور آتا ہی تو یہ کہنی کا ہوش

جانگزا بودہ تپ سوزنوخس آہ

چارہ گر کی پاس گر رنجور جائے
بہر تسکین تا کوئی تبر مدلائے
حال یہ بیچارہ کہنی بھی نہ پائے
چارہ گر رو کر یہ پہلی کہہ سنائے

جانگزا بودہ تپ سوزنوخس آہ

اتفاقاً گر طبیب اچھا ملا
اور نسخہ بھی کوئی اوسنی دیا
پیتی ہی نسخہ کی یہ عالم ہوا
شدت تپ سی بھی کہنا پڑا

جانگزا بودہ تپ سوزنوخس آہ

گر ضماداً درد کی کچھ کی دوا
درد کی شدت سی سوجھی دست و پا
اور اے جان پر تازہ بلا
جسنی پوچھا حال اوس سی یہ کہا

جانگزا بودہ تپ سوزنوخس آہ

دست و پا پھولی پھر ایسی سوجھکر
نی دعا ہی نی تلاش چارہ گر
کرب و بیتابی بڑھی ہی اسقدر
زندگی ہی آج کل سی تلخ تر

جانگزا بودہ تپ سوزنوخس آہ

ہستی ہستی کوئی ناگہ رو دیا
چلتی چلتی راہ مین کوئی گرا
اوٹھتی اوٹھتی کوئی بیٹھا رہگیا
بات کرتی کرتی کوئی کہہ اوٹھا

جانگزا بودہ تپ سے نوحس آہ

موت کا آنا ہی برحق ایکبار
بچ نہین سکتا ہی انسان زنہار
لیکن اوس سی کم نہین کچھہ یہ بیمار
بلکہ آتا ہی اسی سی اعتبار

جانگزا بودہ تپ سے نوحس آہ

ناتوانی کا جہان مین زور ہے
پیلتن ہی ہی تو شکل مور ہے
ایک جہان پابند فکر گور ہے
جسطرف دیکھو ادہر یہ شور ہے

جانگزا بودہ تپ سے نوحس آہ

ہند ہی پر کچھہ نہین ہی منحصر
یہ بلا نازل ہی روم و شام پر
اسنی گہرا ہی جہانکو سر بسر
ہر جگہہ سی آی ہی یہ ہی خبر

جانگزا بودہ تپ سے نوحس آہ

تپ سی خلقت ہی گرفتار ملال
ضعف سے بیش ہوا لب کو کیا مجال
ہوش کسکو جو بتای اسکا حال
کہہ رہا ہی سالک شوریدہ حال

جانگزا بودہ تپ سے نوحس آہ

مثلث بر غزل میرزا علی قلی سلیم

ان رفت کہ در کوی تو جامی طلبیدم
آن رفت کہ وصلت بدعا مسطلبیدم
در ہجر تو دوری بخدا می طلبیدم
اب مین ہی نہ وہ ہون نہ وہ میرا دل مخزون
آن رفت کہ در خیل غزالان من مجنون

چشم از همه پوشیده ترا می طلبیدم

اب پھیرتے کیون ہو نرا ہا منبط فغان کا
آن رفت کہ افسردگی بلہوسان را

از گرمے بازار جفا می طلبیدم

اب راز تیری سب نے سنی میری زبانی
ان رفت کہ از بھر سخنہای نہانے

در بزم بہ بھلوی تو جا می طلبیدم

سالک کیطرح دل سی مٹا اپنی ہی سودا
آن رفت پرس تو چہ میلی دل خود را

در سلسلۂ زلف دوتا می طلبیدم

مسدس

جہان مین شہر مین تھی جہان آباد
بس اون بلاد مین تھا منتخب جہان آباد

خراب ہو کی نپوچھو ہوا کھان آباد
مگر عدم کو کیا اونسے گلستان آباد

فلک نی کس سی کہون کیون مٹا دیا اسکو
ارم کا جوڑ سمجھکر اوٹھا لیا اوسکو

زمین پست یہانکی تھی آسمان منظر
ہر ایک ذرہ یہانکا تھا مہر کے ہمسر

یہان کی خاک تھی اکسیر سی یہی کچھ بہتر
یہان کی آب مین آب حیات کا تھا اثر

نسیم خلد سے بہتر سموم تھی یہان کی
یہ وہ چمن ہی کہ دنیا مین دھوم تھی یہان کی

ہر ایک مکان یہانکا تھا ایک مکان سرور
ہر ایک کوچہ یہانکا تھا ایک جہان سرور

ہر ایک مکان یہان کی تہی ایک کاخ دور
عرضکہ شہر نہ تھا تہا یہ ایک کان سرور

جدہر کو دیکھیے آواز بربط و نی ہے
نجانتا تھا کوی رنج و غم کو کیا شی ہے

یہ شہر کیلئے برباد ہو گیا یارب
لگی کسیکی یہ کیا ایسی بددعا یارب

یہان کی لوگون سی کیا ہو گئی خطا یارب
ہوی ہین کیلئے یہ مورد جفا یارب

غرض تہی غدر سی ہو دین گناہگار ثقات
وگرنہ ہوتی نہ ہرگز سزای دار ثقات

چلی تہی دہر مین گویا ہوا یہ چوبائے
کہ فوج باغیہ چاردان طرف سی یہان آئے

تمام شہر کی خوب اکی خاک اوڑوائے
یہ بادتند تہی خاشاک کی تمنائے

رہی نہ خاک بہی امن و امان کی صورت آہ
کچہہ اور ہو گیی ساری جہان کی صورت آہ

یہ انقلاب ہی یا ہی قیامت صغرا
کوئی نہین ہی کہ جسکے رہی ہون ہوش بجا

ہوی ہی آدمی کی شکل شہر مین عنقا
بنا ہی ہو کا مکان بس ہر ایک گلی کو جا

ہوی ہین لوگ یہان کی کہان کہان آباد
ہر ایک گانو بنا ہے مگر جہان آباد

کسیکے لب پہ ہی نالہ کسیکی چشم ہے تر
کسیکا چاک گریبان ہی اور کوئی مضطر

کسیکا ہاتہہ ہی دلپر کوی ہی تہامے جگر
غرض کہ رنج سی خالی نہین ہی کوئی بشر

بجای زمزمہ ہر جای شیون غم ہے
محل عیش تھا یا اب سرای ماتم ہے

مکان شکستہ ہین مانند خاطر مایوس
اوجاڑ کوچی لسان دل الم مانوس
وہ شکل ہی نرہی شہر ہوگیا معکوس
ستم کیا فلک بدشعار نے افسوس

یہ وہ جگہہ ہی جس دیکھنی کو خلقت ائے
اور اب جو دور سی دیکھے کوئی تو عبرت ائے

سمجھہ کی اپنا ٹھکانا گئی جہان ہم لوگ
ذلیل یہان سی زیادہ ہوئی ہان ہم لوگ
نبی ہین طایر گم گشتہ اشیان ہم لوگ
پھری ہین من کی طالب کہان کہان لوگ

زمین ہوگئی دشمن نہ پای جای ثبات
ٹھہرگیا نہ کسی جای اپنا پای ثبات

وہ لوگ کہایئے جنکی نشاط کی قسمین
پڑے ہین طالع ناسازگار کے بسمین
محل مین رتی تہی یا اب پڑی ہین محبسمین
نہ تاب دل مین نہ طاقت ہی جان بیکس مین

جو تشنہ لب ہون تو اب دم سنان موجود
جو گرسنہ ہون تو کہانیکو گوسپان موجود

وہ جنکی طبع کہ آسودگی پہ مایل ہے
پیادہ کیونکہ چلین ناقہ ہی نہ محمل ہے
اوٹہا مین ایک قدم بہی اگر تو مشکل ہے
قدم کہی کہ ٹہر جاوہین ہی منزل ہے

سرون پہ بوجہہ ہی گٹہر لگا کر کہڑاتی ہین

بس اپنی جی کی طرح ٹہہ ٹہہ جاتے ہین

گلہون مین پردہ نشینون کا حال کیا ہی ہی
بیان مجہسی ہو کیونکر یہ ماجرا ہی ہی

نہ در سے نکلی ہو جبکی کبہی صدا ہی ہی
نکل کے گہر سی چلی ہین پیادہ پا ہی ہی

کبہی جو غصہ مین ہی جامہ سی نہ باہر ہون
غضب ہی یہ کہ وہ یون بی رداوچادر ہون

ہجوم مسجد جامع کا کیا کرون اظہار
صف ملایکہ ہوتی جہان نماز گزار

ہر ایک صف مین نر تہا مصلیونکا شمار
اب اوسکو دور سی ہی دیکہنا ہوا دشوار

نماز ہی نہ اذان ہی نہ کوی جاتا ہے
جب اوسکو دیکہئے خالی توجی بہر آتا ہے

وہ اوسکی گرد کے بازار اور وہ زینت
ہجوم خلق سی ہر روز ایک نئی صورت

کہ جبکی دیکہنے سی طبع کو ہو ایک فرحت
یہان سی جای کسی سیر مین تو ہو نفرت

الہی کیا ہوی اجناس رنگ رنگ کی دہر
پڑی ہوی ہین گل و خشت و چوب و سنگ کی دہر

دراز دستی دہاتیان بد انجام
خدا دکہای نہ صورت کبہی سنای نام

کسی طرح سی سمجہہ مین نہ آی جنکا کلام
گریز پا جو نکل کر گئے لٹی وہ تمام

لٹا لباس تمام آرد بہی ہان کہوئے
گرہ مین کچہہ بہی نہ نکلا تو نقد جان کہوئی

بچاؤ جانکی اس جان کی محبت مین
سگئے جو مضطر بانہ کسی دیاست مین

تو گیر و دار سے آی دہان بھی آفت مین
یہان سی اور زیادہ پھنسی مصیبت مین

جو نقد کچھہ ہے تو مجرے کے قرضدار بنے
وگرنہ بیگنی مین گناہگار بنے

یہ حال دیکھہ کی سالک اوٹھی جو میری ہوش
بسان صورت دیوار رہگیا خاموش

ہجوم فکر سے خون دل مین مارتا تھا جوش
کہ اتنی مین تق غیب سی بجوش و خروش

رسید مژدہ کہ ایام غم نخواہد ماند
چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند

واسوخت

کورہ آنکھہ جو مد نظر عشق نہین
سنگ بہتر ہی جو دل مین اثر عشق نہین

خاک وہ گہر ہے کہ جبین گزر عشق نہین
بار گردن ہی وہ سر جسمین سر عشق نہین

سینہ کس کام کا جو داغ تمنا سے اسکا
کیون جگر کہیے جو صدمہ نہ اوٹھای اسکا

گر نہو عشق تو انسان کو فضیلت کیون ہو
ایک مخلوق خدا یہی ہی عظمت کیون ہو

نظر حق مگر کثرت و وحدت کیون ہو
اسقدر پیکر خاکی کی حقیقت کیون ہو

معجزہ سنکے یہ انسان مین جب آتا ہے
نام انسان کا رسولون مین گنا جاتا ہے

عشق انسان کو انسان بنا دیتا ہے
بلکہ کچھ رتبہ نوعی سی بڑھا دیتا ہے

وہم مین جو کہ نہو اوس سی سوا دیتا ہے
جو نہ دیکھا ہو فرشتون نی دکھا دیتا ہے

پوچھیے طور پہ جو حضرت موسی دیکھ آئے
خواب مین بھی جو نہ دیکھا تھا وہ جلوہ دیکھ آئے

قیس اور دشت نوردی مین فسانہ ہو جائے
نام یون کوہکن کوہ نشین دہر مین پائے

قصہ وامق جانباز زبانون مین سمائے
سالک گوشہ گزین اور یہ شہرت چاہے

نامور دہر مین کرتا ہے یہ گمنامون کو
کام کیا کیا نہین دیتا ہی یہ ناکامون کو

اسنے رکھی ہے محالات مین وہ آسانی
عقل فعال بھی دیکھی تو رہی حیرانی

کرۂ مار کو ایک آن مین کردے پانی
موج دریا مین دکھادی یہ شرر افشانی

ذرہ کو مہر جہانتاب بنا دیتا ہے
قطرہ مین بحر و گرداب دکھا دیتا ہے

یہ مجازی ہو تو دنیا مین رہے نام سدا
یہ حقیقی ہو تو آسان ہے خدا کا ملنا

خوبیان اسکے بیان اور کرون مین کیا کیا
الغرض اس سی ملی دونو جہان مین تبا

یہ کوئی جرم نہین ہے کوئی تقصیر نہین
گنہ عشق مگر لایق تعذیر نہین

اسمین جو میرا برا حال ہوا کس سی کہون
صدمہ جو کچھ کہ میری لپہ رہا کس سی کہون

غم جو دوری کی زبانمین سہا کس سی کہون
ہوش کہنے کی نہین اب تو بجا کس سی کہون

گو زبان کو میری طاقت نہین کچھہ کہنی کی
پر کرون کیا کہ نہین تاب بہی چپ رہنی کی

مین ہون اور بیکسی و گوشۂ تنہای ہے
مین ہون اور ایک جہان کی گلہ آرای ہے

مین ہون اور ماتم تسکین و شکیبای ہے
مین ہون اور نوحۂ آرام و توانای ہے

زندہ در گور ہون ایک نزع کا عالم ہی مجھے
جر اثقال سے بدتر کشش دم ہی مجھے

ناتوانی کیا ہے مجھی یہان تک تو نزار
بستر غم سی جدائی نہین مشکل یہان

ایک قدم چلنی کی باقی نہین تاب رفتار
کو سبکسر ہون ولی سر ہی میری دوش پہ بار

پانو اوٹہتا نہین گو پانو مین زنجیر نہین
سر کو جنبش نہین گو طوق گلوگیر نہین

اشکباری ہے کہ ہیچ کوئی طوفان یاب
گریہ ہی یا یہ کوئی بارش باران یاب

کیا سمندر میری آنکہون مین ہی پنہان یاب
اشک تہمتی کا نہین ہی کوئی سامان یاب

کچھہ نہ ترکیب عناصر مین خرابی ہو جاے
صرف گریہ نہ کہین عنصر آبی ہو جاے

حال یہ ہی کہ نہ جیتا ہون نہ مین مرتا ہون
دم نکلتا نہین کچھہ عمر کے دن بہرتا ہون

ملک الموت کے آنیکی خوشی کرتا ہون
موت سے ڈرتی ہین سب زیست سے مین ڈرتا ہون

جلد دنیا سے اوٹھالے کہین یارب مجکو
ایسی جینے سی تو مرنا ہی بھلا اب مجکو

نقش ہستی کو زمانہ سی مٹانا کب تک
حشر یون نالون سی ہر روز اوٹھانا کب تک
لب پہ فریاد جہانسوز کا لانا کب تک
گریہ سی غرق کئی جاون زمانا کب تک

درپے برہمی کون ومکان ہونا کیا
سبب رنج دل اہل جہان ہونا کیا

آپ اشوب قیامت کا طلبگار ہوا
آپ اس رنج ومصیبت مین گرفتار ہوا
شکوہ کسکا ہے کہ خود درپی آزار ہوا
اپنے دل دیکے محبت مین گنہگار ہوا

کچھہ نہو جہانمجھے انجام محبت ہی ہی
پڑگیا انکہہ پہ کیا پردۂ غفلت ہی ہی

عشق کرنا ہی نہ تھا ای بت کافر تجھسے
دلپہ تیرکوئی رکھہ لون تو ہے بہتر تجھسے
کیا کہین اور نہ تھی دہر مین دلبر تجھسے
کسقدر ہای پشیمان ہون ملکر تجھسے

دلکو کوسون کہ تیری ملنی کی رغبت کیون کی
انکھہ کو روون کہ نظارہ کی حسرت کیون کی

کیا خبر تھی کہ بدل جائیگی عادت تیری
دیکھتا اب نہین پہلی سی مروت تیری
نہ وہ الفت ہی رہی اور نہ محبت تیری
ہوگئی مائل بیداد طبیعت تیری

کیا ہوا مجھسے کہ مین مورد تقصیر ہوا

کونسا میرا گنہ لاتی تعزیر ہوا

یاد آتا ہے کہ تھا وہ بھی زمانا ظالم
کہ نہ تھا یہاں کی سوا کوئی ہمکانا ظالم
دھوپ ہوتی تھی ولیکن تجھی آنا ظالم
کیسے ہی کام ہوں پھرا کے بجانا ظالم

بستر ناز تہا اور وصل کی وہ راتین تہین
دیکھو بھی لطف کی اندازسی کچھ پاتین تہین

کام تعظیم و تواضع سے نہ تھا تمکو زرا
بی تکلف تہی کہ تہا سادہ مزاجی شیوا
بیٹھ جاتے تہی وہین آکی جہان جی چاہا
تم سمجھتے تہی میرے گھر کو غرض گھر اپنا

کارخانون سے زمانیکی خبر تمکو نہ تہی
میری ہر بات پہ اطرح نظر تمکو نہ تہی

آرزو مند ملاقات نہین تھا کوئی
جلوہ حسن کی رکھتا تہا نہ پروا کوئی
نظر آتا تھا سوا میری نہ شیدا کوئی
چاہتے تہے کہ ملے چاہنی والا کوئی

در پہ ہنگامہ عشاق ہوا تھا کدن
نالہ کانون سی کوئی تمنی سنا تہا کدن

چال تہی چال سی کب حشر نمودار ہوا
زلف تہی زلف مین کب کوئی گرفتار ہوا
رخ تہا کب رخ پہ کوی پشت بدیوار ہوا
ناز تہا ناز سے جینا کسے دشوار ہوا

تہی یہ جان بخشی گفتار ہمارے ہی لیئے
تہی تیری گرمی بازار ہمارے ہی لیئے

بند رہتی تہے میری دل کی طرح روزن میں
عکس خسار نکلتا تھا نہ او نسے باہر

آتے جاتے پہ نہ پڑتی تہی کبھی اوسکی نظر
یون نہ چپ چہپ کے چلی جاتی تہی برابر اودہر

صحن مین ہی جو نکلتے تہی تو شرماتی ہوے
یا چلے آتے ہو دروازے پہ گہبراتی ہوے

وہ ہی گہر ہے کہ جواب غیرت گلزار بنا
وہ ہی کوچہ ہی. جواب مصر کا بازار بنا

آپ یوسف ہوے ہر شخص خریدار بنا
جلوہ سو طرح کا ایک جلوۂ دیدار بنا

مجسے بگڑے تو بھلا ہوش سنبہالا تمنے
چار ہی دن مین یہ کچہہ رنگ نکالا تمنے

غیر سی ملکے یہ انداز و ادا سیکہہ گئے
شیوۂ رحم کو کہو کر یہ جفا سیکہہ گئے

بارے شوخی عوض شرم و حیا سیکہہ گئے
جو نہ آتا تہا تمہین نام خدا سیکہہ گئے

ایک نظر دیکہتے ہو مجکو تو سو ناز کے ساتھہ
چال چلتے ہو دکہانیکو تو انداز کے ساتھہ

آئینہ دیکہنے کی تکو یہ تہی خو کسدن
سرمہ کی خال تہے زیب رخ نیکو کسدن

دام تزویر تہے یون حلقۂ گیسو کسدن
غازہ کی جسم سے آتی تہی مگر بو کسدن

شرم آلودہ نگاہون مین یہ جادو کب تہا
بی حجابانہ یہ نظارۂ ہر سو کب تھا

پڑ گیا ہے تمہین کیا بدنظری کا یہ خیال
سر دیوار چلے جاتے ہو کیون وقت زوال

تابش مہر سی دلبر نہ کدورت نہ ملال
رنگ رخسار تو دیکھو کہ ہوا دھوپ مین لال

آئینہ لیکے سر بام یہ جانا کیا ہے
عکس آئینہ سے دشمن کو جتانا کیا ہے

شغل کا اب تو ہے ہر روز بھانا تمکو
کچھہ سبب ہو کہ نہو روز بھانا تمکو

دھوپ کا حیلہ مگر بام پر آنا تمکو
خوب آتا ہے یہ بالونکا سکھانا تمکو

جلوہ حسن ہے ہر طور دکھانا منظور
سامنے غیر کے ہر وجہ سی جانا منظور

جلوہ کس کسکو دکھاتی ہو جلاتے ہو مجھی
غیر سے رسم بڑہاتے ہو گھٹاتے ہو مجھے

لطف ظاہر نہین کرتے ہو ستاتے ہو مجھی
دلمین کچھہ بگڑی ہوی رکھہ بناتے ہو مجھے

خوش رہو دشمن بدکیش کے گرمار ہو تم
تم سے بیزار ہون مین مجھسے جو بیزار ہو تم

کان رکھتے ہو نہین عقل سی بھر پایا تمکو
نہ پشیمان کرے غیر کا اغوا تمکو

دیکھو ہم سا کوئی عاشق نہ ملیگا تمکو
کہنے بہکایا سمائی یہ کہو کیا تمکو

چاہنے والے اگر ہین تمہین اغیار بہت
یہان ہی سر پھوڑینگے ہین در و دیوار بہت

کہتے ہین ترک ہی اس عشق کی عادت کا محال
زندہ انسان کو رکھتا نہین فرقت کا ملال

دلسے مٹتے ہوے دیکھا نہین الفت کا خیال
پر مین یون دردکرون سر سی محبت کا وبال

دل جو دھونڈھے تجھی سینسی اوسی دورکرین
حسرت دید ہو دیدے کو تو ناسور کرین

شیکے مونہہ پھیر لون بازار مین گر ملجاؤ
کہدون ماہرہن بلانے جو میرے گہراؤ

صبر بن جاون مین اپنا جو مجھی ڈھونڈھاؤ
پھر نہ پاؤ مجھے تو میرے طرح پچتاؤ

آرزو ہے تمہین دیکھون مین اوداس اپنا سا
مضطر و بیخود و بیہوش و حواس اپنا سا

جانتے ہو کہ نہین مجھسا زمانہ مین حسین
جانتے ہو کہ نہین اپنے ہی انداز کہین

منحصر اپنے ہی پر سمجھے ہو ناز و تمکین
واہ کیا عقل ہی کیا فہم ہی کیا ہی یقین

ایک سی ایک بنایا ہی خدا نے اچھا
کیا خدائی مین خدا کے نہین کوئی تما

اب کوئی دن مین دکھادونگا تمکو میرا جان
غیرت یوسف و رشک مہ و مہر تابان

جسکے انداز مین ظاہر ستم اور لطف نہان
اوسپہ سو جان سے قربان تمکو دکھا کر قربان

یہ ادا دیکھکے میری جو وہ شرما جاے
چاہیے رشک سے اوسوقت نہ دیکھا جاے

ہو دل آزار پر اتنا کہ نہون مین بیدل
ہو ستمگار مگر لطف ستم ہو حاصل

گر جفا ہو تو کبھی رحم پہ بھی ہو مائل
رنج و غم دی وہ مگر میری وفا کے قابل

مین کروں گریہ وہ مجکو نہ ستائے اتنا

نالہ سے راز کھلے جی نہ دکھائے اتنا

عشوہ مین پاس رہے میری شکیبائی کا
غمزہ مین دہیان رہے تاب و توانائی کا
ناز و انداز مین کچھ طور ہو شیدائی کا
ہو وہ یوسف کہ رہے شوق زلیخائی کا

ہو وہ معشوق کہ آزار نہ جان کو پہنچائی
ہو وہ مہتاب کہ صدمہ نہ کتان کو پہنچائی

یہ جو رفتار ہے کہتے ہو جسے تم محشر
یہ جو گفتار ہے سمجھی ہو جسے جادوگر
یہ جو رخسار ہین جانا ہے جنہین رشک قمر
اوسکو دیکھو گے تو قدرت تمہین انگی نظر

رشک سی چلنی کی طاقت ہو نہ کچھ کہنی کی
آئینہ دیکھ کے خو ہو تمہین چپ رہنی کی

پھرتے چلتے نظر آجای جو وہ غیرت ماہ
دیکھکر اوسکو بہت ہووی تیرا حال تباہ
دو پہنچی میری فریاد سی بہی تیری آہ
دیکھی چہرہ پہ جو چھوٹی ہوی وہ زلف سیاہ

وہ اندہیرا تیری آنکھون کے تلے آجاے
جس سے میری شب بیتابی بہی شرما جاے

مین ہون اور بزم طرب اور وہ ساقی نیکر
نسترن کرکی میری مونہہ سی لگاوی ساغر
حرف انکار لبون پر میرے آجاے اگر
دی بہ صہبا وہ جام مئی گلگون بھر بھر

نظر آجاے جو وہ ساغر سرشار تجہے
آنکہہ سے خون بہانا پڑے ناچار تجہے

چھڑ نیکو وہ کہے تجھسے کہ یہان بیٹھو
بادہ نوشی کا ذرا آکے تماشا دیکھو

یون رکے بیٹھنے سی فایدہ کیا غور کرو
لطف محفل کا یہی ہے کہ ہنسو اور بولو

ایک عاشق کے نہونے سی تمہین کیا پروا
رنگ رخسار رہے گا تو ہزارون شیدا

متصل کان مین جب آی یہ طعنونکی صدا
کہیے اوسوقت خجالت سی ہو صدمہ کیسا

یاد پھر آئین تمہین یہ ستم وجور وجفا
دل مین نادم ہوکہ آزار دیا تھا بیجا

چاہیے وہ نکروجس سی یہ نوبت ہووے
شاعری کی بھی کچھ اور ضرورت ہووے

کسکے کہنے پہ گئے یہ تو بتاؤ مجکو
کیا غضب کرتے ہو اب بھی ستاؤ مجکو

آؤ بھی اور کہین شکل دکھاؤ مجکو
دیکھو سالک ہون نہ گمراہ بناؤ مجکو

اور سی میری محبت کی جو شہرت ہوگی
یہ حسینون مین تمہاری ہی حقارت ہوگی

ترکیب بند

کل تک تو مضطرب یہ دل بیقرار تھا
خون جگر سے دیدہ میرا اشکبار تھا

داس کو دیکھتی تو گریبان عاشقان
سینہ کو دیکھتی تو نہایت فگار تھا

کرتا تھا چارہ ساز مدوا سیرا ولے
بیچارہ ایک ایک سے کیا شرمسار تھا

یہ گردشین کہان تہین میری حسب مدعا
گویا کچھ اور ہی فلک بدشعار تھا

ای روزگار چھوڑ دیا تو نے کس طرح
جو ڈھنگ ہر روش سی تری آشکار تھا

روتا تھا اپنے کلبۂ احزان مین زار زار
خبر بیکسی نہ کوی میرا غمگسار تھا

کیجے درازیٔ شب غم کا بیان کیا
گویا کہ ایک قصۂ گیسوی یار تھا

کٹتا تھا روز بہی تو ہزار آفتون کے ساتھہ
ہر پاس اوسکا ہمسر روز شمار تھا

وہ شب رہی نہ روز رہا یاد بہی نہین
کیسا ہجوم رنج و بلا ناگوار تھا

کیا کام ہے سیاہ و سفید جہان سے
گزرا وہ عہد جو گلۂ روزگار تھا

اب مین ہون اور روز نشاط و سرور ہے
وہ دن گئے کہ شائقی شہای تار تھا

ہر چند چاہتا ہون کہ شکر خدا کرون
فرصت نہی خندہ سی لب کو تو کیا کرون

تاثیر تک ہوی ہی رسای فغان کو آج
عذر جفای ماضیہ ہی آسمان کو آج

ایام غم مین ایک سمندر بھا چکا
فرصت ملی ہی دیدۂ دریا فشان کو آج

خون جگر ہی پیکے گزاری تمام عمر
جانا ہے مین نی طعم مئی ارغوان کو آج

مژدہ فور گریۂ وحسرفغان ملا
قبضہ مین کر لیا ہی زمین و زمان کو آج

جور بتان کا ڈر ہے نہ بیم جفای چرخ
بھولا ہون مین نشیب و فراز جہان کو آج

مئی سی بہرا ہی جم نی میرا جام انبساط
غم سی تہی کیا ہی دل شادمان کو آج

پرویز چاہتا ہی میری انجمن مین یار
فغفور جھاڑتا ہے میری آستان کو آج

سینہ بھرا ہے جوش مسرت سی اسقدر
باقی جگہہ نہین ہے غم عشق بتان کو آج

ہون باغ باغ کثرت عیش و نشاط سے
ہی مجھپہ رشک تازگی گلستان کو آج

اندیشہ ہی کہ کثرت شادی سی مرزہ جاون
کرتا ہون یاد گزری ہوی داستان کو آج

فرق نیازو یکیئے سہے کس عروج پر
تحت الثری نہ کیونکہ کہون لامکان کو آج

پہنچا ہون افتخار سے مین ایسے بام پر
رفعت کا زینہ آی جہان پہلے گام پر

ای دل ملا فراغ تجھی اضطراب سے
ای جان ہوی نجات تجھی پیچ و تاب سے

پہلے صدای نالہ و افغان سی تہا بہرا
اب گھر بہرا ہے نغمہ چنگ و رباب سے

ناگاہ ظلمت شب تاریک مٹ گئی
ہی خیرگی نظر کو شب ماہتاب سے

سب جوش اشک شادی و عشرت نی دہو دیا
رنگ سرشک خون میری چشم پر آب سے

آنکھین کہلین گے دیکھہ کی اصحاب کہف کی
یہ آنکھہ جو کبھی نہین جھپکے تہی خواب سے

دریای انبساط کی ہین موج خیزیان
نقش الم مٹا ہے جہان خراب سے

جام و سبو نظر مین سماتی نہین ہین آج
تا سنیف میکدہ کوئی بہردی شراب سے

سرمست بادہ ہای سرور و نشاط ہون
مطلب نہ محتسب سی نہ کام احتساب سے

میری مئی نشاط بجھاتی ہی غم کی آگ
موسوم کیونکہ کیجیے اسی آفتاب سے

یون انبساط دل مین بہرا ہے کہ جس طرح
ہو خم بہرا ہوا کوی صہبای ناب سے

یوسف سے کہہ کہ ہاتھہ مین ایمن دشنہ قرنج
نکلا ہے روی شاہد مقصد نقاب سے

ہر ذرہ گہر کا مطلع انوار بنگیا

ہر گوشہ رشک غیرت گلزار بنگیا

مین اور ہاتھ آی یہ بخت رسا مجھے
حیران ہون کہ کیونکہ یہ رتبہ ملا مجھے

یہ جلوہ ہای ساقی و بھیہ بادہ ہای ناب
یہ جام ہای متصل و جان فزا مجھے

یہ نغمہ ہای مطرب و یہ بزم انبساط
یہ رقص شاہدان نگارین قبا مجھے

یہ فرشہای برگ گل و خوابہای خوش
یہ ہمکنار رہنے صنم دلربا مجھے

یہ سیر باغ و ہمرہی گلرخان دہر
یہ نشہ و سرور و یہ آب و ہوا مجھے

یہ بزم جشن جمین نہ پرویز آسکے
ملجاے ایک گوشہ مین یون مٹہنا مجھے

خود بنگیا ہون ایک جہان سرور مین
دو نو جہان سے چاہیے سکن جدا مجھے

گویا کہ شکل غمزدہ بالکل بدل گئی
پہچانتا نہین ہی کوئی آشنا مجھے

دست کرم نی کسکے اوٹہایا ہی خاک سے
کسنے فراز عرش پہنچادیا مجھے

کسکا یہ سایہ ہے میرے فرق نیاز پر
مطلوب کسلئے ہین ظل ہما مجھے

حاصل کیونکہ ہو مجھے یہ لطف زندگی
یہ عیش روزگار نے بخشا بجا مجھے

گہستا ہون کسکے در پہ جبین نیاز مین
ہوتا ہون کسکے سامنی مدحت طراز مین

ایسا وہ کون ہی کہ سلیمان کہین جسے
فرمانروای عالم امکان کہین جسے

وہ کونسا قمر خدم انجم سپاہ ہے
دارا و سکندر دوران کہین جسے

ایسا وہ کون بزمی عالی وقار ہے
پرویز و جم چراغ شبستان کہین جسے

وہ کونسا دلیر شجاعت شعار ہے
روزبزم رستم دستان کہین جسے

ممدوح کونسا ہے کہ جسکی صفات مین
وہ کچھہ لکھون کہ دفتر شایان کہین جسے

یہ تاج زرنگار ہے کسکا کہ اہل دہر
غیرت فزای مہر درخشان کہین جسے

یہ کسکی بارگاہ ارم کارگاہ ہے
رونق مین رشک روضہ رضوان کہین جسے

کسکا یہ استان زمین آسمان کہون
محسود پایہ داری کیوان کہین جسے

یہ کسکی ذات سے ہے زمانہ کو فرخی
وہ عیش عام ہے کہ فراوان کہین جسے

پژمردہ کوئی غنچہ خاطر نہین رہا
گیتی وہ بنگی کہ گلستان کہین جسے

اوسکا اشارہ ہی کہ فلک ایک ایک سے
کوتاہی کسکے دل مین ہی ارمان کہین جسے

کسکا یہ نام زیب دہن بار بار ہے
نطق کلیم میرے سخن پر نثار ہے

شودان سنگہ جن پہ فدا فر قیصری
رتبہ مین آسمان کو نہین جن سی برتری

ہمت مین آج حاتم دریا نوال ہین و
حشمت مین آج رکھتی ہین بخت سکندری

اہل ہنر کو چین ندیتا فلک کبھی
کرتے اگرچہ وہ ہنرمند پروری

کیونکر نظر مین خلق کے ٹہیری نہ وہ دلیل
مدنظر نہ جسکو رہے اونکی بہتری

ذرون پہ جس طرح سی پڑے نور مہر کا
خلق خدا پہ کرتے ہین وہ مہرگستری

نکلا نہ ماہ نو سے اونکے زمانہ مین
کرتا ہے اہل دہر کو آلام سے بری

نظارہ جمال سے کیا ملگیا شرف
مشہور ہے سعادت زہرہ و مشتری

ترک فلک رکاب مین جاتا ہی ساتھہ ساتھہ
کرتے ہین جبکہ رزم مین وہ حملہ آوری

لگجائین چار چاند دسویں سپہر کو
ایوان معدلت مین جو بجای دفتری

منزل گزین اگر ہو نوین آسمان پر
کیوان کو اونکی قصر سے جبہے برابری

پہنچا جو کوئی سامنے کرسی نشین ہوا
قدمون مین اونکے حامل عرش بریں ہوا

وہ تاجور کہ اون سا کوئی تاجور نہین
خسرو اگر کہون تو مجھے کچھہ نظر نہین

ذرہ سے مہر تک ہین سبھی اونسی کامیاب
یہ فیض عام خاص کسی پر مگر نہین

عہد کرم مین اونکے یہ تکیہ کلام ہے
لب پر ہی سائلون کی چڑی تا قدر نہین

دست کرم کی اونکی زرافشانیان تو دیکھہ
الور مین وہ جگہہ نہین جو کان زر نہین

اخلاق اونکے عمر بڑہاتے ہین خلق کی
ورنہ یہان ثبات برنگ شرر نہین

خسرو کو اونکے در پہ ہین دربان کی نسبتین
جمشید حیلہ جو ہے ویسکن گزر نہین

ایچرخ اونکو دیکھہ لیا کیا کمال دوست
اب تجکو بدسگالئے اہل ہنر نہین

بخشش سے اونکی دہر ہوا جاودان بہار
ورنہ چمن کا رنگ ادہر ہی اودہر نہین

کم کردہ ہوش اب نظر آتا نہین کوئی
اونکے زمان امن مین رہ پرخطر نہین

کیون دخل ہوگیا ہے سرور و نشاط کو
اہل جہان کے دل مین اگر اونکا گہر نہین

لب تشنا ہوے نہین اونکی دعا سے گر
پہر ہو کلیم بہی تو سخن مین اثر نہین

خلق اونکی نیکخواہ ہی وہ نیکخواہ خلق

بدخواہ اونکا کیونکہ نہو روسیاہ خلق

سر رکھہ کے اونکے پانو پہ قیصر کو ناز ہے
اگر سلام گاہ پہ سنجر کو ناز ہے

دربان نبکے فخر ہے دارا کو کسقدر
آئینہ دار نبکے سکندر کو ناز ہے

افسر کو تاجدار سمجھتے ہین بیشک فرق
یہ اونکی فرق پر ہی کہ افسر کو ناز ہے

اونکا جمال آنکھہ سی گزرا نہین ہی کیا
جو اس فروغ پر مہ انور کو ناز ہے

کندہ سی اونکی نام کی نازش کنان نگین
سکہ سے سیم کو ہے جلا زر کو ناز ہے

تسخیر ایک جہان کی ہی اخلاق عام سی
اونکے صدور حکم سی کشور کو ناز ہے

مین کیا کہ اونکی دولت پابوس گر ملے
ماہ منیر و مہر منور کو ناز ہے

جام جہان نما کے سمجھتا نہین ہے قدر
اونکی مئی نشاط سی ساغر کو ناز ہے

قبضہ مین اونکے آے کہ شمسر کو ہی فخر
شمشیر مین ہی اونکی کہ جوہر کو ناز ہے

تشبیہ اونکی نعل نگادر سے دی کہین
کیا بات ہے کہ افسر سنجر کو ناز ہے

ممتاز کیون ثوابت و سیارہ مین نہو
اونکا ہی درشتی شہ خاور کو ناز ہے

وہ شہ نشان کہ وائی اور کہین جنہین
رتبہ مین آسمان سے برتر کہین جنہین

کسر ہی کی اونکی عہد مین شہرت نہین رہی
پہلی سی آسمان کی وہ طینت نہین رہی

آزار دی کسیکو نہ کوئی یہ حکم ہے
جور و ستم کی ایک کو جرات نہین رہی

پروانہ کا نہ شمع کی شعلہ سے پر جلے
صرصری شمع بزم کو دہشت نہین رہی

بلبل کے دلمین گل کی طرف سی چبھی خار
گل پر خزان کو آنیکی طاقت نہین رہی

کچھہ پہلے اس سی جو کوئی مظلوم مرگیا
کیونکر کہون کہ جینی کی حسرت نہین رہی

جتنا ہی زیر خاک غنیمت ہی چرخ کو
اہل ستم کی دہر مین صورت نہین رہی

خود دیکھکر غزال بلاتے ہین شیر کو
اتنا بڑہا ہے ربط کہ ہیبت نہین رہی

لکھتے نہین ہین حرف نخستین کو نقطہ وار
تحریر مین بہی صورت زحمت نہین رہی

عسرت کے سین کو نہ لکہی کوی بی نقطہ
اس دور مین یہ رسم کتابت نہین رہی

اے چرخ شاہدان ستم پیشہ اب کہان
تیری بہی یہ مجال یہ قدرت نہین رہی

اس عہد مین نہ زلزلہ ہی فی خسوف ہے
ماہی سی تا بہ ماہ شکایت نہین رہی

دیکر مثال کیجیے جو نوشیروان کا ذکر
کہتے ہین لوگ کرتے ہو کیا کہان کا ذکر

تشبیہ کیا ہو اوس کف دریا نوال کی
جسکی مثال سی ہے ترقی مثال کی

کم قسمتی ہے اوسے بتعداد مانگنا
قدر دہش سی قدر ہے کمتر سوال کی

رہنے سے اوسکی عہد مین فارغ کمو در ہوا
سچ کہتے ہین کہ اوسکو محبت تہی مال کی

دست کرم سی اوسکے بچانا محال تہا
زیر زمین بچاو کی صورت خیال کی

موقوف عرض حال پہ اوسکی دہش نہین
کیا بات بن پڑی ہی زبانہای لال کی

دست سخا کو اوسکے کفایت نکر سکے
گر زر کی ڈہیریون مین ہو صورت جبال کی

منت سی ہی خزائن خسرو نہ لے کوئی
اب کسکو احتیاج ہے مال و منال کی

اونکی کرم نی اہل ہنر کو کیا غنے
پیری چلی نہ کچھہ فلک بدخصال کی

کہتے تو کہدیا اونہین حاتم پہ کیا کہون
ایک سیل بہ گئی عرق انفعال کی

زر کو قیام ہاتھہ مین اونکے محال ہے
زر صبر ہے تو کف دل عاشق مثال ہے

دشمن کو اونکے سامنی ہرگز نہ ائی تاب
ہو جای رنگ رخ کی طرح سی تنفای تاب

اونکے مقابلہ کا عبث تجکو قصد ہے
رستم دل اسقدر ہی تیرا آشنای تاب

ترک سپہر دیکھہ لے گر اونکی تیغ کو
کیونکر بجا حواس رہین اور بجای تاب

مین کیا نگاہ مہر جہانتاب خیرہ ہو
کہچکر نیام سی وہ زر اگرد کہای تاب

کیون ہم نبرد اونسے ہوا تہا کہ ای عدو
اب ہای ہای صبر ہی اور دای ای تاب

باقی نہین ہی اب دل بدخواہ مین جگہہ
کہدو کہ اپنا اور ٹہکانا بنای تاب

قہر و غضب کا اونکی لکہین کچھہ بیان ہم
خامہ جو ایک حرف بہی لکہنی کی پای تاب

اونکی نگاہ قہر کو کہتے ہین تاب سوز
پہر کسکو اونکی سامنی دہشت سی ای تاب

جب تاب رعب ہی نہین کیا بات کرسکون
جو ابتدا ہی بات کی ہی انتہای تاب

لرزان نہ کیونکہ صبح کو سنکلے کہ مہر کیا
کوی بہی اونکے قہر و غضب کی نہ لای تاب

اب تاب دہر مین نہ رہیگی عجب نہین
صورت بدل کے زلف بتان مین سمای تاب

قہر و غضب سی قہر خدا اشکار ہے
ترک فلک مصاف مین ایک پیشکار ہے

کب تھین سمند خامہ کو میری یہ شوخیان
کب تھی مداد صفحہ قرطاس پر رواں

حاصل ہوئی تھی تیزئی تقریر کب مجھے
چلتی تھی ہر بیان مین کب اسقدر زبان

لکھتا ہون کسکی شوخی و چالاکیون کا ذکر
کرتا ہون کسکی تیزی رفتار کا بیان

رخش صبا خرام وہ اونکا کہ جسکے ساتھہ
پہنچے کبھی نہ طایر سدرہ کا بھی گمان

تہک جای گردنکی کسی جای ٹہہر جاے
رہجاے گر ہو پیک صبا اوسکی ہمعنان

تپلا ہے نور کا کہ نظر مین جہان کی ہے
لازم ہی اوسکی آگ مین ہو جس فلک کشان

باتین کرے ہوا سے سبک گام اسقدر
دیکھا نہین زمین پہ کبھی نعل کا نشان

دیکھے جو اوسکی تیزروی غور سے کوئی
مانند برق آنکھہ سی ایکدم مین ہو نہان

لے آے اتنی دیر مین آفاق کی خبر
دل سی پہنچ سکے نہ کوئی بات تا زبان

آفاق طے کری ثمرہ بر ہمزدان مین وہ
ہی چال اوسکی حجت اثبات کن فکان

چالاکیونکا اوسکے نہ مضمون بندہ سکا
ٹکسا زمین شعر مین ہی اوسکو تھا گران

شوخی مین اوسکے تیزئی تقریر صرف کی
لیکن نشست ٹہیک نہین ایک حرف کی

تحریر وصف پیل مین اتنا گران ہوا
ایکبار انگلیون سی میرے خامہ چھٹ گیا

لکھا جو مین فی اوسکی گران پیکر کا حال
قرطاس نے کہا کہ یہ کب مجھہ سی اٹہہ سکا

گاو زمین نہ ٹہر سکے اوسکے بوجہہ سے
گویا کہ اوسکی چال سے آتا ہے زلزلا

پیکر کو اوسکی کوہ سی کیونکر مثال دون
جرم زحل سے دیجیی نسبت تو ہے بجا

پر اسقدر ہی فرق کہ منحوس ہی زحل — یہان ہین سعد اکبر و اصغر سی ہی سوا
مستی مین آکے مہرہ زمین پر کری رہ — آسودگان خاک کو رہتا ہے ڈر ذرا
لازم ہی پہلی پشت سی اپنی لگای سر — رفعت کو اوسکی چاہے اگر کوئی دیکھنا
سوجھی یہ بات دیکھہ کی خرطوم پر وہ دانت — ظلمات مین کسی نی یہ دو شمع دین جلا
گر چرخ آی دیکھنی مستک پہ اوسکی چاند — دینے کو لای نقرہ مہتاب رو نما
وہ شیر کے شکار پہ آتا دلیر ہے — جبتا کہ دام و دد پہ ہی دل شیر کا کہلا
سنلے جو نام شیر تو شوق شکار ہو — حملہ کرے جو شیر فلک کا ملے پتا

فوج عدو پہ حملہ کا گر کچھہ خیال ہو
مانند سبزہ خون عدو پامال ہو

دارالریاست اونکی کہ اور ہے جسکا نام — خلد برین سی کم نہین اوسکا ہر ایک مقام
عیش و سرور و لطف و مسرت سی ہین بھرے — مشکو و کو و برزن و دیوار و قصر و بام
ساگر پہ جو محل ہی کرون اوسکا کیا بیان — کوثر پر ایک مکان ہی یہ تشبیہ ہی تمام
سیتل نواس مین ہی وہ سردی کہ دور سے — گر زمہریر دیکھے تو فالج ہو لا کلام
کیا پوچھتے ہو رفعت بالا حصار کو — ہمپایہ سپہر کہین جسکو خاص و عام
پائین قلعہ آکے ہوا ہے یہ آشکار — طے کر چکا ہون مین کرہ باد کو تمام
پہنچون اگر بلندی طالع سی وہان کبھی — سن اون قدسیون سی صداہای السلام
تعریف اوسکی باغ کی رضوان سی پوچھہ لو — پہنچا ہے اس چمن کا بہت دور دور نام

دیکھا جو ایک نگاہ مقیمان خلد نے
جنت مین ایک دم کا ٹہرنا ہوا حرام

آخر اسی مین آرہے اب دیکھتا ہون مین
غلمان کا ایک ہجوم ہی حور و لقا ازدحام

بہولے قصور و کوثر و تسنیم و سلسبیل
جو جس روش مین آگئی رہتی ہین شاد کام

جو خوبیان ہین خلد کی سبکے گمان مین ہین
جو کچھ نہین گمان مین وہ اس گلستان مین ہین

سب اہلکار اونکی عطارد نظیر ہین
سب مشتری خصال ہین جنبی مشیر ہین

جو دل مین ہو سکے وہ اونکی زبان پہ ہو
اتنے اشارہ فہم ہین روشن ضمیر ہین

ہر بات مین ہی رای کی وہ روشنی عیان
جس روشنی سی غیرت ماہ منیر ہین

سرگرم ہین روائی حاجات خلق مین
ہین جس جگہ وہ مرہم بر نا پذیر ہین

سر پر ہے سبکے ہات کا سایہ کہ اس طرح
ہر پا شکستہ کے لئے وہ دستگیر ہین

ہین بہرہ مند فیض و لنیعمت اسقدر
جو اونسے کامیاب صغیر و کبیر ہین

دیکھا ہے کسکا دست کرم ایجدا کہ یون
محسود ابر فشانی ابر مطیر ہین

راحت ہی کسکو آج جہان خراب مین
کسکی یہ مرحمت ہی کہ راحت پذیر ہین

گر انبساط ملک ہے فرمانروا ہین وہ
گر عیش بادشہ ہی تو وہ باج گیر ہین

جز دورئی بساط نہین ہی کوئی ملال
محنت گزین کوشش و سعی کبیر ہین

بہر حصول دولت پابوس کسقدر
مامول شان رحمت رب قدیر ہین

دیکھا جو اونکا شوق حضوری تو بن کہے

خامہ جہکا خطاب زمین بوس کے لئے

یہ جشن فرخی ہو مبارک حضور کو
دایم ہو رونق آپ سی بزم سرور کو

پہنچا ہے کان مین کہین کرایشو کا ذکر
جنت کو چھوڑنیکی تمنا ہے حور کو

ملجائے بار حضرت موسی کو گر یہان
دیکھین ہزار شمع تجلی طور کو

کثرت نی روشنی کی بچھوڑی کوئی جگہہ
سب کچھہ دکھای دیتی لگا چشم کور کو

ایک ایک ذرہ مشرق انوار مہر ہے
ظلمات مین بہی آج ہوا دخل نور کو

شام و سحر مین ایک نہین امتیاز کچھہ
اب رات شبیان مین ہی بہاری طیور کو

کیا دیکھئے ثوابت و سیار کی طرف
ہو کس طرح فروغ چراغان دور کو

زاہد کو ایک جرعہ جو اس بزم مین ملے
دل سے مٹای حرص شراب طہور کو

پہلے زمین سی حق نی اوٹہایا تہا اسلئے
دنیا تہا اس مکان مین ارم کی قصور کو

ہی دہر مین وفور دہش سی سکون عام
باندہا ہی مین نی قافیہ ناصبور کو

بخشش سے اونکے یہ ضعفا کا ہوا حال
دعوی ہمسری ہی سلیمان سی مور کو

اس انجمن کا یہ سبب انعقاد ہے
بار آور آج نخل ریاض مراد ہے

فرزند با سعادت و اقبال آپ کا
حشمت مین جا ہمند ہو قیصر سی بہی سوا

وہ بخت ہو کہ جسپہ سکندر کو رشک ہو
وہ علم ہو کہ جسپہ علم آپ ہو فدا

وہ حلم ہو کہ ایک نظر جسکو دیکہکر
مٹ جای کوہ کو بہی گرانی کا ادعا

شمع جلال پای سے ہے مشکوی جاہ نے
تازہ نہال گلشن اقبال کو ملا

لایق ہے جسقدر کہ ہو کثرت نشاط کی
ہاتھ آگیا ہے شاہد مقصود و مدعا

دولت کو ماہ فرض کرین اور اونکو نور
شوکت کو آفتاب کہین اور اونہین ضیا

یہ لعل بے بہا ہین نہ خشان ہے گر کرم
یہ دُر شاہوار ہین دریا ہے گر سخا

تمکین و جاہ و منصب عالی حضور کا
گویا کہ ایک شرط تھی یہ جسکی ہے جزا

شادی و انبساط و سرور و نشاط و عیش
سب اس خبر کے اب نظر آتی ہین مبتدا

آبی ہین نقد زندگی جاودان لیے
آمادہ خضر دینے کو ہین آج رونما

دیکھا وہ انکی حسن سی اب سبکی آنکھ نے
یعقوب کو جو نور ہوا تھا نظر فزا

چشم خیال مین اگر اونکا جمال ہو
موسے کو غش سی ہوش مین آنا محال ہو

جو نور مہر مین ہی وہ اونکی جبین مین ہے
جو تاب رخ مین ہی وہی ماہ مبین مین ہے

دیکھی ہی زلف مشک فشان کیا کہ شرم سے
پوشیدہ مشک نافہ غزالان چین مین ہے

اس نونہال کی کہین پای ہی بو کشمک
پنہان برنگ نکہت گل یاسمین مین ہے

آنکھین کہلین گی دیکھہ کی اس مہ جمال کو
یوسف یہ جانتا ہی کہ خوبی ہمین مین ہے

بخت جوان کے چہرہ سی آثار ہین نمود
پوشیدہ نقد عمر ابد آستین مین ہے

ہی یہ سنین عمر کی گنتی کہ جسقدر
کثرت نجوم کی فلک ہفتمین مین ہے

مقدم سی اونکے اب ہی میسر زمین کو
قدرت جو لوح و کرسی و عرش برین مین ہے

حکم حضور ہو تو بلا لون اوسے ابھی
عزم نثار خاطر روح الامین مین ہے

اس جشن مین عجب نہین وہ زر نثار ہو
موجود جو زمین پہ ہی جو کچھ زمین مین ہے

سالک بیقرار ہون کس طرح سی مین
دیدار کی ہوس دل حسرت گزین مین ہے

دنیا میری دعا کو وہ اسی خاتم جہان
حسن قبول جو سخن دلنشین مین ہے

طاقت نہین ہی مدح کی اب مجکو کیا کرون
کر پاس آبروے سخن ہے دعا کرون

جب تک نظر مین گردش ہفت آسمان رہے
پانی پہ سطح خاک کا جب تک نشان رہے

آرایش قلم رہے جب تک تراش سے
جب تک سخن سی صیقل تیغ زبان رہے

تا ہو نسیم نافہ کشا سے شمیم گل
تا گلستان کو صدر مہ باد خزان رہے

تا نکہت چمن سے معطر مشام ہو
تا رنگ زیب بخش گل ارغوان رہے

جب تک مکین کے دلکو علاقہ مکان سی ہے
جب تک کہ شبہت سی جدا لامکان رہے

جب تک کہ عاشقان محبت شعار کو
ملنا تون کا باعث آرام جان رہے

منظور شاہدان ستم کیش دہر کو
عشاق خستہ حال کا تا امتحان رہے

آسایش جہان رہے عدل حضور سے
یہ آستانہ قبلۂ نوشیروان رہے

فیض حضور باعث آرام خلق ہو
ابر کرم زمانے مین گوہر فشان رہے

حاصل ہے جسطرح سی روانی بحار کو
حکم آپ کا جہان مین یون ہی روان رہے

قہر خدا ہو باعث آزار بدسگال
لطف خدا سی دوست ہی جو کامران رہے

ہوتا رہے حضور مین یہ جشن منعقد | سالک کے بعد اور کوئی مدح خوان رہے

لب پر دعا ہو اور کوئی مدعا نہو
آرایش سخن مجھے اس سے سوا نہو

ترجیع بند

ساقیا یون دور مے چلتا رہے | لب پہ ساغر سامنی مینا رہے
وہ شراب عیش دے جسکا سرور | تا قیامت آنکھہ مین چھایا رہے
وہ شراب ناب دے جس سے زبان | مدح سلطان دکن پر آر رہے
وہ شہ والا صفت جسکا بیان | زیب و زینت نطق کو دیتا رہے
وہ شہ دین پایہ جسکی سامنے | سبزہ و خاقان کا سر نیچا رہے
ہاتھہ اوسکا دیکھکر وقت کرم | شرم سے بہتا ہوا دریا رہے
بازگشت اوسکی سفر سے دیکھکر | آسمان برگشتہ اعدا رہے
خاندان آصفی کا یہ چراغ | تا قیامت روشنی افزا رہے
چاہیے رونق فزای ہر زبان | یون سپاس مقدم والا رہے

مرحبا اسکندر و دارا تو ئی
ناصر دین افضل دنیا تو ئی

ملک پر رشک بہاران بنگیا | یہ گلستان پر گلستان بنگیا
اوسکے مقدم فی یہ بخت ہمایون | ذرہ ذرہ مہر تابان بنگیا

مجھسے پوچھو اس سفر کی خوبیان — کام تھا دشوار آسان نبگیا
ہی سخاوت پیشگی اسکا ہی نام — کان زر سائل کا دامان نبگیا
اسقدر گوہر فشانی اوسنی کی — دست بخشش ابر نیسان نبگیا
عہد مین اوسکی بڑہی یہ قدر علم — ہر گلی کوچہ دبستان نبگیا
بزم مین پایا نہ جب دارا فی اوسکی دروازہ پہ دربان نبگیا
لطف فی اوسکی کیا سبکو غنی — ہر گدا محمود سلطان نبگیا
دیکھکر اوسکی سواری آفتاب — ساتھہ میری خود ثناخوان نبگیا

مرحبا اسکندر دارا توئی
ناصر دین افضل دنیا توئی

جب گیا دہلی مین وہ گردون جناب — سب ہیئس انجم بنے وہ آفتاب
وہان کی بخشش آئی گر تحریر مین — لاکھہ جلدون مین سمای یہ کتاب
اور اگر تحریر کی تقریر ہو — کہہ سکی سحبان نہ پورا کوئی باب
جشن کی رونق بڑہای اور پھر — کردیا ملک دکن کو کامیاب
دن چڑہے آئی سواری اسلئے — سایہ افگن فرق پر آیا سحاب
گر جلو مین ہون تو پوچھی کون انہین — قیصر و فغفور کا یہان کیا حساب
وہ لئی جاتا ہی مہر اوسکا نشان — یہ چلا آتا ہی مہ تہامی رکاب
پھر نوید عیش اہل ملک کو — پھر مبارک ہو امید فتحیاب

ایک جانب خیر مقدم کی صدا — ایک جانب یہ زبانونپر خطاب

مرحبا اسکندر و دارا توئی
ناصر دین افضل دنیا توئی

لشکر آپہنچا تماشا دیکھیئے — صف بصف خلقت کو ہر جا دیکھیئے
بنگئی ہین ہر جگہہ قوسین تمام — رشک قوس آسمان کا دیکھیئے
جھنڈیان ہین یا نشان انبساط — ہے نسیم عیش پیما دیکھیئے
ہی چراغون مین ستارونکی بہار — ہی زمین افلاک آسا دیکھیئے
نور کی کثرت ہوئی ہی اسقدر — دفن جس جا ہو خزینا دیکھیئے
ہر طرف چھٹی ہین آتشبازیان — آگ کا گلزار پھولا دیکھیئے
آفتابی غیرت صد آفتاب — ماہتابی ماہ سیما دیکھیئے
برج اونچے ہوگئی ہین اسقدر — چرخ کے برجونسی بالا دیکھیئے
پھلجھڑی کی مونہہ سی جھڑی ہین پھول — یہ صدا ہوتی ہی پیدا دیکھیئے

مرحبا اسکندر و دارا توئی
ناصر دین افضل دنیا توئی

تارے پھولا زمانیکا چمن — تارے پھرتا ہوا چرخ کہن
باغ مین جب تک سرور انگیز ہے — شور بانگ بلبلان نغمہ زن
دشت مین جب تک نمخ خیزی ہی — ناگوارا شورش زاغ و زغن

آب مین جسکے روانی پای جاے — آگ کا سی کام جب تک سنگ ہو
یا الہی خرم و شادان رہے — میر محبوب علی شاہ دکن
اوسکی خدمتگار قیصر قصر مین — اوسکے خادم خانخانان من
دوست اوسکی ہون شگفتہ مثل گل — دشمنون کو اوسکی ہو رنج و محن
یہ دعا مین کیون نہو سب مالک قبول — دل سی آمین ہن ہماری تا دہن
اوسکی مقدم کی نہ کیونکر دین نوید — کیون نہو یہ زمزمہ زیب سخن
مرحبا اسکندر و دارا توی — ناصر دین افضل دنیا توی

ترجیع بند در نوحہ سرای وفات جناب وستادی نجم الدولہ دبیر الملک میرزا اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ غالب

شب کو اختر شمار ہونا تھا — روز آنکھون مین تار ہونا تھا
اب کہان گل فشانی مضمون — خامہ حسرت نگار ہونا تھا
شب شب انتظار بنی تھی — روز روز شمار ہونا تھا
حشر برپا ہوا تو خوب ہوا — یہ بھی اے روزگار ہونا تھا
کیون برای میری کوی امید — ناامیدی شعار ہونا تھا
نفس چند کیون رہی باقی — دہر مین شرمسار ہونا تھا
ہر ستم میری واسطے اے چرخ — خنجر آبدار ہونا تھا
تیغ بیداد تیز ہوتی ہی — اور مجھپر ہی وار ہونا تھا

نغمہ سنج نشاط کیا ہونا | زیب لب بار بار ہونا تھا

رشک عرفی و فخر طالب مرد
اسد اللہ خان غالب مرد

اب نہیں ہوش میں رہا کوئی | کیا میرا حال پوچھتا کوئی
کوئی آزار چرخ کا گلہ مند | شاکی بخت نارسا کوئی
چشم تر سی ہی کوئی طوفان خیز | ضبط سی ہے بہرا ہوا کوئی
ہی کسیکی فغان شرر افشان | سوز پنہان سے جلگیا کوئی
جو نہ مانگے کبھی کوئی مہجور | لب پہ لاتا ہی وہ دعا کوئی
اپنے عالم میں مبتلا ہی جہان | کوئی دشمن نہ آشنا کوئی
نہیں چھٹنی کی زندگانی تک | غم کی سمجھا نہ انتہا کوئی
راز اتنا تو کھولدے مجھپر | نہیں اسرار دان ملا کوئی
اب یہ کیون آسمان کوہی گردش | فتنہ اس سے بھی ہی سوا کوئی

رشک عرفی و فخر طالب مرد
اسد اللہ خان غالب مرد

جسمین رہتا تھا ہی جلوہ یار | ہی وہی آنکھہ غم سی طوفان بار
تھا سکون مین جو مرکز خاکی | نہیں اوس دل کو مثل برق قرار
جان لب پر کبھی نہ آئی تھی | اب لبون سی بھی ہوگئی بیزار

اب وہ پیمانۂ حیات ہوا — زیب کف تھا جو ساغر شہ شاہ
کیفیت زندگی محال ہوئی — کاش آسان ہو مردن دشوار
رات بدتر ہی روز ماتم سی — روز ظلمت مین غیرت شب تار
مرگ کا اب خدا سی طالب ہون — پہلے کیا کیا تہی لمگنی مین عار
زہر کہانی مین خوف تہا کیا کیا — اب سمجہتا ہون چارۂ آزار
سبب گریہ پوچہتی ہین لوگ — مجکو کہنا پڑا یہی ناچار

رشک عرفی و فخر طالب مرد
اسد اللہ خان غالب مرد

نمرودکا علاج درد جگر — زندگی موت سی نہین بہتر
دل گم گشتہ کا کہون کیا حال — کہ مجہی جان کی نہین ہی خبر
سلسلہ خاک کی الجہی گیسو — آج رکتی نہین مری دیدۂ تر
شمع بزم سخن کی خاموشی — دیگئی نالہاے صور اثر
یہ کس آتش زبان کا مژدہ آہ — کر گیا برق سی سوا مضطر
کشت امید ہوگئی تاراج — خرمن صبر پر چلی صرصر
نخل حرمان مین تازگی آئی — شجر آرزو ہوا بے بر
مجہپہ سو بار حشر ہی گزرا — پر نہ اس حادثہ سی تہا بڑہکر
ہوگیا ہے میرا یہ تکیہ کلام — پہلے ہر بات سی یہ ہی لب پر

رشک عرفی و فخر طالب مرد

اسد اللہ خان غالب مرد

خضر راہ سخن جہانسے گیا
ہادیٔ راہ کاروان سی گیا

مرگ کا زندگی مین تہا کھٹکا
یہ بہی غمہاے جاوداں سی گیا

شعلے ہر بات مین نکلتی ہین
ضبط اب سوزش نہان سی گیا

شکر ہے موت جلد اگر آجاے
شکوہ اب مرگ ناگہان سی گیا

دہر ہی پر نہین ہی رونق دہر
باعث زیب ہر جہان سی گیا

گل ہین لیکن نہین بہار نظر
رنگ گویا کہ گلستان سی گیا

دل ہی لیکن نہین ہی دلکو قرار
صبر گویا کہ اپنی جان سی گیا

خاک مین ملگیا عروج سخن
مہر معنی کے آسمان سی گیا

یاد ہے وہ عذوبت گفتار
اب سخن کا مزا زبان سی گیا

رشک عرفی و فخر طالب مرد

اسد اللہ خان غالب مرد

غم استاد ہے اگر یہ ہی
یا خدا کیونکہ زندگی ہوگی

مبتلاے الم ہون کیا جانون
عیش کیا شی ہی اور خوشی کیسی

دمبدم اپنے حال پر رونا
اور رونے پہ گاہ گاہ ہنسی

مین ہون اور رنج بیکسی افسوس
وہ بہی دن تہی کہ خوش گزرتی تہی

ایک ن دہر مین میری فریاد — ہای ہو حائگی کہانی سی
آسمان گر پڑے تو گرنے دو — سر پر ایک بوجھ اپنی بھی سہی
نشتر اگر ہو زمین تو ہو جاے — مین ہون پوند کاش جتنی جی
جیجے نالہ اور مر رہیے — زندگی کی ہی کائنات یہی
کیا کہون کون مرگیا سالک — آپ کہتی ہین طالب و عرفی

رشک عرفی و فخر طالب مرد
اسد اللہ خان غالب مرد

مرثیہ در وفات محمد تفضل حسین خان کوکب

رکھتا نہین ثبات چمن روزگار کا — کہلتا نہین ہی پھول یہان اعتبار کا
گر غنچہ اتفاق سی پاے شگفتگی — ہوتا ہے وقف سرزنش نوک خار کا
جس انجمن مین شبکور ہے جلسہ نشاط — گر صبح دیکھیے تو ہے گھر سوگوار کا
جس بادہ مین سمجھتے ہین ہم نشہ سرور — اوٹھتا نہین ہی صدمہ اوسکی خمار کا
ہین فوج فوج درد و الم درپے نشاط — رنج خزان نتیجہ ہے فصل بہار کا
وہ لوگ جنسے رونق ہر بارگاہ تھی — اب دیکھیے چراغ ہی گل ہی مزار کا
ہر دم سپہر سے ہی زمانہ کی ابتری — ہر وقت ہی فزون ستم اس پہ شعار کا
شکلین یہ کسکے غم نی الہی بگاڑ دین — روتا ہے دیکھ دیکھہ کی مونہہ یار یار کا
خالی کیا ہے کسنے یہ بزم جہان کو آج — بگڑا ہوا فراہے مئی خوشگوار کا

روتا ہون زار زار تفضل حسین خان
ہی لب پہ بار بار تفضل حسین خان

وہ کوکب سپہر محبت کہان گیا
وہ آفتاب برج صداقت کہان گیا

تھا اوسکی ذات سے ہی شرف کائنات کو
وہ فخر دودمان شرافت کہان گیا

سر پٹتے ہین اوسکے لئے اہل روزگار
وہ تاج بخش مارک عزت کہان گیا

ماتم مین اوسکے روئیے اب کسکی سامنے
وہ سامع بیان مصیبت کہان گیا

خورشید جلوہ گر ہے مگر دن سیاہ ہی
بی نور سا رہا چشم بصیرت کہان گیا

جز نوحہ کان مین نہین آتی صدا کسی
زینت فزای بزم مسرت کہان گیا

بستا فسردہ دل پہ چلی کیون سموم غم
وہ نخلبند گلشن الفت کہان گیا

ہر دم ہے شور قلقل مینای دل یہی
ساغر کش رحیق محبت کہان گیا

تصویر اہل غم کی طرح ہون سکوت مین
سرمایہ بخش تاب طلاقت کہان گیا

تبہی اوسکے ساتھ بزم مسرت کدہ گئی
احباب منتشر ہین وہ صحبت کدہ گئی

کیونکر میری زبان پہ نہو ہر زمان دریغ
وہ صدمہ ہی کہ رہنہین سکتا نہان دریغ

یون دفن ہو وہ گنج گران مایہ کرم
کیون ملگیا نہ خاک مین تو آسمان دریغ

دیکھا ہو جسنے اوسکو دم رزم ایک بار
کرتا رہے وہ میری طرح جاودان دریغ

ہر بات سے ہی پہلے میری لب پہ ہائے ہی
ہر مدعا سے پہلی ہی میرا بیان دریغ

کرتا تہا جس مکان مین وہ مہمان نواز یان
میت کو اوسکی شب کو رکہا مہمان دریغ

یہ جوش اشک، مادر و ہمشیر گریۂ پدر
اس داغ کا مٹانیکا نشان دریغ

پایا نہ ہوش کہو کے اوسی دم مصیبتا
نقد شکیب ہمنے دیا رایگان دریغ

دیکہا یہی زمانہ مین افسوس ہر جگہہ
پایا یہی جہان مین پایا جہان دریغ

ای روزگار حیف ہی ای روزگار حیف
ای آسمان دریغ ہی ای آسمان دریغ

لاؤن کہان سی دیدۂ پرنم کے واسطے
طوفان نوح چاہیے اس غم کے واسطے

کیا جانی اب یہ دیدۂ تر کیا دکہائیگا
دریا بہا بہا کے مجہی بہی بہائیگا

کب تک تڑپ تڑپ کی گزارینگے عمر ہم
ای اضطراب دل کہین دم پر نہ آئیگا

ڈرتا نہین ہون جوش غم و رنج سے، مگر
کیا تنگنائے دل مین یہ مجمع سمائیگا

باور نہین ہین دل مین اگر بی شمار داغ
سینے کو چیر کر کوئی گنتی مین لائیگا

روتے ہین اوسکی قبر پہ یون زار زار ہم
گویا کہ ہمکو دیکہہ کے وہ رحم کہائیگا

عالم نظر مین تیرہ ہی اس مرگ سی فلک
پروانہین کسیکو جو بجلے گرائیگا

ہر روز دیکہتا ہون فزون اوسکی یاد کو
وہ کونسا ہی شغل جو اوسکو بہلائیگا

وہ زیر خاک اور یہان اوسکی جستجو
یہ دہونڈنا تو خاک مین ہمکو ملائیگا

یہ صدمہ ساتہہ جان کے ہی یہ نہ جانتا
جانین ہزار جا مین مگر یہہ نجائیگا

جب تک ہماری زندگی مستعار ہے

گو وہ نہین ہے داغ مگر یادگار ہے

کسکا یہ ماتم آج صنمخانہ سرا مین ہے
شور نشور شیون اہل عزا مین ہے

کیا خاک اوڑ گئی چمن روزگار کی
گرد و غبار دامن باد صبا مین ہے

پاتا ہون ہر نہال چمن مین جلا ہوا
آتش صفیر بلبل رنگین نوا مین ہے

جمشید آج گریۂ خونین سے بہرا ہے
اب کیون شراب ساغر گیتی نما مین ہے

ارمان ہین مرگ کے یہ مجھی کسکے بعد مرگ
آج امتحان کردن کہ اثر ہی دعا مین ہے

ہی کسکی زندگی کی دوبارہ میری مراد
مضمر ہجوم یاس میرے مدعا مین ہے

جلتے ہین کسکے غم مین الٰہی دل و جگر
کچھہ بو جلی ہوی نفس شعلہ زا مین ہے

کس صدمہ سے ہی ہین دل اہل جہان کی آہ
جنبش یہ کسی یار کی زانو تما مین ہے

گہہرا دیا ہے مرگ نی کس جامہ زیب کی
تنگی فشار گور کی سنبد قبا مین ہے

ہے یہ نمود بود کہ جب تک حیات ہے
اور وہ حیات جسکی نفس کائنات ہے

اب روئیے کہ ضبط فغان کا نہین رہا
اب لوٹئے کہ دل ہی شکیبا نہین رہا

اندوہ و درد و یاس و غم و رنج و اضطراب
وہ اوہٹہ گیا جہان سی تو کیا کیا نہین رہا

اب دے ندے نشاط و سرور الفلک مجھی
یہ بجھہ گیا ہے جی کہ تقاضا نہین رہا

ہے آرزو کہ دیکھئے آشوب حشر کو
اب کچھہ یہی ذوق سیر و تماشا نہین رہا

خالی رہی نہ دل مین تیری جای شکر ہی
غم کارہا ہجوم تو بیجا نہین رہا

آب و ہوای دہر مین غم نے اثر کیا
اب جو رہا جہان مین اچھا نہین رہا

کہلتے ہین پھول کیلیے پژمردگی کے ہاتھ
کیا اب و رنگ گلشن دنیا نہین رہا

کرتے ہین دفن آج اوسی قبر کھود کر
مائل بہشت مین کوی پروا نہین رہا

کوکب کی نعش دوش پہ لیکر چلی ہین لوگ
خورشید حشر سر سے کچھ اونچا نہین رہا

برحق ہی موت جانتے ہین سبکو آئیگی
لیکن یہ موت دل سی بھلائی نجائیگی

افسوس اہل دہر مین ہے جابجا تیرا
جتنا ہجوم خلق ہو غم ہو سوا تیرا

اب حجت ثبوت وجود و وفا کہان
تنہا تیرے ساتھہ شیوہ مہر و فا تیرا

مین تیری جستجو مین چلون سر کے بل اودہر
روے زمین پہ پاؤن اگر نقش پا تیرا

تیرا لگاؤ دل سی مٹا ہے نہ مٹ سکے
گو تو نہین رہا ہے مگر غم رہا تیرا

کرنا تہا چند روز تماشا یہان کا اور
کیون سیر گاہ دہر سے جی بھر گیا تیرا

احباب اس سفر سے تجھے روکتی تو کیا
یہ بھی نہ کہہ سکے کہ نگہبان خدا تیرا

سو بار حسین دیکھی ہے بزم سرور و سور
وہی مکان آج ہے ماتم سرا تیرا

رکھا طریق صعب گزار عدم مین پانو
ہے اس سفر مین فضل خدا رہنما تیرا

کیا جانے دوستونکا ہی تجکو بھی کچھہ خیال
سنتے ہین ذکر دہر مین ہم جابجا تیرا

کہئے نہ اسکو غم یہ فلک ہی گرا ہوا
یہ بھی ہمارے سر پہ خدا کا دیا ہوا

روتے ہین تیری داسطی احباب کسطرح
دیکھین بہای شہر کو سیلاب کسطرح

جب چرخ سے یہ برق ستم متصل گرے
کشت امید ہو میری سیراب کسطرح

اس جوش غم مین عنصر آبی کی خیر ہو
رو کون سر شکہ دیدۂ پرآب کسطرح

گر ایسے حادثات جہان مین نہون فلک
پورے ہون حشر کے لئی اسباب کسطرح

دیکھین تو آج دنکو نکلتا ہے کیونکہ مہر
دیکھین تو آج شبکو ہو مہتاب کسطرح

ناشنای بحر فنا آشنا ہوا
یہ بحر بیکنار ہو پایاب کسطرح

کنج مزار مین تجھے آتا ہے کیونکہ چین
تیرے لئے زمانہ ہی بیتاب کسطرح

خواب عدم مین دیکھہ کی سوی ہوی تجھے
کہہ تو سہے کہ آے مجھی خواب کسطرح

ایکدم تو انکھہ کھول کی میری طرف بھی دیکھہ
گرتا ہے میری انکھہ سی خوناب کسطرح

گو ہمکو تجھسے شکوۂ مہر و وفا نہین
ہان یہ گلہ کرین تو کچھہ اسکا گلا نہین

آقا کو بیقرار کیا تو نے کیا کیا
یہ کسکو غم مین زار کیا تو نے کیا کیا

وہ انکھہ جسمین گریۂ شادی رہا مدام
کیون اوسکو اشکبار کیا تو نے کیا کیا

وہ دامن کرم جو گلون مین بہرا رہے
آلودۂ غبار کیا تو نے کیا کیا

ہر ایک اوسکی بزم مین جمشید وقت تہا
افسوس سوگوار کیا تو نے کیا کیا

تہا شوق پابوس تو لازم تہا صبر ہی
کچھہ بہی نہ انتظار کیا تو نے کیا کیا

کس کس سی اوسنے تیری بلا نیکی ضد کی
کس کس سی شرمسار کیا تو نے کیا کیا

تو قیر تیری وجہ سی کس کسکی اوسنی کی
سبکو نظر من خوار کیا تو نے کیا کیا

آقا کو آج تک بہی وہی مہر ہی تیری
ترک وفا شعار کیا تو نے کیا کیا

جبر اختیار تک تو وہ ٹھانا ضرور تھا
کیون ہجر اختیار کیا تو نے کیا کیا

سالک اسی دعا مین ہی فنا ہو کہ رات ہو
آقا کو عمر خضر ہو تجکو نجات ہو

مرثیہ در وفات میرزا شمشاد علی بیگ رضوان تخلص برادر خرد راقم

ای جوش سینہ سانس کو شور فغان بنا
ای سیل گریہ آنکہہ کو دریا فشان بنا

ای درد بال بال مین پہلو سی ڈور جا
ای داغ دل کو باعث سوز نہان بنا

ای ناہنہ پیرہن مین نہ سمجای کوئی تار
ای پانو کوہ و دشت کو صحن مکان بنا

ای روزگار روز بہی گر مندے سکے
ہر شام کو میری شب ہجر بتان بنا

ای زخم ایک دل ہی مین کاوش ہوئی تو کیا
ناسور ہر مسام ہمارا کہان بنا

ای فرط یاس سینہ مین رہنے سی فایدہ
ہر آرزو کو صدمہ مرگ جوان بنا

ٹہرکا کے داغ کو جگر و دل کی دود سے
آہی آہ آسمان کے تلے آسمان بنا

نشتر جگر مین توڑ دے دل مین چبہی ہوئی
ای غم مگر مژہ کو میری خونچکان بنا

پیدا ہو کوئی غم تو بشارت دی ای ممم
مرجائین حسرتین تو مجہے نوحہ خوان بنا

کرنا نہ بعد مرگ سبک ای ہجوم یاس
اس ضعف پر ہی نعش کو دینا گران بنا

مجلس انجمن مین جای ملے اتفاق سے
لازم ہی اوسکو بزم عزا ای بیان بنا

آجای گر لبون پہ کوی دم ہوا بنے
انسو گرے جو آنکھ سے سیل فنا بنے

سیر سرای دہر مین کیون مبتلا ہوا
کیا اس چمن مین ہی دل ناداں ہرا ہوا

جو برگ سبز سبز درختون کی زیب تھے
ایک ڈھیر ہے زمین پر اونکا پڑا ہوا

شمشاد تھا جو رشک سہی قامتان دہر
قد خمیدۂ ضعفا ہے بنا ہوا

کل جس مین بہر کے لیگئے ہم گلستان سے
دیکھو تو آج ہے وہی دامن پٹا ہوا

دیکھی تھی جسکی شبکو شبستان مین روشنی
وہ ہی چراغ صبح کو دیکھا بجھا ہوا

جام نشاط بھرتے ہین اور یہ خبر نہین
پیمانۂ حیات ہی ہے کچھہ بھرا ہوا

جاتے ہین سوی ملک عدم کس دھی لوگ
جاتا ہے جسطرح کوئی گھر کو لٹا ہوا

افسوس آج مرگ عزیزان پہ ہے یہین
کل دوستون کے لب پہ یہ ہوگا وہ کیا ہوا

جس سے بیان کیجے کوی تازہ واقعہ
وہ ہی کہے کہ ہے یہ کبھی کا سنا ہوا

غفلت سے ہوشیار تو کیونکر خبر نہو
ہے زندگی مین موت کا کھٹکا لگا ہوا

فرق جوان و پیر نہین روزگار کو
بھائی کو موت آئی رہا مین بچا ہوا

وہ بھائی جسپہ جان گرامی نثار ہو
وہ بھائی جسکا صدمۂ غم بار بار ہو

آنکھین یہ ڈھونڈتی ہین کہ رضوان کدھر گیا
وہ مایۂ سرور دل و جان کدھر گیا

ہی تیرگی سی کیون میری نظر کے سامنے
افسوس وہ چراغ شبستان کدھر گیا

ہی کیا سبب کہ تار سے ہی تار اب جدا
وہ بخیہ ساز چاک گریبان کدھر گیا

یارب جگر مین زخم ہین مرہم کو کیا ہوا
مضطر ہون دل مین دردی درمان کدھر گیا

حیرت کو میری دیکھہ کی حیرت ہو اب کسی
آینہ دار دیدۂ حیران کدھر گیا

حفظ خدا پہ چھوڑ کے اہل و عیال کو
ای میری ساری گھر کی نگہبان کدھر گیا

کیا واقعہ ہی نوحہ ہی کسکا غزا ہی کیون
وہ باعث نشاط عزیزان کدھر گیا

لگتی نہین ہی کیسیے جی کو چمن کی سیر
شمشاد زیب بخش گلستان کدھر گیا

دنیا سے کچھہ لگاؤ نتہا زندگی مین گر
سرمست جام بادۂ عرفان کدھر گیا

ملنے کا مجسے وعدہ کیا تہا وہ کیا ہوا
آنے کا میری پاس وہ پیمان کدھر گیا

کھونٹی پہ سبحہ لٹکی ہی لپٹی ہے جانماز
رکھا ہوا ہی رحل پہ قران کدھر گیا

احباب ذکر کرتے ہین شمشاد بیگ کا
حیرت سے مونہہ نکمونکہ تکون ایک ایک کا

وہان گردش آنکھہ کو تہی یہان انقلاب تہا
وہان جانکنی تہی اور مجہی اضطراب تہا

تا صبح مجہپر گزرین قیامت عقوبتین
شب تہی الہی یا کوئی روز عذاب تہا

وہ آنکھہ بند کر کے عدم کو پہنچ گیا
یہان دل کو چین اور نہ آنکھون مین خواب تہا

یہان بدحواسیون مین تہا بات کا ہی ہوش
وہان نکر و نکیر و سوال و جواب تہا

وہان کہل گئی تہی قبر مین کہڑکی بہشت کی
مسدود ہر طرف سی یہان فتح باب تہا

وہان پیچ و تاب سے ہر سے بالکل نجات تہی
مین مبتلای فکر جہان خراب تہا

اوسکو اوتارتے تھے وہان لوگ قبر مین
پنہان میری نظر سی یہان آفتاب تہا

چھپر کالحد مین اوسکی غریبون نے وہان کیا
گہر پر یہان نزول بلا بی حساب تہا

یہان حشر تک نہ دلسی مٹی گا یہ قصہ
افسانہ حیات وہان ایک خواب تہا

طاعت سبب نہ کیونکہ ہو عفو گناہ کا
کیونکر نجاہی خلد مین ہنوان خطاب تہا

آنسو جو چشم نم سے ٹپکتا ہی سرخ ہے
دل تہا الہی سینہ مین یا خون ناب تہا

دل بیٹہہ جائیگا غم اوٹہایا نجائیگا
بہائی کا داغ ہی یہ مٹایا نجائیگا

سینہ تمام سوز جگر نے جلا دیا
مژگان تر نے عنصر آبی بجھا دیا

خواب نشاط تلخ کیا صرصر فنا
صد حیف کسکو گور مین لاکر سلا دیا

تو نے مٹائی گلشن عالم کی روشنی
تو نی چراغ ہستی رضوان بجھا دیا

عیش و نشاط چلدیئے کہہ کہہ کی خیر باد
رنج و محن نے نقش تمنا مٹا دیا

ہاتہون نے چاک جیب و گریبان کا قول
قدمون نے شغل دشت نوردی لگا دیا

ہر قطرہ سرشک بنا پیکر محیط
نالے نے ایک صلا عقہ مجہپر گرا دیا

محسوس گو نہین ہی مگر بار غم تو دیکہہ
زانوی فکر پر میری سر کو جہکا دیا

افغان عرش رس کی شرربار یان نہ پوچہہ
تارون مین ہر شرار کو اسنے ملا دیا

دعوی تہی ضبط آہ کی آخر کو آہ نے
کچہہ نفخ صور سے بہی نفس کو بڑہا دیا

یارب وہ کیا ہوئین میری رنگین نوائیان
کیون اوسکی بدلے نالہ شیون صدا دیا

اس واقعہ سی بڑہ گئی گردش کچھ اور چرخ
کہہ تو سہے کہ تجھکو زمانے نے کیا دیا

جان عزیز کیون نہ گئی روزگار حیف
کسکو کہون عزیز ترا زجان ہزار حیف

بہائی کو مرتے دم بہی نہ دیکہا غضب ہوا
دہلی دکن سے جانسکا کیا غضب ہوا

کہتے تہے جسکو قوت بازو نہین رہا
آفت مین ہم گہرے رہے تنہا غضب ہوا

وہ پہول میرے دامن مقصود سی گرا
مشکل کسی چمن سی ہی چنا غضب ہوا

وہ گوہر مراد گیا میرے ہاتہہ سے
بحر جہان مین جو نہین پیدا غضب ہوا

گل ہوگیا چراغ شبستان آرزو
بہڑکا ہے دل مین داغ تمنا غضب ہوا

گہیرا کسوف مرگ نے کس آفتاب کو
روشن نہین ہی دیدۂ بینا غضب ہوا

ای فرط گریہ ہوگئین انکہین میری سفید
تاریک ہی جہان یہ کیسا غضب ہوا

پہلے کی آگ سینہ مین تہی کچھ دبی ہوئی
بہڑکا نفس کے ساتہہ ہی شعلہ غضب ہوا

جوش غم و ہجوم بلا کا غم آج کیا
دل سے مٹا تردد فردا غضب ہوا

فریاد برہمی جہان کا سبب نہو
قابو مین اب نہین دل شیدا غضب ہوا

خوش ہون زبان ناطقہ ہو جای لال اگر
کب تک کہی کوئی کہ خدایا غضب ہوا

مٹ بہی سکی یہ داغ تو دل ہی مٹا مین کیون ان
دنیا سی اپنی ساتہہ اسی لی بجا مین کیون

یارب نجات کیونکہ مری اس محن سی ہے
غربت مین دل لگی نہین نفرت وطن سی ہے

چھپتا ہے نور شمع کا فانوس مین کہین
داغ درون سینہ عیان پیرہن سی ہے

اس واقعہ نے مجکو دکھای ہین وہ عذاب
شرمندہ گور ہی میری بیت الحزن سی ہے

بستر پہ ٹیسنا ہی ہے نشتر پہ لوٹنا
نکلا شال خار ہر کہ مژہ بدن سی ہے

سوز درون نے کیا جگر و دل جلا دیے
کچھہ جلی جلی مجھی آتی دہن سی ہے

عالم تمام ماتم رضوان سے بھر گیا
آتی صدای شیون بلبل چمن سی ہے

ہی چشم انتظار مین چھای ہوی نہان
جتنی کہ آشکار سفیدی کفن سی ہے

اب ضبط کر نیکو جگر و دل کہان سی لاون
پہلے زبانپہ نالہ میری ہر سخن سی ہے

کہتی ہین خاک ہونکے تجھسے ایک ہم
یہ چھیڑ ضد دلا نیکو چرخ کہن سی ہے

عم شہید پاس بنیکا مزار کیا ؛
نیاز بہادر خان کے مزار شان ذوالجلال حیدرآباد دکہن ۱۲
مین نے سفر مین یہ خبر جانگزا سنی
رہبر کی اب تلاش ہے ڈر راہزن سی ہے

دریا ہی کم ہے دیدہ پرنم کے واسطے
مجھسے ہزار چاہئین اس غم کے واسطے

بیگانہ وفا ہوی کیون تمنی کیا کیا
احباب سی جدا ہوی کیون تمنی کیا کیا

بیمارون کو اپنے چہارتے ہے عبث
خود دشمن شفا ہوی کیون تمنی کیا کیا

آتے نہین ہین اکبر و حیدر ہی یاد کیا
دنیا سے رہگرا ہوی کیون تمنی کیا کیا

آیکا وعدہ مجھسے کیا اور پھر نہ آے
برعکس مدعا ہوی کیون تمنی کیا کیا

آگاہ تھے نہ بحر محیط فنا سے کیا
خود آسمین شنا ہوی کیون تمنی کیا کیا

کرنی تھی اور بندگی حق مین زندگی
مرنیکو پارسا ہوی کیون تمنی کیا کیا

یون چلدیئے کہ ملنے کی امید کھو گیے
اسطرح سی خفا ہوی کیون تمنی کیا کیا

راہ فنا بتا گئے جانا پڑا ضرور
سالک کے رہنما ہوی کیون تمنی کیا کیا

واقف تھے میری کثرت اندوہ سی تو پھر
یون اور غم فزا ہوی کیون تمنی کیا کیا

دشوار تھا عزیز و احبا سے چھوٹنا
اس غم مین مبتلا ہوی کیون تمنی کیا کیا

دل سی مٹا کے یاد نہ اوٹھے جہان سے
اسطرح سی جدا ہوی کیون تمنی کیا کیا

صورت نظر مین ذکر ہی جاری زبان سی
اوٹھی جہان ہی سی یون کہ نہ اوٹھی جہان سے

پرسش مین ہی کہ ہی ہدف آسمان کہان
جاتا ہے آج دیکھیے تیر فغان کہان

اس غم مین ضبط گریہ و فریاد کیونکہ ہو
جب وہ نہین تو پاس زمین و زمان کہان

خاطر ہو مضطرب تو قرار آے کس طرح
دل کو نہو سکون تو آرام جان کہان

چین آ گیا اوسی صف محشر مین دیکھکر
چھوڑیگا دیکھیے یہ غم جاودان کہان

تالو سے ایکدم نہین لگتی فغان کی سہتہ
اس رنج کا بیان کرین ہم زبان کہان

لب گفتگوے مرگ برادر سی ہین فگار
اب ہم کہان شکایت ہجر بتان کہان

گر کیجیے تلاش تو کیونکر پتا ملے
راہ عدم ہے اسمین قدم کا نشان کہان

کہتے ہین باغ خلد مین رضوان کو دیگئے
اب ہم گنہگارون کو وہ گلستان کہان

اس واقعہ کی شرح نہ پوچھ اے ندیم تو
ہم سی بیان ہوتی ہی یہ داستان کہان

وہ بہر رہا ہے دم کو سرافیل صور مین
پہونچا ہے شور ماتم مرگ جوان کہان

پہر وان نجات ملتی نہین اضطراب سے
اب سینہ مین ہمارے دل شادمان کہان

ای مرگ آ اشارے کہان تک کیا کرون
قابو مین ہاتھ ہی نہ زبان کیا دعا کرون

کیا احتیاج شرح کی کیا حاجت بیان
دل مین جو غم نہان ہی وہ صورت سے ہی عیان

شیون ہی یہ برادر نیکو خصال کا
ہر ایک نالہ کیون نہو برہم کن جہان

ہی نوحہ ایک شاعر عالی بیان کا
ہر لفظ شعر کیون نہ بنے غم کی داستان

ماتم ہی ایک ناثر رنگین مقال کا
آنکھون سے جوی خون ہو کسطرح سی روان

مرثیہ ایک صالح طاعت گزار کا
بزم عزا مین کیونکہ نہ شامل ہون قدسیان

جاتی ہی نعش رہرو راہ صواب کی
کندھا دیئی ہوی ہون یکمون اہل آسمان

باقی رہا نہ دنیی کو کیا اور کوئی رنج
کیون چرخ پیر تو نی دیا ماتم جوان

چہریان جگر مین چبھتی ہین روتا ہون لک لکی خون
مہندی لگای بیٹھی ہی کیا مرگ ناگہان

وہ بہای جسکو دیکھہ کی نور آنکھہ مین
وہ بہای جس سی مل کی طبیعت ہو شادمان

دل کیا کہ لاکھہ دل سی گرامی سوا مجھے
ایک جان کیا عزیز تر از صد ہزار جان

رمزون کی حال وقال سی قطع نظر ہی
اس نوحہ مین میرا ہی نظیری ہی ہمزبان

آفاق پر ز ریغ و جہان پر ملامت ست
این روز مرگ نیست کہ روز قیامت ست

جز مرگ اس الم سے ہو مجکو فرار کیا
صد انتظار کی نہین پھر انتظار کیا

ناکردہ عقد کیون گئے آغوش گور مین
تہی ناپسند کہت زلف و کنار کیا

اس غم مین غم نہین ہی سیاہ و سفید کا
اب چاہتی ہے گردش لیل و نہار کیا

پھر کر عدم سی کوئی بہی آیا کہ آئے وہ
اب چاہتی ہے اسنے گہڑی انتظار کیا

کیا پوچہتے ہو فرصت روز جزا ہے دور
ایک دفتر طویل کا ہو اختصار کیا

اس غم نے ہوش کہو ہین ایسی کی روبدا
سو بار پوچہیے تو کہون لاکہہ بار کیا

کہویا گیا نتیجہ عیش و نشاط عمر
پھر ہو تلے دل نومید وار کیا

کچہہ تو جوان و پیر کا رکہتا تہا امتیاز
ای موت تو نے مجکو کیا شہ مسوار کیا

دیکہا نہ ایک قوت بازو کو بہی میرے
ہوتا تہا اور تجہسے بہلا روزگار کیا

او سکو ملا کے خاک مین فرہاد سی میرے
آرام پائیگا فلک بدشعار کیا

پہلے مجہے ڈبو کے ڈبوا ایک جہان کو
اندیشہ اب ہی اے ثمرہ اسکبار کیا

اس واقعہ مین کم ہی جہانتک کہ روئیے
اتنا تو روئیے کہ جہان کو ڈبوئیے

ہر دم نہ کس طرح میری لب پر فغان رہے
یہ کیونکہ دیکہون وہ ترہے اور جہان رہے

چندے جو رہگئے یہی نالے تو یاد رکہہ
ہم خاک مین ملا کے تجہے آسمان رہے

مستا نہین لگا دو وطن کا غریب کو
اندوہ درنج ہی مین رہی ہم جہان رہے

رضوان ریاض خلد مین کب کا پہنچ چکا
ہم ڈہونڈتے ہوی ہی قدم کا نشان رہے

یہ داستان وہ ہی جہان تک کہ سامعین
سنتے رہین تو انکو نسی انسو رواں رہے

پہندا گلے مین کیون نہ پڑی جوش گریہ سے
یہ قصہ وہ ہے جسکے بیان مین زبان رہے

اس گفتگو کو چاہیے دل سنگ و خشت سے
ہی ورنہ یہ محال کہ بس مین زبان رہے

یہ لحظہ لحظہ مجکو دلاتا ہے اوسکی یاد
دل سی عزیز کیون نہ غم جاودان رہے

عاجز بیان سی ہون وہ خموشی وہی ای خدا
تاثیر جسکی غیرت شور فغان رہے

ای موت یون کشاکش رنج و نشاط کھو
کچھہ سود کی خوشی ہو نہ فکر زیان رہے

بڑہتا ہی جای ضعف مگر ایک لمحہ ہر
مین مانگ لون دعا یہ زبان مین توان رہے

مین دل سے خواستگار ہون عفو اللہ کا
جنت ہو گہر برادر رضوان پناہ کا

رباعیات

جو عقل و خرد سی ہووی با ہرای دل
ہرگز نہ کسیکو اے باد رای دل

تو مان لے اوسکو بی دلیل و حجت
وہ رب قدیر ہے مقرر ای دل

رباعی

مین خاک ہون خاکسار ہون تیرا ہون
رحمت کا امیدوار ہون تیرا ہون

زاہد مجھے کیون کرے ملامت یارب
مانا کہ گنہگار ہون تیرا ہون

رباعی

ہون طاعت و بندگی مین گنگا مجہول
فرمان خدا جمین ہی نی حکم رسول

کس بات سی پھر نجات کی ہو امید | | ہان ہو تو یہ عجب ہو ہمارا مقبول

رباعی

طاعت مین ہو تیری کوئی دانا یوں کیا | | نادان یونسے پھرے زمانا تو کیا
کیا تجھکو ہمارے جاننے کی پروا | | جانا تو کیا اگر نجانا تو کیا

رباعی

صدیق و عمر کا وصف سن جاتے ہمسے | | عثمان و علی کا پوچھ رتبا ہمسے
جو کوئی نمانے اوس سی کہدی سالک | | مرنے پہ کہلے کا بحث اب کیا ہمسے

رباعی

آتا ہے سرانام نیزہ پہ نظر | | اونچا ہی کچھ اوس سی آفتاب محشر
تعظیم ہی اس فرق کی سالک واجب | | اب شکر شام کے گریگا سر پر

رباعی

رونے سی غم شہ مین فرا ملتا ہے | | یعقوب سی کچھ رتبہ سوا ملتا ہے
وہان آنکھہ کہلی جمال یوسف دیکھا | | یہان بند ہوا آنکھین تو ضیا ملتا ہے

رباعی

دوزخ سے ڈرای جو کہ ہودی عصیان | | کوثر پہ ٹہای جس پہ نیکی کا گمان
یہ منکر قہر و رحم واعظ گویا | | دوزخ کا ہے مالک اور ارم کا رضوان

رباعی

طالع مین بہت پست ہمارے سالک
ہم جائین کہان فلک کی مارے سالک
ہوگی تو یہین سی ہوگی قسمت اونچی
اپہنچے ہین زیر قلعہ بارے سالک

رباعی

اس قلعہ کا بالا قلعہ مشہور ہے نام
اس اسم کی وجہ کہل گئی مجھہ تمام
الور کے جو لوگون کو کبھی ہو منظور
کر آئین وہان جا کے فرشتو نسے کلام

رباعی در صفت ساگر محل الور

اس قصر کو رشک قصر قیصر کہئے
رفعت مین فلک سی اسکو برتر کہئے
یہ کہئے نہ کہئے لیکن اسکو سالک
دالمدارم کنار کوثر کہئے

رباعی

برسات مین کیا جشن گرہ کا آیا
بادل کی طرح سے دور دل پر چھایا
پانی کی عوض خدا نے ابکی سالک
افلاک سے اس خوشی کا مینہہ برسایا

رباعی

شداد نے جب ارم بنایا یارب
ایسا تو نہ تہا کہ تجکو بھایا یارب
کیا اوسکو فروغ جنتون مین ہوگا
دہلی کو نہ کیون اوٹھا سنگایا یارب

رباعی

ابنائے زمانہ پر جو کی خوب نگاہ
احسان کبھی کرین تو سو کر کے گواہ
مسے بھی چھپا کے جو یہین دیتا ہے
سالک نہین کوئی ایسا لیکن اللہ

رباعی

باطن نہو جسکا صاف خاک اچھا ہے
بس دیکھنے ہی کے کام کا ہی کیا ہے
آئینہ کو دیکھہ کیا رہے بیباک
جو دل مین ہی صاف مونہہ پہ کہدیتا ہے

رباعی

ملتا نہین دل ملین گر انبائے زمان
ظاہر مین ہون دوست اور دشمن پنہان
یون دیکھہ غم کسیکا خوش ہون جیسے
گریہ پہ سحاب کے ہو بجلی خندان

رباعی

الفت کو نہ مرگ کی ثنا کہیے
نجشندہ رنج سخت جانی کہیے
مر کر ہی بتون پہ مر نہین سکتے ہم
اس مرگ کو عمر جاودانی کہیے

رباعی

دیتی نہین مجکو میری گردش ارام
اپنا بھی معلوم نہین آپ مقام
کیا جانیئے رات کس جگہہ گزریگی
شام اپنی مگر ہے راہ گم گشتہ کی شام

رباعی

تنہا کام بتان دلربا سے اپنا
دم ناک مین اگیا جفا سے اپنا
بندون سی چٹی ہین مر کے لیکن درسے
اب آن پڑا کام خدا سے اپنا

رباعی

امید یہ ہے کہین وہ مائل ہووے
میری ہی طرح فریفتہ دل ہووے

جو ہجر مین اوسکی مجھپہ گذری سالک
لذت اوسی کچھہ تو اوسکی حاصل ہووے

رباعی

شب عیش سی کاٹ کر سحر کی توبہ
دن کے گنہوا ہی شام کر لی توبہ
توبہ کا کہلاہے در تو جاتے ہوگے
دن رات مین دو مرتبہ اپنی توبہ

رباعی

کہتے ہین گھٹا ہی رنج و درد و غم عمر
غم سے ہی نہو سکی ہماری کم عمر
فرہاد نے کب پہاڑ کاٹا ہوگا
جسطور سے کاٹتے ہین سالک ہم عمر

رباعی

ہی جی مین کہ ترک عشق خوباں کیجے
مشکل کو باحتیاط آسان کیجے
گر داغ کا شبہ ہو تو مرہم رکھیے
گر درد کا ہو گمان تو درمان کیجے

رباعی

اس جینے پہ ہم مرتے ہین بجا سالک
پوری نہ کوئی ہوگی تمنا سالک
آگے بھی یہی یاس نظر آتی ہے
زندہ رہے اب تک تو کیا کیا سالک

رباعی

اللہ سے ہین اپنے دعائین کیا کیا
اپنی ہی سی ہر خوبہ ہو تو ہی شیدا
مقبول ہوئین دعائین ظالم لیکن
اب قدر ہوئی میری تو وہ تو نرہا

رباعی

فی رنج کوئی نہ درد نے غم ہوگا	جو عیش ہے مطلب وہ ہر دم ہوگا
سچ ہے یہ بیان خلد سارا لیکن	دوزخ مین بھی شیخ ایک عالم ہوگا

رباعی

جان و جگر و دل کی تباہی کیون ہے	چھائی ہوئی آنکھ مین سیاہی کیون ہے
کس خانہ خراب سے ہوا ہے خالی	گھر آج بھرا بھرا سا لگے کیون ہے

رباعی

لطف شب وصل سے نہ جو کچھ پایا	بھولے سے نین انک سی نظر مین چھایا
افسوس وہ بار بار کہنا اوسکا	اب دیکھئے کیا ہوا ہی مین کیون آیا

رباعی

فانی ہے جہان تو جستجو یہ کیون ہے	پہنا یہ خراب کو بکو پھر کیون ہے
دنیا کو کہا ہے پنجہ وارہ سالک	ای خانہ خراب ارزو پھر کیون ہے

رباعی

رونا میرے گریہ کا تمھین بیجا ہے	شکوہ میری فریاد کا کیا اچھا ہے
سچ تو یہ ہے جو کچھ مین کرون تھوڑا ہے	بیداد مین کیا تمنے اوٹھا رکھا ہے

رباعی

دیدار شہاب جنگ عالی منزل	اس بخت و نصیب پر ہی پانا مشکل
دیتا ہون دعا مین عید ہے تجکو	مقدم سے تیرے ہوئی یہ دولت حاصل

رباعی

یہ نقرہ کہ ظاہر مین جو ہے کم مقدار
گر سات خزانے ہون کروڑ اسپہ نثار
یون مجکو عزیز ہے کہ گویا سالک
پرویز کو ملگیا زر دشت افشار

رباعی

الفت کے نرے چکھا چکا تو مجکو
اشوب نئے دکھا چکا تو مجکو
ای دل کوہی لمحہ بہر تو ہنس لینے دے
کمبخت بہت رولا چکا تو مجکو

رباعی

سالک نہوا خر کو پشیمان بازآ
اچھی نہین یہ الفت خوبان بازآ
دل جائیگا جان کے پڑینگے لالے
کچھ اب ہی گیا نہین ہی نادان بازآ

رباعی

ہاتف کے جو احسان ہین نہین اونکا شمار
شیدا کے کرشمہ وہ ہین کہ کیا ہون اظہار
سب کچھ عنایت پہ ہین سالک موقوف
پیدا ہین کہان وگرنہ ہمسے بیکار

رباعی

ناچار ہون مجبور ہون بیجان ہوئین
مدت سے تہ مشق طبیبان ہوئین
گو کہتے ہین رات آجکی بھاری ہے
آجتک کہ آجبھی قابل درمان ہوئین

رباعیات در وفات برادر

رضوان سے جدا ہوکے جو نکلا گھر سے
آنسو نکل آئے میرے چشم تر سے

اب چھٹکے نہ مل سکین گے باہم سالک
یہ بات ہو یدا تہی دل مضطر سے

رباعی

دوری کے الم چار برس تک کھینچے
امید تہی دل کو کہ کبھی مل لین گے
رضوان کو اجل ائی تو بولا یہ فلک
اب خاطر نومید کو تسکین دیجے

رباعی

ماں باپ سی بہائی رشتہ مین کم کیا ہے
پیدا ہون نہ وہ دونو نہ یہ پیدا ہے
طفلی و جوانی اونکے غم مین گزری
اب بہائی کے داغ اوٹھانیکا حصا ہے

رباعی

بچون کی طرح تہین اوٹھایا مین نے
قرآن مجید بہی پڑہایا مین نے
محنت کا ثمر آہ یہ پایا مین نے
مرنیکا تمہارے داغ کھایا مین نے

رباعی

کہتی ہی یہ جان کہ اب لبون پر آئی
آنکہون سی یہ روشن ہی گئی بینائی
کیا جیکے ہی دیکہنا کہ جب مرجاے
اسطرح سی بھائی اور چہوٹا بھائی

رباعی

رضوان کی اجل سے دلیہ قابو نہ رہا
یہ یاس ہوئی کہ مدعا جو نہ رہا
مرنیکی دعا مانگنے بیٹہا ہون مگر
کس طرح سے ہاتہہ اوٹہین کہ بازو نہ رہا

رباعی

مجھسی نہین کچھہ دریغ رکھا تمنے
حصہ ہی کبھی نہ مجھسے چاہا تمنے
دینا تھا مجھے کفن بھی اپنے ہاتھون
یہ بخل تو کچھہ کیا نہ اچھا تمنے

رباعی

کیا دار فنا مین ہمنے آکر دیکھا
آغاز سے انجام برابر دیکھا
ایام طفولیت مین ہان سی چھوٹے
آپ پیر ہوے داغ برادر دیکھا

تمام شد

تاریخ طبع دیوان باظہار سرکونہ امداد مخدومی راجہ گنیش پرشاد بہادر شاد

پریشان گوئی اپنی جمع کرتا کیونکہ مین سالک
نظر آتی ہین لاکھ اشتر
عدیم الفرصتی نے اسقدر اوقات کو گھیرا
کہ دیکھون ایک مصرع بھی نہین ہوتا میسر امکان مین
مگر مخدوم میرے راجہ صاحب کی عنایت ہے
مگر میری شہرت کی ہوئی ہے وجہ دوران مین
وہ ذی ہمت کہ جسکے ذکر گنتی مین ہین کام آئین
نظر آتے ہین یہ قصرے جو مجھکو ابر نیسان مین
نہ کہتہ تاریخ طبع اسکو بیان واقعی ہے یہہ
حباب شبنم آسا ہی کی پای کوشش طبع دیوان مین

قطعہ تاریخ از نتایج طبع وقاد محمد مرزا خانصاحب متخلص بہ عابد خلف الصدق حضرت سالک

ہی ولی نعمی کی تصنیفات سے
یہ کتاب نادر اے دل چھپ گئی
ہین سخن کی زمرمہ پردازیان
لو یہ تعلیم عنادل چھپ گئی
کیون نہ ہاتون ہاتھ لین اہل نظر
کسکی بھیر سے انامل چھپ گئی
پہلے تو تھے چند جزو اسکے مگر
اب کلام نو کے شامل چھپ گئی

سال کا کہی فکر عابد نے کہا | دیکھہ نظم قبلہ کامل چھپ گئی

قطعہ تاریخ کلک ناظم شیرین مقال نابرینمثال نقد رائج سخن را نقاد راہبر گنیش پرشاد بھادر شاد ملازم سرکار نظام حیدرآباد

اب کی پوری نظم سالک چھپ گئی | مژدہ باد اے ناظرین ذی کمال
اسکا ہر نکتہ ہی جادو سے بھرا | اسکا ہر ایک شعر ہے سحر حلال
دیکھہ مضمون کی چمن پیرائیاں | چھا گیا ہے سدرہ پر نخل خیال
ایسی رت عذب البیانے دیکھنا | نسکی چپ ہی طوطی شیرین مقال
بسکہ ہے بیمثل یہ مجموعہ شاد | نسخہ بیمثل لکھا یہ فی الحال

قطعہ تاریخ طبعہ ادیبہ ہاری لال المتخلص بہ مشتاق

یہی ہے نظم اور دوسری معلے | کہ ہے ماہ تاج کل سالک سے مالک | بجا ہے اسکے چھپ جانیکی تاریخ | ہوا ہے کلیات سالک

صحیحنامہ کلیات سالک

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷	۱۶	بنا	تہا	۳۹	۱۶	کہنچی	کہنچتی ہے	۵۶	۷	دیرودحرم	دیرودحرم
۲۲	۷	ہینں	بنیں	۴۵	〃	سہل دہی	سہل دہی	〃	۱۷	اودہر	ادہر
〃	۱۰	فردوس کی	فردوس ہی	۵۱	۲	کویا کہ	کویا کہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
〃	۱۴	رشک سے	رشک ہے	〃	۱۴	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۶۰	۵	دوستیا	دوست ہوا	۵۲	۱۱	تعلیم ہوا	تعلیم ہوا	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳۱	۲	سیرو	سیرو	۵۳	۷	مژدہ شوق	مژدہ شوق	۶۵	[illegible]	[illegible]	[illegible]
〃	۱۳	شکر کہ بکہی	شکر کہ بکہی	۵۴	۲	دیکہتی	دیکہتی	۷۱	۱۲	ہوئی	ہوئی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۵	۳	نہونمین	نبونمین
۷۰۰	۷	اوہنسا	اوہنسا
	۱۵	جہان ہو	جہان کو
	۵	مجھہ من ہے	مجھی سے
	۷	بلانا	جلانا
	//	نہونہ	نہوتونہ
۹۵	۴	تیزی	تیہری
۹۷	//	میرد	میرا
//			اجمن آئین
	۸	مانگمتا	مانگنا
۱۰۵	۱۵	کری	کی ہی
۱۱۰	۱۷		
۱۱۲	۶	بیتاب	بیباک
	۰	دن	دل
	۱۲		
۱۱۹	۷		
۱۲۶	۱۱		
۱۴۳			
	۱	کیا	ہو
۱۸۱	۱۳		کیون ایسا
۱۹۶	۱۰		ہی
	۱۱		ہی دل
	۱۷		دوری
	۱۶		کرتی ہی آنکی
۱۸۹	۱۶		فی
۱۹۹	۸		نہین
۲۰۵	۹		توہی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۶	۲	چاک دامان	چاک دامان
۲۰۰	۱۰	دیکھہ	دیکھون
۲۱۱	۱۰	سنے	سنی
۲۲۹	۴	اسود	آکود
۲۳۰	۱۰	رکہی	رکتی
۲۳۵	۱۷	ہی	بن
۲۴۵	۱۱	برتر	برترہی
۲۴۰	۸	بتا	بنا
۲۴۹	//	شاہد	شاید
۰	۱۴	سینو	سیو
۲۶۵	۴	ارم	ارم
۲۶۶	۱۲	عرش	
۲۶۸	۲	کر	کز
۲۶۹	۵	مسجد	دیکھکر
۲۷۱	//	دودماہ	دودماہ
۲۸۶	۶	چمین	بین
۲۹۰	۱۷		
	۷	جاہی بہشت	

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۱۶	۹	نالہ ہی	نالہ مین
۳۱۷	//	بدلا	بدلا
۳۱۹	۱۳		
۳۲۱	۱۰	صورت آہ	صورت
//	۱۱	//	//
//	۱۲	انقلات	انقلاب
//	۱۳	کوجا	کوجا
۳۲۵	۶	وافق	وامق
۳۳۱	۴	ڈہنڈاو	ڈہنڈکار
۳۳۳	۱۶	مداوا	مداوا
۳۳۶	۳		
۳۴۳	۲		
۳۵۰	۹		
۰۸	۲۰		
۰۰	//		
۳۶۶	۶		
۳۷۰	۳		

گیارہوین صفحہ پر غزل مست کا است
کا موجود ہے اور مین یہ شعر رہگیا
تہا جو سینہ مین تو جگر سے گزر گیا

کلام بیعس

کلام نفیض رع

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۰۰	۱۷		
۳۰۷	۸	کیونکہ	کیونکہ کہ
۳۰۸	۱۴	خورشیدہ	خورشیدماہ
۳۰۹	۵	اگر	مگر
۰	۱۲	انقلاب	اجتناب
۳۱۱	۸	شور وفغان	شور وفغان
۳۱۴	۹	پیر	میر

الحمد للہ یہ
اعنی کلیات حضرت سالک
مدظلہ العالی در اکمل الطابع
باہتمام کمترین سید فخرالدین
پرائہ الطباع در برکشید